

تاریخ مکہ مکرمہ حفظہا اللہ



ڈاکٹر محمد الیاس عبدالغنی

تاريخ مكة المكرمة

قديما وحديثا

د/ محمد إلياس عبد الغني

ح محمد إلياس عبد الغني ، ١٤٢٣هـ
فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر
عبد الغني محمد إلياس
تاريخ مكة المكرمة - المدينة المنورة
١٦٨ ص . ٢٤ سم
ردمك ٣-٧٧٤-٤١-٩٩٦٠
النص باللغة الأردية
١- مكة المكرمة - تاريخ ٢- المسجد الحرام - تاريخ
أ- العنوان
ديوي : ٩٥٣,١٢١ ٢٣/٣٢٩٧
رقم الايداع : ٢٣/٣٢٩٧
ردمك : ٣٠-٧٧٤-٤١-٩٩٦٠

پہلا ایڈیشن: ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲ء

مطابع الرشيد
المدينة المنورة
٨٣٦٨٣٨٢ ☎ ٨٣٧٠٧٧٨

☆ ڈاکٹر محمد الیاس عبدالغنی - ص.ب: 447 - مدینہ منورہ K.S.A.
فون:8389047- موبائیل:052506454- ای میل:ilyas_faisal@yahoo.com
☆ E-16 ڈیفنس سوسائٹی، لاہور، پاکستان

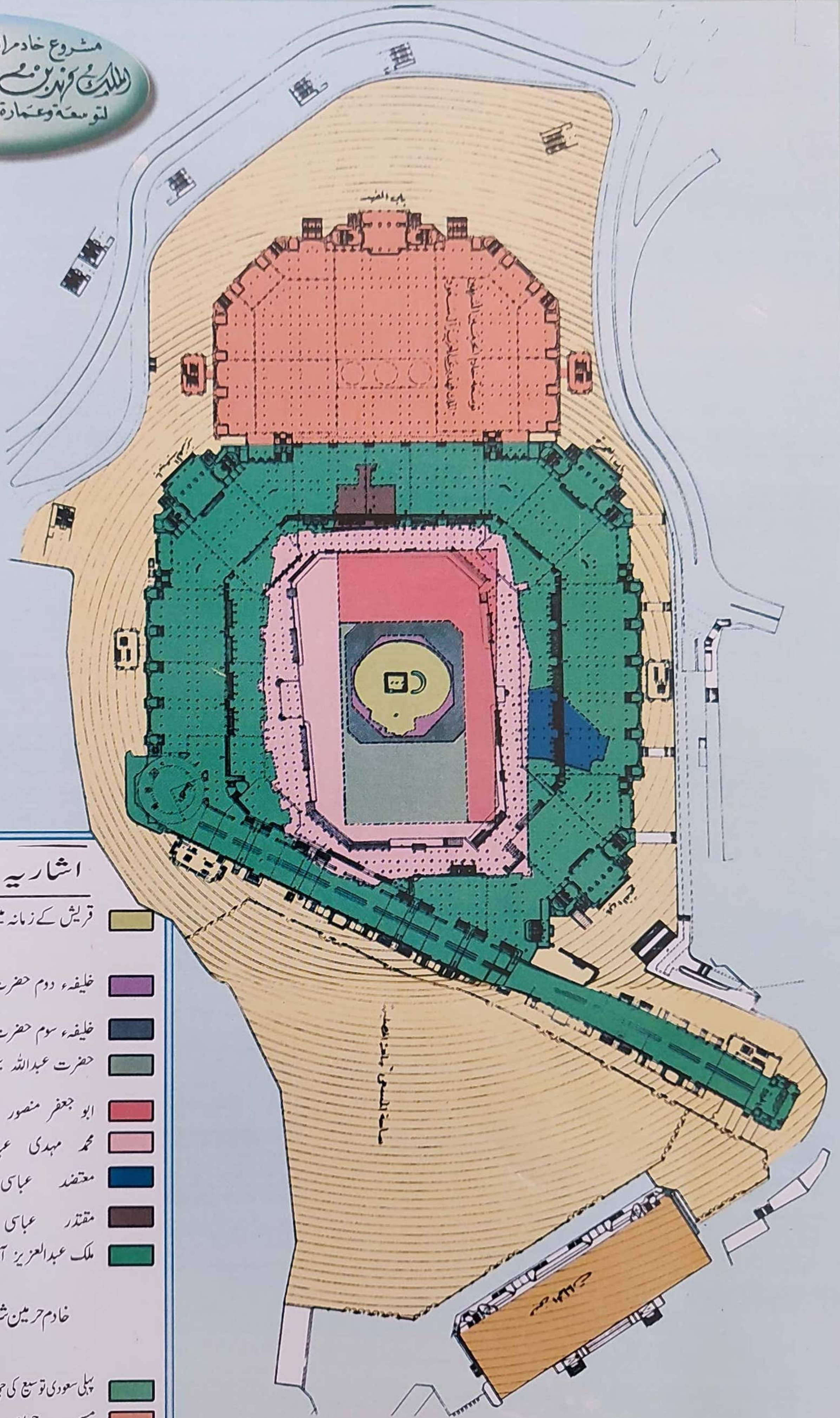
بسم الله الرحمن الرحيم



تاريخ مكة المكرمة

قديماً وحديثاً

د/ محمد إلياس عبد الغني


مشروع خادم الحرمين الشريفين
الملك فهد بن عبد العزيز
لتوسعة وعمارة المسجد الحرام
اشاریہ:
قریش کے زمانہ میں مسجد حرام کا رقبہ
خلیفۂ دوم حضرت عمرؓ کی توسیع ۱۷ھ
خلیفۂ سوم حضرت عثمانؓ کی توسیع ۲۶ھ
حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی توسیع ۶۵ھ
ابو جعفر منصور عباسی کی توسیع ۱۳۷ھ
محمد مہدی عباسی کی توسیع ۱۶۰ھ
معتضد عباسی کی توسیع ۲۸۴ھ
مقتدر عباسی کی توسیع ۳۰۶ھ
ملک عبدالعزیز آل سعود کی توسیع ۱۳۷۵ھ
خادم حرمین شریفین شاہ فہد کی توسیعات
پہلی سعودی توسیع کی چھت کو نماز کیلئے تیار کیا ۱۴۰۶ھ
مسجد حرام کی توسیع ۱۴۰۹ھ
مسجد کے گرد صحنوں کی نماز کیلئے تیاری ۱۴۱۲ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدلله رب العالمين والصلاة والسلام على خاتم الأنبياء والمرسلين،
وعلى اله وأصحابه ومن تبعهم باحسان إلى يوم الدين. امابعد

مکہ مکرمہ کی دینی عظمت اور تاریخی اہمیت کا اندازہ اسی سے لگایا جاسکتا ہے کہ خالق کائنات نے اس کو اپنے سب سے مقدس گھر خانہ کعبہ کیلئے چنا، اسی مبارک شہر کو سیدنا اسمٰعیل وسیدہ ہاجر علیہما السلام کا مسکن قرار دیا، بے شمار حضرات انبیاء علیہم السلام، اولیاء عظام اور صالحین نے اس بیت اللہ کی زیارت کیلئے رخت سفر باندھا، یہیں پر وہ مسجد حرام ہے جس میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں سے زیادہ ہے۔ اسی شہر کو نبی آخر الزماں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی جائے پیدائش ہونے کا شرف حاصل ہے۔

خلیل و ذبیح و حبیبِ خدا کا وہ مولِد وہ منحر، مقام، اللہ اللہ (ولی)

یہیں پر زمزم کا کنواں ہے جس کا پانی سارے جہاں کے پانی سے افضل ومبارک ہے، ان مذکورہ اوصاف کے علاوہ یہاں بہت سے تاریخی مقام ایسے ہیں جن کی عظمت نے اس شہر کی اہمیت کو دو چند کردیا ہے۔ انشاء اللہ آئندہ صفحات میں قارئین تفصیل ملاحظہ فرمائیں گے۔

اس دیس میں ہے اللہ کا گھر وہ پیارے نبیؐ کا پیارا نگر
ہر شئ ہے جہاں فردوس نظر انوار کی بارش آٹھ پہر

مکہ مکرمہ کی تاریخ سے متعلق زمانۂ ماضی اور عصر حاضر میں بہت سے اہل علم نے کتابیں لکھی ہیں مگر ان میں بعض تو اتنی قدیم ہیں کہ زمانہ قریب کی توسیعات کو شامل نہیں، جبکہ کچھ کتابوں کی ضخامت کئی کئی جلدوں پر مشتمل ہے جس کا خریدنا اور پڑھنا عام قاری کی دسترس سے باہر ہے اور کچھ کتابیں کسی خاص واقعہ یا متعین مقام کی تفاصیل سے متعلق ہیں اور عام قاری انہیں پڑھ کر سیراب نہیں ہوتا، اس کے باوجود یہ کتابیں اس مبارک سرزمین کی تاریخ کے طالب علم کیلئے اپنی اپنی جگہ بہت اہم اور مفید ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے مصنفین کو جزائے خیر دے۔

مکہ مکرمہ کے بعض احباب ودیگر بہت سے حضرات نے مجھ سے یہ خواہش کی کہ میں ایک ایسی کتاب تصنیف کروں جو مکہ مکرمہ کی قدیم اور جدید تاریخ سے متعلق اہم معلومات پر مشتمل ہو جو اس مقدس شہر کے زائرین کیلئے زادِ سفر اور عاشقانِ حرم کیلئے ایک بیش بہا تحفہ ہو۔

چنانچہ اپنی کم علمی کے باوجود محض اللہ تعالیٰ کی ذات عالی پر بھروسہ کرکے اس کام کو شروع کردیا، متقدمین کی کتابوں کو کھنگالا، معاصرین کی کاوشوں سے استفادہ کیا اور مقدور بھر کوشش کی کہ یہ مجموعۂ معلومات

بطور گلدستۂ حرم قارئین کی خدمت میں پیش ہو، اس بات کی کوشش کی ہے کہ اس ''ارض پاک'' سے متعلق آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ اور آثار صحابہؓ و تابعین کو تاریخی واقعات سے مربوط کیا جائے، احادیث میں صرف صحیح و حسن حدیثیں ذکر کی ہیں اور مصادر کا حوالہ دیدیا ہے۔

کوشش کی ہے کہ متعلقہ معلومات کو اصل مآخذ سے نقل کیا جائے، مزید وضاحت کیلئے اہم مواقع کی تصاویر، نقشوں اور گراف سے اس کتاب کو مزیّن کیا گیا ہے۔

یہ واضح کر دینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ متقدمین کی کتابوں میں بعض مقامات کی پیائش اور ان کی باہمی مسافت کے تعین میں اختلاف پایا جاتا ہے، جس کی وجہ یہ ہے کہ:

☆ ان کی پیائش کا پیمانہ ذراع تھا اور ذراع کے تعین میں اختلاف ہے۔

☆ پیائش کے بعض راستوں کا مختلف ہونا۔ ☆ نقطۂ ابتداء و انتہاء کا اختلاف۔

مثلاً کسی مؤرخ نے جعرانہ اور مکہ کے درمیانی مسافت کی پیائش مسجد حرام سے شروع کی تو کسی نے مکہ کی حدود سے، اور کسی نے مکہ کی آبادی کی انتہاء سے، اور متقدمین کا یہ اختلاف موجودہ اہل قلم کی تحریروں میں اختلاف کا اہم سبب ہے۔ اس سب کے باوجود ہم نے کوشش کی ہے کہ اس کتاب میں بیان کردہ مسافات حقیقت سے قریب تر ہوں۔ **والعلم عند الله۔**

ناسپاسی ہوگی اگر ان حضرات کا شکریہ ادا نہ کیا جائے جنھوں نے اس مبارک کام میں اپنی دعاؤں، مخلصانہ مشوروں یا ہمت افزائی کے ذریعہ میری معاونت کی بالخصوص محترم جاوید اشرف ندوی صاحب جنھوں نے اس کتاب کا عربی سے اردو ترجمہ کیا، نیز ملک جمیل احمد و عقیل محی الدین صاحبان۔

آخر میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سراپا حمد و ثنا ہوں کہ اس نے اس مبارک کام کی توفیق بخشی، اس میں جو کچھ صحیح ہے وہ اللہ تعالیٰ کے بے پایاں فضل کا نتیجہ ہے اور اگر اس میں کوئی غلطی ہے تو وہ میری کم علمی سے ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اس کاوش کو اپنی رضا کیلئے شرف قبولیت سے نوازے اور میرے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین۔

قارئین کرام سے امید ہے کہ وہ اپنی دعاؤں بالخصوص مقامات مقدسہ میں ناچیز مصنفِ کتاب و مترجمِ محترم کو یاد فرمائیں گے۔ بقول تائب:

دیارِ محبوب کے مسافر ہمیں دعاؤں میں یاد رکھنا جو دیکھنا دل کشا مناظر ہمیں دعاؤں میں یاد رکھنا

وصلی اللہ وسلم وبارک علی نبینا و حبیبنا محمد ﷺ وعلی آلہ اجمعین.

محتاجِ رحمتِ لامتناہی: محمد الیاس عبدالغنی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چلے ہیں جانبِ ارضِ حرم لرزیدہ لرزیدہ — نظر دُزدید دُزدیدہ قدم لغزیدہ لغزیدہ
سکونِ قلب کی لہروں سے یہ محسوس ہوتا ہے — کوئی ہے مائلِ لطف و کرم پوشیدہ پوشیدہ

مکہ مکرمہ کا محلِ وقوع مکہ مکرمہ سلطنت سعودی عرب کی مغربی سمت سرزمین حجاز کی ایک ایسی وادی کے دامن میں واقع ہے جس کے چاروں طرف پہاڑ ہیں، مکہ مکرمہ کا ہموار نشیبی علاقہ ''بطحاء'' کے نام سے موسوم ہے، جبکہ مسجد حرام کے مشرقی حصہ کو ''معلاۃ'' (۱) (بلند جگہ) کہا جاتا ہے، مغربی اور جنوبی سمت کا علاقہ ''مسفلہ'' (نشیبی زمین) کے نام سے جانا جاتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ اہل معلاۃ میں سے تھے، وہیں آپؐ کی جائے پیدائش ہے اور وہیں پر آپؐ ہجرت سے پہلے تک قیام پذیر رہے۔ مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کیلئے تین بنیادی راستے معلاۃ، مسفلہ اور شبیکہ ہیں۔

اس کا عرض بلد ۱۹َ، ۲۵َ، ۲۱ْ شمالاً اور طول بلد ۴۶َ، ۴۹َ، ۳۹ْ شرقاً ہے، سطح سمندر سے اس کی بلندی تین سو میٹر سے زیادہ ہے، یہ کرۂ ارضی کا وسط اور اس کا درمیانی مقام ہے۔ (۲)

فضائل مکہ مکرمہ اللہ تعالیٰ نے اس پاکیزہ شہر کو اپنے گھر کے لئے منتخب فرمایا، نبی آخر الزماں سرور دو عالم ﷺ کی پیدائش اور آپؐ کی بعثت کا شرفِ عظیم بھی اس مبارک شہر کو حاصل ہے، اللہ جل جلالہ نے اپنے بندوں پر اس شہر کی زیارت اور ادائیگیِ مناسک کیلئے سفر کو فرض قرار دیا، چنانچہ دور دراز سے اہل ایمان عشق و وارفتگی، خشوع و تذلّل اور عاجزی و انکساری کی سراپا تصویر بن کر، خوش لباسی اور پوشاکِ زینت سے مبرّا، کھلے سر، کشاں کشاں اس ارض پاک کی طرف کھنچے چلے آتے ہیں۔

اس کو ایسی حرمت وامنیت سے سرفراز فرمایا گیا ہے کہ جو بھی اس حرم پاک میں داخل ہو جائے تو وہ محفوظ و مامون ہو جائے، کوئی سراپا معاصی اس دَر کا رُخ کرے تو وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے نومولود معصوم بچہ، روئے زمین پر اس شہر کے علاوہ کوئی جگہ ایسی نہیں جس کا سفر اسلام میں فرض ہو، اسی شہر میں موجود بیت اللہ کے طواف کا حکم دیا گیا جس کی نظیر کرۂ ارضی پر نہیں، حجر اسود اور رکن یمانی کو فخر

---

(۱) معلاۃ کا علاقہ حجون کے نام سے بھی معروف ہے، حجون دراصل ایک پہاڑ ہے جس کے دامن میں جنت المعلاۃ مشہور قبرستان ہے۔

(۲) ہذہ بلادنا ص ۸۲، ۸۳، فضائل مکۃ المکرّمۃ ص ۱۱۳۔

ہے کہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا بوسہ لیا اور استلام کیا، جو کہ امت کیلئے نہ صرف یہ کہ جائز بلکہ مندوب ومسنون ہے۔

یہی وہ باعظمت شہر ہے جس کی حرمت کی قسم رب ذوالجلال نے دو مرتبہ کھائی ہے جس کا ذکر سورۂ بلد اور سورۂ تین میں ہے، اسی کی مسجد حرام میں ایک نماز کا اجر وثواب ایک لاکھ گنا ہے، اسی بابرکت شہر میں وہ قبلہ ہے جس کی جانب رُخ کرنا تمام نمازوں میں ضروری ہے، اور قضائے حاجت کے وقت اس کی طرف رُخ کرنا یا پشت کرنا جائز نہیں ہے، اس شہر کو یہ امتیازی شان بھی حاصل ہے کہ کسی بُرے کام کے محض ارادے پر بھی اللہ کی جانب سے سزا کی وعید ہے، یہاں گناہ کی نحوست اور اس پر عقاب بھی زیادہ ہوتا ہے، یہ ایسا پرکشش شہر ہے جو دلوں کو مقناطیس کی طرح کھینچتا ہے، یہ ایسا شیریں چشمہ ہے جس سے سیرابی ہوتی ہے مگر دل نہیں بھرتا، جتنا اس کی زیارت کی جائے اتنا ہی شوق بڑھتا جاتا ہے۔

اس بابرکت شہر میں ایسے مقامات ہیں جہاں دعائیں قبول ہوتی ہیں، گناہ مٹتے ہیں، خطائیں معاف ہوتی ہیں، مشکلات حل ہوتی ہیں، اس شہرِ امن کی یہ امتیازی خصوصیت بھی ہے کہ یہاں پر ہتھیاروں سے مسلح ہونا جائز نہیں، نیز اس میں کفار ومشرکین کا داخلہ بھی ممنوع ہے، قیامت کے قریب جب فتنوں کا ظہور ہوگا تو اس شہر کی حفاظت فرشتے کریں گے۔ اور یہاں دجّال داخل نہیں ہو سکے گا۔ ①

ذیل میں مکہ مکرمہ کے فضائل سے متعلق چند احادیث ذکر کی جاتی ہیں

حدیث نمبر ۱ رسول اللہ ﷺ نے حزورہ ② کے مقام پر کھڑے ہو کر (مکہ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے) فرمایا: اللہ کی قسم تو اللہ کی ساری زمین سے افضل ہے تو اللہ کی سب سے محبوب سرزمین ہے اگر مجھے یہاں سے نکالا نہ جاتا تو میں یہاں سے نہ جاتا۔ ③

حدیث نمبر ۲ رسول اللہ ﷺ نے سرزمین مکہ کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا: تو مجھے ہر شہر سے زیادہ پسند اور محبوب ہے، اگر میری قوم کے لوگوں نے مجھے یہاں سے نہ نکالا ہوتا تو یہاں کے علاوہ کسی دوسری جگہ سکونت اختیار نہ کرتا۔ ④

---

① زاد المعاد ۱/۲۰ باب فضائل مکہ اور اس کی خصوصیات، شفاء الغرام ۱/۶۸۔

② یہ ایک اونچا ٹیلہ تھا، یہاں بازار لگتا تھا یہ جگہ ام ہانیؓ کے گھر کے سامنے خیاطین کے نزدیک تھی، اب یہ جگہ مسجد حرام کی توسیع میں آچکی ہے اسی مناسبت سے کسی زمانہ میں یہاں ایک دروازہ کا نام حزورہ تھا، سیرت ابن ہشام ۱/۳۴۶، اخبار مکہ للفاکہی ۴/۲۰۶۔

③ جامع ترمذی، کتاب المناقب حدیث نمبر ۹۲۵۔

④ جامع ترمذی کتاب المناقب حدیث نمبر ۳۹۲۶۔

حدیث نمبر ۳ ایک مرتبہ اس مقدس شہر کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا: اللہ کی قسم! اے شہر مکہ میں تجھے چھوڑ کر جا رہا ہوں یہ جانتے ہوئے کہ تو اللہ کے نزدیک سب سے معزز و محبوب شہر ہے، کاش تیرے مکینوں نے مجھے نکلنے پر مجبور نہ کیا ہوتا تو میں نہ نکلتا۔ ❶

حدیث نمبر ۴ فتح مکہ کے موقع پر رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اس شہر کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسی وقت سے حرمت والا قرار دیا ہے جب سے آسمان و زمین کی تخلیق فرمائی ہے، اللہ کی طرف سے یہ حرمت و تقدس قیامت تک کیلئے ہے اس کے کانٹے کو بھی توڑا نہیں جائے گا، نہ کسی شکاری جانور کو پریشان کیا جائے گا، اس کے راستہ میں گری ہوئی چیز کو اٹھانا جائز نہیں ہے، ہاں کوئی اسلئے اٹھائے کہ مالک تک پہنچانے کی کوشش کرے اور لوگوں میں اس کا اعلان کرے، اور اس شہر کی (خودرو) گھاس کو کاٹنا بھی ناجائز ہے۔ ❷

حضرت عکرمہؒ فرماتے ہیں ''شکاری جانور کو پریشان نہ کرنے'' کا مطلب یہ ہے کہ کسی جانور کو سایہ سے ہٹا کر خود سایہ میں بیٹھ جانا۔ ❸

حدیث نمبر ۵ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی شہر ایسا نہیں جہاں دجّال نہ پہنچے سوائے مکہ اور مدینہ کے کہ ان کے ہر راستہ پر فرشتے صف بستہ کھڑے ہو کر ان کی حفاظت کر رہے ہوں گے۔ ❹

حدیث نمبر ۶ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں سب سے پہلے قبر سے اٹھوں گا پھر ابوبکرؓ پھر عمرؓ، اس کے بعد میں اہلِ بقیع کے پاس آؤں گا تو وہ بھی میرے ساتھ اُٹھ کھڑے ہوں گے، پھر میں اہل مکہ کا انتظار کروں گا، اور میں دونوں حرموں کے درمیان سے اُٹھوں گا۔ ❺

قرآن میں مکہ مکرمہ کے نام

① **مکہ** ﴿وَهُوَ الَّذِىْ كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ...﴾ [الفتح: ۲۴]

ترجمہ: اور وہی تو ہے جس نے مکہ کی سرحد میں ان کافروں پر تم کو قابو یافتہ کر دینے کے...

---

❶ مجمع الزوائد ۳؍۲۸۳ ❷ صحیح مسلم کتاب الحج حدیث نمبر ۱۳۵۳

❸ اخبار مکۃ للفاکہی نمبر ۱۴۴۸ باسناد حسن ❹ صحیح بخاری، باب فضائل المدینہ حدیث ۱۸۸۱۔

❺ جامع ترمذی، المناقب حدیث نمبر ۳۶۹۲ حسن غریب

باوجود ان کے ہاتھوں کو تم سے اور تمہارے ہاتھوں کو ان سے روک دیا۔

مکہ کے معنی ختم کر دینے، مٹا دینے کے ہیں، اور یہ نام پورے حرم مکی کیلئے استعمال ہوا ہے اس لیے کہ یہ شہر گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور ختم کر دیتا ہے، یا یہ کہ مکہ کے معنی ہلاک کر دینا ہے تو جو بھی یہاں ظلم کرے یہ سرزمین اس کو ہلاک کر دیتی ہے۔

(۲) **بَكَّةَ** ﴿إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىْ بِبَكَّةَ مُبَارَكاً وَّهُدًى لِّلعٰلَمِيْنَ﴾[آل عمرآن:۹۶]

ترجمہ: یقیناً سب سے پہلا مکان جو لوگوں کی عبادت کیلئے مقرر کیا گیا وہ یہی مکان ہے جو مکہ میں ہے مبارک ہے اور لوگوں کیلئے موجب ہدایت ہے۔

بکّہ کے معنی پھاڑ نا ختم کر دینا، چُور چُور کر دینا کہ یہ شہر ظالم و جابر لوگوں کے غرور کو توڑ دیتا ہے، اور متکبرین کے تکبر کو ختم کر دیتا ہے۔

بکّہ سے کیا مراد ہے اس میں چار قول ہیں:

☆ بکّہ سے مراد وہ مخصوص جگہ ہے جہاں کعبہ شریف ہے۔ [1]

☆ بکّہ سے مراد خانہ کعبہ اور اس کے آس پاس کی جگہ ہے اور مکہ کا اطلاق اس کے علاوہ پر ہے۔

☆ بکّہ سے مراد بیت اللہ اور مسجد حرام ہے اور مکہ سارے حرم کا نام ہے۔

☆ بکّہ اور مکہ دونوں ہی اس شہر کے نام ہیں اور ان میں کوئی فرق نہیں۔

(۳) **أُمُّ الْقُرىٰ** ﴿وَهٰذَا كِتٰبٌ أَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِىْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ أُمَّ الْقُرىٰ وَمَنْ حَوْلَهَا...﴾[الأنعام:۹۲] [نیز شوری:۷]

ترجمہ: اور یہ قرآن بھی ایک کتاب ہے جس کو ہم نے نازل کیا ہے جو بڑی بابرکت ہے اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور اس لئے نازل کی تا کہ آپ اہل مکہ کو اور اس کے چاروں طرف بسنے والوں کو ڈرا دیں۔

اُم القری سے مراد مکہ مکرمہ ہے، اس شہر باعظمت کا نام اُم القریٰ ہونے کی چار وجوہ علماء نے ذکر کی ہیں:

☆ یہ وہ مرکزی نقطہ ہے جس سے بقیہ زمین کو پھیلایا گیا، جدید و قدیم تحقیقات کی رو سے یہ خشک زمین کے وسط میں واقع ہے، اور کعبہ مشرفہ زمین کا مرکز ہے۔

---

[1] القاموس المحیط، مکہ، الجامع اللطیف ص ۹۹۔

شمال
جنوب
عمان
ہندوستان
مالدیپ
یمن
جبوتی
صومالیا
اریٹیریا
یوگنڈا
ایتھوپیا
کینیا
تنزانیا
سوڈان
کنشاسا
کونگو
انگولا
زمبیا
لیبیا
جنوبی افریقہ
مدغشقر
موزمبیق
ماریشس

کعبہ کے اردگرد تقریباً ایک سو ممالک کا تقریبی موقع محل، جو کہ نزدیک اور دور ہونے کے اعتبار سے تین دائروں میں تقسیم کیے گئے ہیں۔

☆ قدیم ترین شہر ہونے کی وجہ سے اُم القریٰ یعنی بستیوں کی ماں کہا گیا ہے۔

☆ چونکہ یہ قبلہ ہے سارے عالم کے انسانوں کا اس لئے سب نمازی اس کی جانب نمازوں میں اپنا رُخ کرتے ہیں، ''اَمّ'' کے معنی قصد کرنے اور رُخ کرنے کے بھی آئے ہیں۔

☆ اس کا مرتبہ و مقام دوسری بستیوں کے مقابل ویسے ہی بلند و بالا ہے جس طرح ماں کا مرتبہ و مقام بلند ہوتا ہے۔ [1]

---

[1] زاد المسیر فی علم التفسیر ۵۸/۳ مجلۃ البحوث الفقہیۃ عدد ۲۹ ص ۱۲۲، الجزیرۃ العربیۃ قبل الاسلام ص ۱۲۵

④ البلد ﴿وَإِذْقَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا﴾ [ابراھیم:۳۵] [نیز بلد:۲]

ترجمہ: اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جب ابراہیمؑ نے کہا اے رب اس شہر کو امن کی جگہ بنادے۔

البلد سے مراد آیت کریمہ میں مکہ مکرمہ ہے۔ ①

⑤ البلد الأمین ﴿وَهٰذَا الْبَلَدِ الأَمِيْنِ﴾ [التین:۳]

ترجمہ: اور قسم ہے اس امن والے شہر کی۔

ابن جوزیؒ فرماتے ہیں: زمانہ جاہلیت ہو کہ زمانۂ اسلام، خوف و ہراس میں مبتلا ہر شخص یہاں امن پاتا ہے، اہل عرب آمن کو امین سے تعبیر کرتے ہیں۔

⑥ البلدۃ ﴿إِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِیْ حَرَّمَهَا﴾ [النمل: ۹۱]

ترجمہ: بس مجھ کو تو یہی حکم ملا ہے میں اس شہر مکہ کے مالک کی عبادت کروں جس نے اس شہر کو محترم بنایا ہے۔

ابن جوزیؒ فرماتے ہیں کہ بلدۃ سے مراد مکہ معظّمہ ہے۔

⑦ حرم آمن ﴿أَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا﴾ [القصص :۵۷] [نیز عنکبوت :۶۷]

ترجمہ: کیا ہم نے ان کو امن والے حرم میں جگہ نہیں دی؟

یہ شہرِ پرامن تاریخ کے ہر دور میں امن و امان کا گہوارہ رہا ہے، باوجودیکہ اس شہر پر مختلف مذاہب کے پیروکاروں کی اجارہ داری رہی ہے مگر اس کی امن و سلامتی کی ہر فرقہ نے پاسداری کی ہے، احرام کی حالت ہی میں اس میں داخل ہونا مشروع رہا ہے، جب کبھی لوگ خوف سے دوچار ہوئے تو امن و سلامتی کی فضا انہیں اسی حرم پاک میں میسر ہوئی نیز اس حرمت والے شہر کی یہ حرمت نہ صرف بنو آدم کیلئے ہے بلکہ حیوانات و نباتات بھی اس حرمت میں انسان کے شانہ بشانہ ہیں، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر ارشاد فرمایا:

ترجمہ: ''اس شہر کو اللہ تعالیٰ نے اس وقت سے حرمت والا قرار دیا ہے جب سے آسمان و زمین کو تخلیق بخشی، اور یہ حرمت قیامت تک کیلئے ہے، نہ کسی جھاڑ جھنکاڑ کو کاٹنا جائز ہے اور نہ کسی جانور کو پریشان کرنا۔ ②

---

① زادالمسیر ۸/۲۵۰

② صحیح بخاری، کتاب جزاء الصید حدیث نمبر ۱۸۳۴

نہ کوئی اضطراب ہے نہ کوئی انتشار ہے	سکون ہی سکون ہے قرار ہی قرار ہے
نظر کے سامنے زہے نصیب وہ دیار ہے	لطافتوں پر جس کی جانِ عاشقاں نثار ہے
اگر نگاہ تیز ہے تو دل سرور خیز ہے	ہوا بھی عطر بیز ہے فضا بھی خوش گوار ہے
بگولے راہِ شوق کے بلند ہو کہ بول اٹھے	خزاں نہیں خزاں نہیں بہار ہے بہار ہے

(۸) **وادغیر ذی زرع** حضرت ابراہیمؑ کی دعا ہے:

﴿رَبَّنَا اِنِّیٓ اَسۡکَنۡتُ مِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ بِوَادٍ غَیۡرِ ذِیۡ زَرۡعٍ...﴾ [ابراھیم:۳۷]

ترجمہ: اے ہمارے رب بیشک میں نے اپنی بعض اولاد کو بے آب و گیاہ وادی میں ٹھہرایا ہے۔

ابن جوزیؒ فرماتے کہ بے آب و گیاہ وادی سے مراد مکہ ہے کہ اس میں سبزہ تھا نہ پانی۔ (۱)

(۹) **معاد** ﴿إِنَّ الَّذِیۡ فَرَضَ عَلَیۡکَ الۡقُرۡآنَ لَرَادُّکَ إِلٰی مَعَادٍ﴾ [القصص:۸۵]

ترجمہ: بے شک جس ذات پاک نے آپؐ پر قرآن کے احکام کو فرض کیا ہے وہ آپ کو ضرور آپ کے اصلی وطن میں پہنچانے والا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: معاد سے مراد مکہ ہے کہ وہ آپ کو مکہ واپس فرمادے گا۔ (۲)

(۱۰) **قریۃ** ﴿وَکَاَیِّنۡ مِّنۡ قَرۡیَۃٍ هِیَ أَشَدُّ قُوَّةً مِّنۡ قَرۡیَتِکَ الَّتِیۡ أَخۡرَجَتۡکَ...﴾ [سورة محمدؐ:۱۳]

ترجمہ: اور اے پیغمبر کتنی ہی بستیاں جو آپ کی اس بستی سے جس کے باشندوں نے آپ کو جلاوطن کیا ہے قوت و طاقت میں بڑھی ہوئی تھیں۔

ابن جوزیؒ فرماتے آیت مبارکہ میں ''آپؐ کی بستی'' سے مراد مکہ مکرمہ ہے۔ (۳)

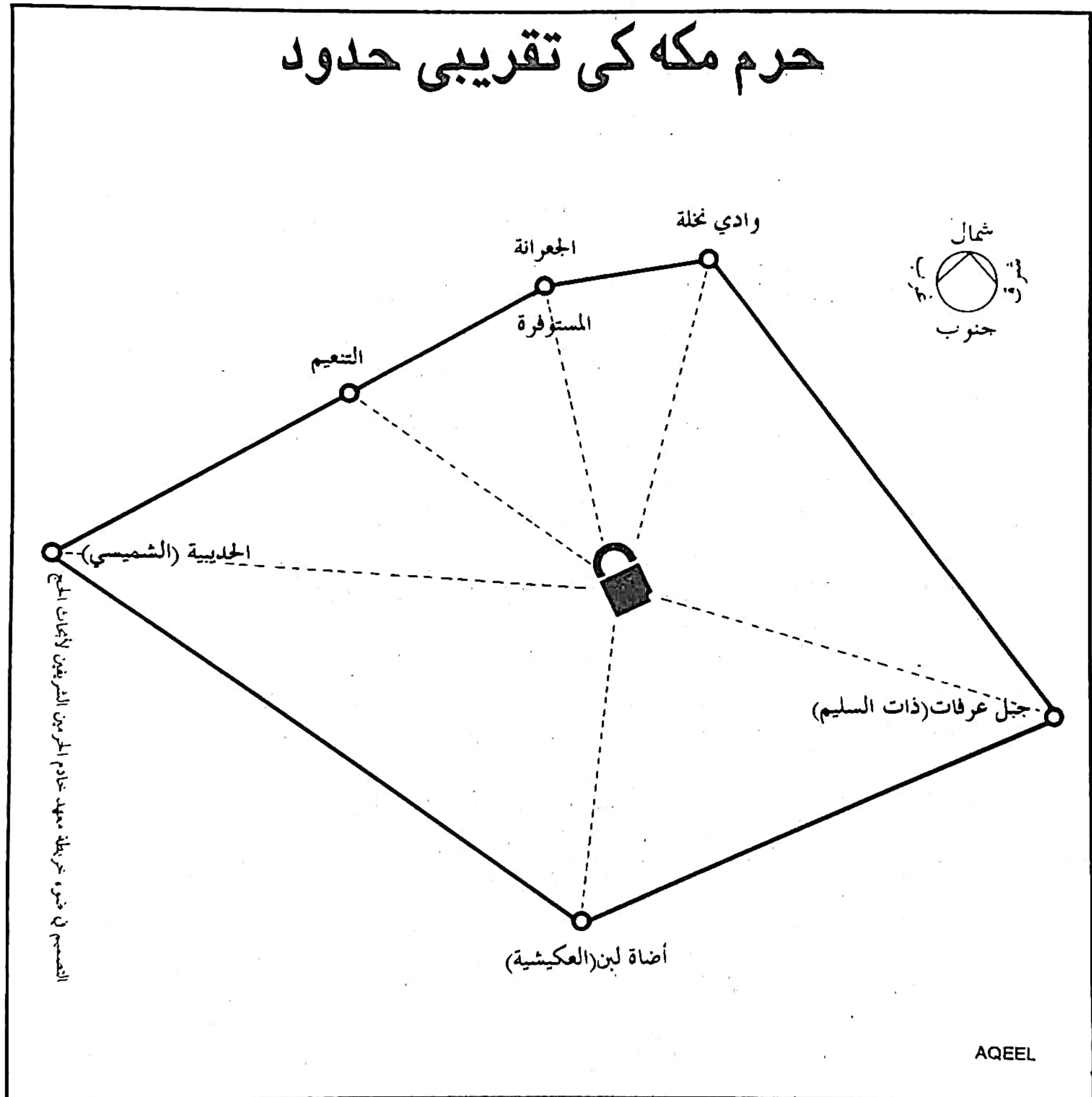
(۱۱) **المسجد الحرام** قرآن پاک میں مسجد حرام کا ذکر چار مختلف مفاہیم میں ہوا ہے، کبھی اس سے مراد صرف خانہ کعبہ ہے تو کبھی خانہ کعبہ اور مسجد حرام دونوں ہیں، یہی مفہوم عام اور مشہور ہے، کبھی اس سے مراد سارا مکہ شہر ہے جبکہ بعض مواقع پر اس کا مفہوم پورے خطہ حرم کو حاوی ہے۔

---

(۱) زادالمسیر ۲۷۶/۸ (۲) زادالمسیر ۱۱۷/۶ (۳) زادالمسیر ۱۴۹/۷

حرم سے نئے ولولے لا رہا ہوں　　طریقِ اطاعت مرے سامنے ہے
عمل میں بھی عکس آپؐ کے چاہتا ہوں　　نئی اک مسافت مرے سامنے ہے (تائب)

حرم مکہ کی حدود مکہ مکرمہ کی حرمت کا ذکر گذشتہ صفحات میں گزر چکا ہے یہ حرمت صرف مکہ معظّمہ کی بستی تک محدود نہیں بلکہ اللہ جل جلالہ نے اپنی رحمت سے مکہ مکرمہ کے ساتھ اس کے گردونواح کے علاقہ کو بھی حکم حرم میں داخل فرما کر حدود حرم کے رقبہ کو وسیع کر دیا۔



ایک روایت میں ہے کہ جبریل علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حرم کی حدود پر کھڑا کر کے وہاں (علامتی) پتھر نصب کرنے کا حکم دیا۔ اس طرح حدودِ حرم کی تحدید کا شرف حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حاصل ہوا، فتح مکہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمیم بن اسد الخزاعی کو ان حدود کی تجدید کی ذمہ داری

سونپی اورانہوں نے اس کو بخوبی انجام دیا، اس کے بعد بھی وقتاً فوقتاً مسلم حکمران خلفاء اور بااثر شخصیات مختلف جگہوں میں حرم کی حد بندی کے طور پر علامات نصب کرتی رہی ہیں، جن کی مجموعی تعداد ۹۴۳ تک پہنچ گئی، عام طور پر یہ سب علامات پہاڑوں، ٹیلوں اور نمایاں جگہوں پر ہی تھیں۔ آج کل ان میں سے اکثر کے نشانات مٹ چکے ہیں، صرف وہی علامتیں باقی رہ گئیں ہیں جن کی ترمیم وتجدید اور نگہداشت ہوتی رہی ہے۔ حرم کے رقبہ کا دائرہ ۱۲۷ کلومیٹر ہے، اور کل رقبہ ساڑھے پانچ سو کلومیٹر مربع ہے۔ ❶

اللہ تعالیٰ نے اسی دائرہ حرم کو لوگوں کیلئے مرکز اور جائے امن بنایا ہے، اور اسی جگہ کے متعلق فرمایا:

﴿وَمَنْ يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ﴾ [الحج ۲۵]

ترجمہ: اور جو شخص ظلم سے اس حرم میں بے دینی کی بات کرنی چاہے گا تو ہم اس کو دردناک عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔

فتحِ مکہ کے موقع پر نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا "اس شہر کو اللہ نے اس وقت سے حُرمت والا قرار دیا ہے جس دن اس نے آسمان وزمین کو پیدا فرمایا، اور اس کی یہ حرمت روزِ قیامت تک رہے گی، اس میں جنگ وقتال کی اجازت میرے سوا کسی کو نہیں دی گئی اور میرے لئے بھی یہ اجازت صرف چند گھڑیوں کیلئے دی گئی، پس قیامت تک اس کی حرمت برقرار ہے، نہ اس کی جھاڑ کو کاٹا جائے گا، اور نا ہی کسی جانور کو تکلیف دی جائیگی، سرِ راہ پڑی کسی چیز کو اُٹھانا بھی جائز نہیں اِلّا یہ کہ اعلان کر کے اس کے مالک تک پہنچانے کی غرض سے اٹھائی جائے ❷ نیز اس سرزمین کی گھاس پھوس یا درخت کو کاٹنا جائز نہیں۔ ❸

حضرت سعید بن المسیبؒ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ اہل مکہ اس وقت تک ہلاک نہ ہونگے جب تک حرم کو حل نہ سمجھنے لگیں ❹

حضرت مجاہدؒ آداب حرم کے ضمن میں بیان فرماتے ہیں: جب تم حرم میں داخل ہو، تو نہ کسی کو دھکا دو، نہ کسی کو تکلیف پہنچاؤ نہ بھیڑ بھاڑ کرو، ❺

---

❶ الزہور المقتطفۃ ص ۲۵، سبل الہدیٰ والرشاد ۱/۵۸، البلد الأمین (مجلّہ) عدد (۱) ص ۵۶، ۶۲، اس موضوع پر ڈاکٹر عبدالملک کا ایک مقالہ بعنوان: حرم مکی اور اس کی حدود قابل مطالعہ ہے۔

❷ اب چونکہ مکہ مکرمہ میں اور خصوصاً مسجد حرام میں گم شدہ اشیاء کیلئے مستقل دفتر قائم کر دیا گیا ہے لہٰذا اگر کسی کو ایسی چیز ملے جس کو نہ اٹھایا گیا تو ضائع ہونے کا خطرہ ہے یا کسی غلط آدمی کے ہاتھ لگنے کا اندیشہ ہے تو اسے اٹھا کر اس دفتر میں جمع کرا دینا چاہیئے، تاکہ اس کا مالک وہاں رجوع کرے تو اس کو مل جائے۔

❸ صحیح مسلم، کتاب الحج حدیث نمبر ۱۳۵۳۔

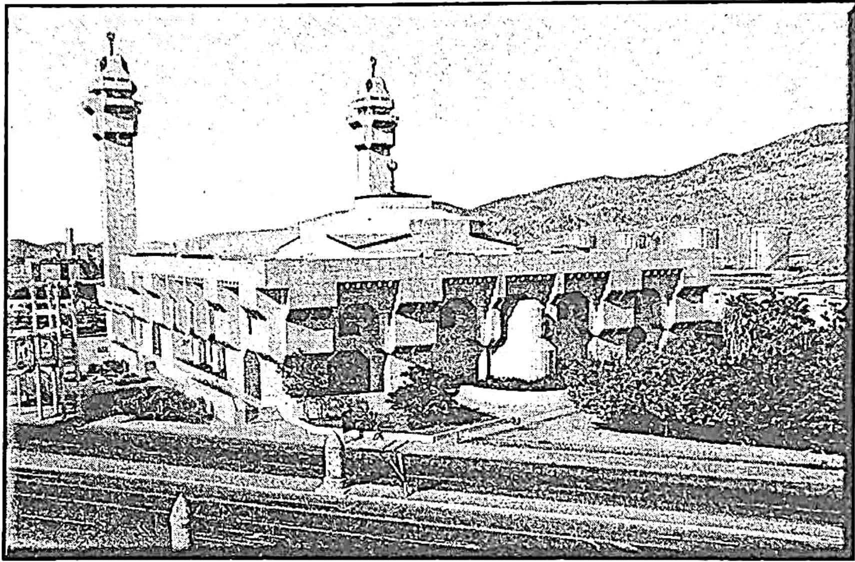
❹ اخبار مکۃ للفاکہی نمبر ۱۵۰۱ اسنادہ حسن۔

❺ اخبار مکۃ للفاکہی نمبر ۲۷۰۴ اباسناد حسن۔

ذیلی نقشہ سے مسجد حرام اور حدود حرم کے مابین مسافت کا ایک تقریبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے:

تنعیم (مسجد عائشہؓ)	نخلہ	اَضاۃ لبن	جرانہ	حدیبیہ	عرفات
۵، ۷ کلومیٹر	۱۳ کلومیٹر	۱۶ کلومیٹر	۲۲ کلومٹر	۲۲ کلومیٹر	۲۲ کلومیٹر

مسجد تنعیم (مسجد ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) یہ مسجد حرام سے جانب شمال مکہ، مدینہ روڈ پر ساڑھے سات کلومیٹر کی دوری پر واقع ہے، حدود حرم میں سب سے نزدیک حدِ حرم یہی ہے اس مبارک مسجد کی تعمیر اس جگہ پر ہوئی ہے جہاں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سنہ ۹ ھ میں حج وداع کے موقع پر عمرہ کے احرام کی نیت کی، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ ایامِ عذر میں تھیں کہ آپؐ نے سارے ارکان و مناسکِ حج ادا کئے صرف طواف نہ کر سکیں جب عذر جاتا رہا تب آپؐ نے طواف کیا



مسجد تنعیم (مسجد عائشہؓ)

اور حضور ﷺ سے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ آپ نے حج وعمرہ دونوں فرمائے اور میں صرف حج ہی کر سکی؟ تب آپ ﷺ نے حضرت عائشہؓ کے بھائی عبد الرحمٰن بن ابو بکر کو حکم دیا کہ اپنی ہمشیرہ کے ساتھ تنعیم جاؤ چنانچہ آپؓ وہاں تشریف لے گئیں اور حج کے بعد ماہ ذی الحجہ ہی میں عمرہ ادا فرمایا۔ ❶

ابن جریجؒ کہتے ہیں کہ میں نے عطاءؒ کو دیکھا کہ وہ اس جگہ کی نشاندہی فرما رہے تھے جہاں امّاں عائشہؓ نے نیتِ احرام کی تھی، یہ وہ جگہ تھی جہاں محمد بن علی شافعی نے مسجد تعمیر کی۔ ❷

☆ اس مسجد کی نئی توسیع خادم حرمین شریفین شاہ فہد بن عبد العزیز کے دور میں ہوئی ہے مسجد کا کل رقبہ مع ملحقات ۸۴۵۰۰ مربع میٹر ہے، اس کی تعمیر تقریباً ایک کروڑ ریال کی لاگت سے مکمل ہوئی، مسجد کی

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الحج حدیث نمبر ۱۷۸۵۔ ❷ اخبار مکہ للأزرقی ۲/ ۲۰۹۔

تعمیر چھ ہزار مربع میٹر پر ہے، اس مسجد میں پندرہ ہزار نمازیوں کی گنجائش ہے۔

حضرت خبیبؓ کی جائے شہادت اسی مسجد تنعیم سے بجانب شمال تقریباً دوسو میٹر دور حِل کی سمت میں صحابی جلیل حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی جگہ ہے۔ واقعہ یہ ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۴ھ میں سات افراد پر مشتمل صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کو قبیلہ بنولحیان کے لوگوں کے ساتھ بھیجا تا کہ اس قبیلہ کے لوگوں کو تعلیم دیں جب یہ جماعت رجیع ① کے مقام پر پہنچی تو بنی لحیان کے لوگوں نے ان حضرات صحابہ میں سے پانچ کو شہید کر دیا، اور حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ اور زید بن دثنہ رضی اللہ عنہ کو قید کر کے مکہ والوں کے ہاتھ بیچ دیا، اہل مکہ نے ان دونوں جلیل القدر صحابہ کو شہید کر ڈالا اہل مکہ نے حضرت خبیب بن عدیؓ سے ان کی شہادت کے وقت پوچھا ''کیا تم کو یہ بات پسند ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری جگہ پر ہوں اور ہم ان کی گردن ماریں؟ (نعوذ باللہ) حضرت خبیبؓ کا جواب نہ صرف ''نہیں'' میں تھا بلکہ اس وقت آپ نے وہ جملہ ارشاد فرمایا جو آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے اور جو ایک نمونہ ہے صحابہ کرام کی محبت و جاں نثاری کا پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے، آپؓ نے فرمایا: اللہ کی قسم مجھے یہ بھی گوارا نہیں کہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت جہاں کہیں تشریف فرما ہیں وہاں ان کو کانٹا بھی چبھے اور میں اپنے اہل و عیال میں بیٹھا رہوں، یہ سن کر ابوسفیان (جو ابھی حلقہ بگوش اسلام نہ ہوئے تھے) نے کہا: میں نے کسی کو کسی سے ایسی محبت کرتے نہیں دیکھا جیسی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کرتے ہیں۔

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے دو رکعت ادا کیں اور فرمایا: اللہ کی قسم اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ تم لوگ سوچو گے کہ میں نے قتل کے خوف سے نماز لمبی کر دی تو میں مزید نماز پڑھتا'' یہی وہ عظیم صحابی ہیں جنہوں نے سب سے پہلے بوقت شہادت دو رکعت ادا کرنے کی سنت جاری فرمائی، پھر حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے چند اشعار پڑھے جن کا مفہوم یہ ہے:

مجھے اس کی پرواہ نہیں جبکہ حالت اسلام میں قتل کیا جا رہا ہوں کہ راہ خدا میں کس پہلو میرا لاشہ گرتا ہے۔

میرا مرنا راہ خدا میں ہے اگر وہ چاہے تو میرے ٹکڑوں میں برکت ڈال دے۔

جہاں حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی وہاں ایک برجی نما مینار بنا دیا گیا تھا، کُردی نے اپنی

---

① رجیع اس جگہ کا نام ہے جہاں قبیلہ بنولحیان کا پانی کا چشمہ تھا، اس وقت وہ مکہ مکرمہ کی شمالی جانب ۶۵ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے اور وطیہ کے نام سے متعارف ہے۔ العقد الثمین ۱/۲۴۶ معالم مکۃ ص ۱۱۱۔

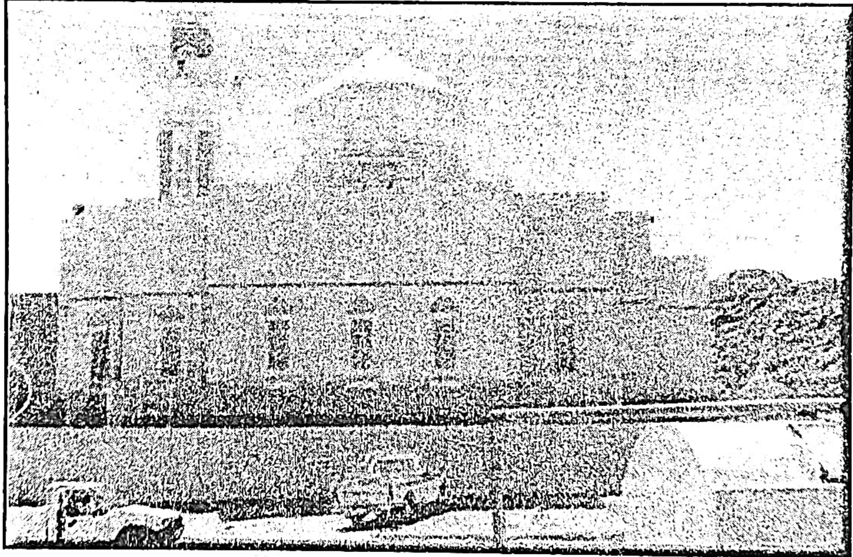
کتاب میں اس کی تصویر پیش کی ہے۔ یہ تعمیر ۱۳۷۷ھ تک باقی تھی پھر اس کو منہدم کر دیا گیا۔ ⓫

جعرانہ اس جگہ کی نسبت ایک عورت کی طرف ہے جو قریش کے بنو تمیم قبیلہ سے تعلق رکھتی تھی، اس کا نام ریطہ اور لقب جعرانہ تھا، عقل وخرد سے محروم تھی، وہ سارا دن سوت کاتتی پھر اس کو توڑ پھوڑ دیتی اس کی مثال قرآن پاک میں بھی دی گئی ہے جیسا کہ فاکہی نے حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ آیت مذکورہ میں اسی عورت کی طرف اشارہ ہے۔

﴿وَلَاتَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِن بَعْدِ قُوَّةٍ أَنكَاثًا..﴾ [النحل: ۹۲]

ترجمہ: اور قسم توڑنے میں تم اس عورت کے مانند نہ ہونا جو اپنے کاتے کو مضبوط کاتنے کے بعد پارہ پارہ کر دیا کرتی تھی۔

آج کل اس جگہ ایک بستی ہے جو وادی سرف کے شروع میں ہے اور مسجد حرام سے شمال مشرقی سمت میں ۲۴ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے، اور ایک سڑک اس کو مکہ سے ملاتی ہے، یہاں کا پانی اپنی شیرینی میں ضرب المثل ہے، یہاں ایک مسجد ہے جہاں سے اہل مکہ عمرہ کی نیت کرتے ہیں، اس مسجد کی تعمیر و توسیع خادم حرمین شاہ فہد حفظہ اللہ کے دور میں تقریباً ۲۰ لاکھ ریال کی لاگت سے ہوئی، مسجد کا رقبہ ۴۳۰ مربع میٹر ہے اور ایک ہزار نمازی اس میں نماز پڑھ سکتے ہیں۔ ⓬



مسجد جعرانہ

مال غنیمت کی تقسیم رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے سال ۸ھ میں غزوۂ حنین سے واپسی کے موقع پر جعرانہ کے مقام پر چند راتیں قیام فرمایا، اور مال غنیمت جو اس غزوہ میں قبیلۂ ہوازن سے حاصل ہوا تھا

⓫ سیرۃ ابن ہشام ۱۷۳/۳، ۱۷۸، اخبار مکۃ للفاکہی نمبر ۱۷۶۳، التاریخ القویم ۱۵۴/۵ ضمیمہ صور، ج ۶، معالم مکہ التاریخیہ ص ۳۲۵

⓬ شفاء الغرام ۲۹۱/۱، التاریخ القویم ۱۶۲/۵، معالم مکہ ص ۶۵، قصۃ التوسعۃ الکبریٰ ص ۵۶۔

تقسیم نہیں فرمایا اس انتظار میں کہ اہل ہوازن تائب ہوکر آئیں گے، لیکن کافی وقت گذر جانے کے بعد آپ ؐ نے وہ مال تقسیم فرما دیا، تقسیم فرمانے کے بعد ابھی آپ جعرانہ ہی میں تھے کہ اہل ہوازن تائب ہوکر حاضر ہوئے اور انہوں نے اپنے قیدی اور اموال کی واپسی کا مطالبہ کیا، آپ ؐ نے ان کو اختیار دیا کہ یا تو قیدیوں کو لے لیں یا مال پر اکتفا کریں، چنانچہ انہوں نے اپنے قیدی افراد کو لینا پسند کیا۔ آپ ﷺ نے صحابہ ؓ سے فرمایا کہ ان کے لوگوں کو چھوڑ دیا جائے، یہ سننا تھا کہ سب نے خوش دلی سے اپنے اپنے غلاموں اور باندیوں کو واپس کر دیا، پھر اسی شب آپ ؐ نے عمرہ کا احرام باندھا اور عمرہ سے فارغ ہوکر رات ہی کو مدینہ منورہ کوچ کا حکم فرمایا۔

ایک دلچسپ واقعہ اس مقام پر ایک ایسا واقعہ پیش آیا جو انصار مدینہ کے لئے باعث فخر و شرف تھا اور رہے گا، وہ یہ کہ اس مال غنیمت میں سے آپ ؐ نے ایسے لوگوں کو حصہ دیا جن کی دلجوئی و دلداری مقصود تھی اور ان کو اسلام پر جمانا مطلوب تھا، انصار مدینہ کو اس عطاء سے محروم فرمایا، اس پر بعض انصار نے اپنی بے چینی کا اظہار کیا جس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اے انصار کی جماعت! کیا تمہیں یہ بات پسند نہیں کہ دوسرے لوگ اپنے ہمراہ بھیڑ بکری لیکر جائیں اور تم اپنے ساتھ رسول اللہ ﷺ کو لیکر جاؤ؟ یہ سننا تھا کہ سب انصار کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں اور کہنے لگے ہم اس تقسیم پر نازاں و فرحان ہیں۔

مواخات و مروّت میں تیرے انصار کی باتیں ... مثالِ بے مثالی ہے کمالِ لازوالی ہے

☆ اسی جعرانہ کے مقام پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

﴿وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ...﴾ [البقرہ ۱۹۶] (۱) اور حج اور عمرہ کو اللہ کیلئے پورا کرو

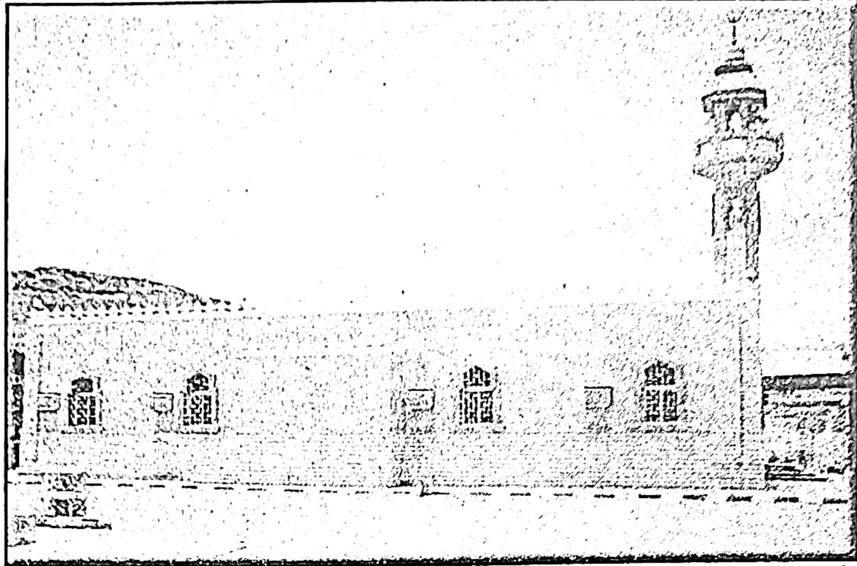
حدیبیہ یہ حدود حرم سے باہر مکہ جدہ کی قدیم شاہراہ پر ایک مقام ہے یہاں حدیبیہ نام کا کنواں تھا جس کی نسبت سے جگہ کا نام بھی حدیبیہ پڑ گیا، آجکل یہ جگہ شُمیسی کے نام سے معروف ہے، یہ نسبت بھی شمیس نامی کنویں کی وجہ سے ہے جیسا کہ فاسی متوفی ۸۳۲ھ نے ذکر کیا ہے، یہاں پر ایک نئی مسجد بھی تعمیر کی گئی ہے، یہ جگہ مسجد حرام سے ۲۴ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے، اور یہاں سے حرم کی حدود دو کلومیٹر پر واقع ہیں اس جگہ پر ایک قدیم مسجد کے آثار بھی ملتے ہیں، جو پتھر اور چونے سے تعمیر کی گئی تھی۔

بیعت رضوان اسی حدیبیہ کے مقام پر ۶ھ میں بیعت رضوان کا اہم واقعہ پیش آیا، اس بیعت کا

---

(۱) صحیح بخاری کتاب المغازی حدیث نمبر ۴۳۱۹، ۴۳۳۳۔ فتح القدیر ۴/۱۹۷، سیرت ابن ہشام ۲/۴۹۹ وض الانف ۷/۲۴۶ الجامع اللطیف ص ۲۰۹

سبب یہ ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ہمراہ بقصد عمرہ عازم سفر ہوئے، جب حدیبیہ کے مقام پر پہنچے تو قریش نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ میں داخل ہونے سے روک دیا، آپؐ نے ان سے مفاہمت کیلئے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو بھیجا ان کی واپسی میں تاخیر ہوئی، تو یہ خبر پھیل گئی کہ حضرت عثمانؓ کو قتل کر دیا گیا ہے، اس اطلاع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے بیعت لی کہ قریش سے لڑتے لڑتے جان کی بازی لگا دیں گے، یہ گویا موت پر بیعت تھی۔



حدیبیہ میں ایک مسجد

بہرِ عثمانؓ رضواں کی بیعت ہوئی جاں نثارِ نبوت پر لاکھوں سلام (نفیس)

اسی بیعت کا ذکر قرآن کریم میں بھی ہوا ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللهَ...﴾ [الفتح ۱۰]

ترجمہ: بیشک جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ واقع میں اللہ تعالیٰ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔

﴿لَقَدْ رَضِيَ اللهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْيُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ...﴾ [الفتح ۱۸]

ترجمہ: بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں سے خوش ہوا جب کہ وہ ایک درخت کے نیچے آپ سے بیعت کررہے تھے۔

چونکہ اس بیعت میں اللہ تعالیٰ نے اُن مومن بندوں سے اپنی رضا وخوشنودی کا اعلان فرمایا جنھوں نے موت پر بیعت کی اس لئے اس بیعت کا نام بیعت رضوان پڑ گیا۔

باعث حیرت وتعجب ہے کہ جن ہستیوں سے اللہ تعالیٰ راضی وخوش ہیں بعض لوگ ان سے خوش نہیں ہیں بلکہ ان کو تنقید کا نشانہ بناتے ہیں۔

صلح حدیبیہ اسی اثناء میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ صحیح سالم واپس آگئے، اور کفار قریش بھی مذاکرات کیلئے

آ پہنچے فریقین میں بحث وتمحیص کے بعد ایک معاہدہ طے پا گیا، جو بظاہر کفار کے حق میں تھا، لیکن حقیقتاً و نتیجتاً اس میں مسلمانوں کی فتح تھی صلح حدیبیہ کے بعد آپ ﷺ مدینہ منورہ واپس ہورہے تھے کہ سورہ فتح کی آیات نازل ہوئیں جن میں اللہ تعالیٰ نے اس معاہدہ کو مسلمانوں کیلئے کھلی ہوئی فتح قرار دیا۔

﴿إِنَّا فَتَحنَا لَکَ فَتحاً مُّبِيناً﴾ اے پیغمبرؐ ہم نے آپ کو ایک صاف اور کھلی فتح دی ہے۔

خشک کنویں سے پانی ابلنے کا معجزہ اس حدیبیہ کے مقام کو جو خصوصیات حاصل ہوئیں ان میں آپ ﷺ اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کا چند روزہ قیام، بیعت رضوان اور صلح حدیبیہ تو معروف ہیں ان کے علاوہ اس جگہ پر چند معجزات نبویہ کے ظہور نے اس مقام کی تاریخی اہمیت کو دوبالا کر دیا ہے۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حدیبیہ میں ہماری تعداد چودہ سو تھی اور وہاں صرف ایک کنواں تھا، کثرت استعمال سے اس کا پانی خشک ہوگیا تو آپ ﷺ کنویں کے کنارے تشریف فرما ہوئے اور کنویں میں کلی کا پانی ڈالا۔ ابھی کچھ دیر گذری تھی کہ اس کنویں میں اسقدر پانی نکل آیا کہ ہم سب نے سیراب ہوکر پیا، اور ہمارے جانوروں نے بھی سیرابی حاصل کی۔ ❶

انگلیوں سے چشمہ آب کا بہنا اسی مقام حدیبیہ میں ایک اور معجزہ کی بابت حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حدیبیہ میں لوگ پیاسے تھے اور آپ ﷺ کے پاس ایک ڈول میں کچھ پانی تھا آپؐ نے اس سے وضو فرمایا تو لوگ آپؐ کو دیکھنے لگے ان نظروں میں پانی کی طلب اور چاہت تھی آپؐ نے لوگوں کی نظروں کو دیکھ کر فرمایا: کیا بات ہے؟ عرض کیا ہمارے پاس پانی نہیں جس سے وضو کرسکیں اور پیاس بجھائیں، آپ ﷺ نے اسی ڈول میں اپنا دست مبارک ڈالا، تو آپؐ کی مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے اُبل پڑے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم سب نے اس پانی سے وضو کیا اور پیاس بجھائی، کسی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا آپ اس وقت کتنے لوگ تھے؟ انہوں نے جواب دیا اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو ہمیں وہ پانی کافی ہوجاتا اگرچہ ہماری تعداد پندرہ سو تھی۔ ❷

ان کا ہر معجزہ ایسا بھاری ہوا جس سے باطل پہ اک لرزہ طاری ہوا
انکی انگشت سے چشمہ جاری ہوا سرورِ انبیاءؐ کی عجب شان ہے (ولی)

مقام نخلہ مکہ اور طائف کے درمیان نخلہ ایک مقام ہے جو مشرق اور شمال کی سمت میں حرم مکہ کی حد

---

❶ صحیح بخاری، کتاب المناقب، حدیث نمبر ۳۵۷۷ ❷ صحیح بخاری، کتاب المناقب حدیث نمبر ۳۵۷۶

ہے، اس کی دو جہتیں ہیں ایک جہت کو نخلہ یمانی کہتے ہیں یہ طائف کو جاتے ہوئے بائیں ہاتھ پر ہے اور دوسرے حصہ کو نخلہ شامی کہتے ہیں اس کو مضیق بھی کہتے ہیں۔ جو مکہ سے ۴۵ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے، ان دونوں نخلوں، یمانی وشامی، کو ایک طویل پہاڑی سلسلہ ایک دوسرے سے جدا کرتا ہے جس کا نام ''داءۃ'' ہے اس مقام نخلہ پر رسول اکرم ﷺ نبوت کے دسویں سال مشہور سفر طائف سے واپسی پر ٹھہرے تھے، اور جنات کی ایک جماعت قرآن پاک سن کر حلقہ بگوش اسلام ہوئی تھی ⓫ صحیح بخاری میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بعض صحابہ کے ہمراہ سوقِ عکاظ ⓬ کی طرف تشریف لے گئے اسی دوران جنات پر آسمانی شہاب مسلط کر دیئے گئے، قبل ازاں جو تھوڑی بہت آسمانی خبریں سن لیتے تھے ان سے محروم ہونے کے بعد تہی دست واپس لوٹے تو آپس میں کہنے لگے: آج کچھ ہو گیا ہے چلو مشرق ومغرب کے کونے کونے میں گھوم پھر کر دیکھو کہ اس کا سبب کیا ہے؟

چنانچہ جنات ہر سمت پھیل گئے اور اس تگ ودو میں لگ گئے کہ آج ایسی کونسی غیر معمولی تبدیلی ہو رہی ہے، جنات کی ایک جماعت جو تہامہ کی طرف گئی تھی اس نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ مقام نخلہ میں اپنے صحابہ کے ہمراہ صبح کی نماز ادا فرما رہے ہیں، جب انہوں نے توجہ اور یکسوئی سے قرآن سنا تو کہنے لگے یہی چیز ہمارے اور آسمانی خبروں کے درمیان حائل تھی چنانچہ اس جماعت نے اپنی قوم کے جنات سے جا کر یہ صورت حال بیان کی۔ قرآن پاک کی سورۂ جن میں ان کا یہ بیان نقل کیا گیا ہے۔

﴿يَاقَوْمَنَا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآناً عَجَباً يَهْدِيْ إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَداً﴾ [الجن: ۲]

ترجمہ: پھر انہوں نے اپنی قوم سے بیان کیا کہ ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے جو سیدھی راہ بتاتا ہے لہٰذا ہم اس قرآن پر ایمان لے آئے، اور ہم آئندہ اپنے رب کا ہرگز کسی کو شریک نہ بنائیں گے۔

نخلہ کی سمت حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کا سریہ

رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کو آٹھ مہاجرین کے ساتھ نخلہ کی جانب روانہ فرمایا تا کہ قریش کے قافلہ کی گھات میں رہیں۔

⓫ اخبار مکہ للفاکہی ۵/۹۸، فتح الباری ۸/۶۷۴۔ ⓬ عکاظ: مکہ اور طائف کے درمیان ایک جگہ ہے۔ جو طائف سے ۳۵ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے، آنحضور ﷺ کی ولادت باسعادت سے تقریباً ۱۶ سال قبل اس جگہ کو عربوں کے قومی بازار کی حیثیت حاصل ہوئی، عرب لوگ ہر سال چند دن کیلئے یہاں جمع ہوتے اور شعر وشاعری اور فخر ومباہات پر مبنی تقریریں کرتے اور خرید وفروخت کرتے، سنہ ۱۲۹ھ میں خوارج نے اس میں لوٹ مار کی تو یہ ایسا ویران ہوا کہ پھر اس کی رونق بحال نہ ہوئی۔

اوراس کے حالات پر نظر رکھیں، یہ قافلہ جب مقام نخلہ پر پہنچا تو ماہ رجب کا آخری دن تھا، صحابہ رضی اللہ عنہم نے باہم مشورہ کیا کہ اگر اس قافلہ قریش کو جانے دیتے ہو تو آئندہ رات یہ حدود حرم میں داخل ہو جائے گا اور اگر تم ان سے قتال کرتے ہو تو ماہ حرام میں یہ قتال ہو گا۔ بالآخر یہ طے پایا کہ جو کارروائی ہو سکتی ہے وہ کر لی جائے، اسطرح ان حضرات نے عمرو بن الحضرمی کو قتل کر ڈالا اور عثمان بن عبداللہ اور حکم بن کیسان کو قید کر لیا، اوران کا مال واسباب بھی لے لیا، باقی افرادِ قافلہ بھاگنے میں کامیاب ہو گئے، یہ قتل کسی کافر کا پہلا قتل اور یہ دو قیدی مسلمانوں کے حلقے میں سب سے پہلے قیدی تھے اوران کا مال سب سے پہلا حاصل ہونے والا مالِ غنیمت تھا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم ہوا کہ یہ قتال ماہ حرام (رجب) میں ہوا ہے تو آپ ؐ نے اس سے براءت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ میں نے تم لوگوں کو قتال کا حکم تو نہیں دیا تھا، ادھر قریش کو یہ کہنے کا موقع مل گیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اوران کے ساتھیوں نے ماہ حرام میں قتال کیا ہے۔

اسی سلسلہ میں قرآن پاک کی یہ آیات نازل ہوئیں:

﴿يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللهِ وَكُفْرٌبِهٖ وَالْمَسْجِدِالْحَرَامِ وَإِخْرَاجُ أَهْلِهٖ مِنْهُ أَكْبَرُ عِنْدَاللهِ وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُمِنَ الْقَتْلِ...﴾ [بقرہ ۲۱۷]

ترجمہ: لوگ آپ سے حرمت والے مہینہ میں جنگ کرنے کو دریافت کرتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ اس مہینہ میں جنگ کرنا بڑے گناہ کی بات ہے لیکن اللہ کی راہ سے روکنا اور اللہ تعالیٰ کا انکار کرنا اور مسجد حرام سے روکنا اور مسجد حرام سے اس کے اہل یعنی مسلمانوں کو نکال دینا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس لڑائی سے بھی بڑا گناہ ہے، اور ایسی فتنہ انگیزی خون ریزی سے بڑھ کر ہے۔

☆ فتح مکہ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم حنین سے طائف تشریف لے جا رہے تھے کہ نخلہ یمانی سے گذر ہوا پھر قرن منازل سے بھی گذرے اور طائف کے قریب لشکر انداز ہوئے۔ ⓫

عُزّیٰ نامی بُت کے انہدام کا واقعہ یہ مقامِ نخلہ تاریخ اسلام میں کئی اعتبار سے معروف ومشہور ہے، مشرکین قریش وکنانہ کا مشہور بت عزیٰ بھی یہیں پر تھا جس کے انہدام کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو فتح مکہ کے بعد بھیجا، یہ سب سے بڑا بت تھا، اس کا ذکر قرآن پاک میں سورہ

⓫ سیرت ابن ہشام ۳/ ۴۸۲۔

نجم کی آیت نمبر ۱۹ میں وارد ہوا ہے۔

﴿اَفَرَءَ یْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰی﴾ سو کیا تم نے لات اور عزّیٰ کے حال پر غور کیا؟

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تیس شہسواروں کے ساتھ نکلے اور وہاں پہنچ کر اس کی بیخ کنی فرمائی، واپس آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انہدام کی اطلاع دی، آپ ؐ نے پوچھا کیا تم نے کوئی چیز دیکھی؟ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: نہیں۔ آپ ؐ نے فرمایا: تب تو تم نے اس کا خاتمہ نہیں کیا، پھر جاؤ اور اس کو گرا کے آؤ، حضرت خالد رضی اللہ عنہ غصہ کی حالت میں گئے اپنی تلوار سونتی تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک کالی عورت بکھرے بال، برہنہ حالت میں نکلی، اس کو دیکھ کر بت کے مجاورین اس کی دہائی دینے لگے حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اس کو قتل کر کے دو ٹکڑے کر دیا، اور واپس آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قصہ سنایا، آپ ؐ نے فرمایا: یہی عزّیٰ تھی اور اب وہ مایوس ہو چکی کہ تمہاری اس سرزمین میں کبھی اس کی پرستش و پوجا ہو۔ ①

اضاۃ لبن یہ ایک جھیل نما مقام ہے، لبن دودھ کو کہتے ہیں اس کے نزدیک جو پہاڑ ہے وہ سفیدی مائل ہے اس مناسبت سے اس جگہ کو اس نام سے موسوم کرتے ہیں، یہ جنوبی سمت میں حد حرم ہے یہاں سے مسجد حرام کی مسافت ۱۶ کلومیٹر ہے، آجکل یہ جگہ عقیشیہ کے نام سے معروف ہے، یہ نسبت ابن عقیش نامی ایک شخص کی طرف ہے جو نویں ہجری میں اس جگہ کا مالک تھا۔

☆ یہ قبیلۂ خزاعہ کا علاقہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیف تھے، جبکہ بنو بکر قریش کے حلفاء میں سے تھے صلح حدیبیہ کے بعد بنو بکر نے خزاعۃ پر حملہ کر دیا جس میں ان کے حلیف قبیلہ قریش نے بھی معاونت کی، قبیلہ خزاعہ نے جب حرم کی طرف پیش قدمی کی تو بنو بکر نے اپنے سردار نوفل سے کہا اب ہم حد حرم میں داخل ہو چکے ہیں، لہٰذا حرم کے احترام میں جنگ بند کر دینی چاہیے سردار نے جواب دیا تمہیں کیا ہوا حدود حرم میں چوری تو کر لیتے ہو اور اپنے انتقام لینے سے پیچھے ہٹتے ہو، قبیلہ خزاعہ نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد طلب کی چونکہ یہ جنگ صلح حدیبیہ کی عہد شکنی تھی اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی مدد کیلئے تشریف لائے اور مکہ فتح ہو گیا۔ ②

اہل حرم اہل حرم سے مراد وہ لوگ ہیں جو مکہ مکرمہ میں مستقل یا عارضی طور پر قیام پذیر ہیں، اسی طرح وہ لوگ بھی اہل حرم کہلاتے ہیں جو حدود حرم کے اندر رہتے ہیں، یہ حضرات حج کا احرام اپنی رہائش سے

---

① معالم مکہ التاریخیۃ ص ۱۸۷، سیرت ابن ہشام ۱/۸۴، زاد المعاد ۲/۱۸۶۔

② سیرت ابن ہشام ۳/۳۸۹، زاد المعاد ۳/۴۰۷، اخبار مکہ للفاکہی ۴/۱۹۵، ۵/۱۹۷، القاموس المحیط، اُضاۃ، معالم مکۃ ص ۲۰۲، ۳۲۰، ۳۳۶

ہی باندھیں گے، البتہ عمرہ کیلئے انہیں حرم کی کسی حد پر جا کر احرام باندھنا ہوگا۔

اہل حِل وہ کہلاتے ہیں جنکی رہائش میقات اور حد حرم کے درمیان ہو۔ یہ لوگ حج وعمرہ کا احرام اپنے گھر سے باندھیں گے۔

آفاقی وہ لوگ جو حدودِ میقات سے باہر رہتے ہیں، وہ حج وعمرہ کا احرام اپنے اپنے میقات سے باندھیں گے۔

میقات

حضور پاک ﷺ نے میقاتوں کا تعین بنفس نفیس فرمایا، اہل مدینہ کیلئے ذُوالحُلَیفہ، شام والوں کیلئے جُحفہ، اہل نجد کیلئے قرن منازل، اور یمن والوں کیلئے یَلَمْلَم، نیز آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ میقات مذکورہ مقامات کے لوگوں کے علاوہ ان کے لئے بھی ہیں جو کسی میقات سے گزر کر حج یا عمرہ کیلئے مکہ مکرمہ آئیں، البتہ جو لوگ میقات کے اندر حِل میں رہتے ہوں ان کی میقات ان کی اپنی رہائش ہے جبکہ مکہ میں مقیم لوگ مکہ ہی سے احرام باندھیں گے۔ [1]

صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ ”اہل عراق کا میقات ذات عرق ہے“

درج ذیل نقشہ میں مکہ مکرمہ سے مذکورہ میقات کی مسافت ملاحظہ ہو:

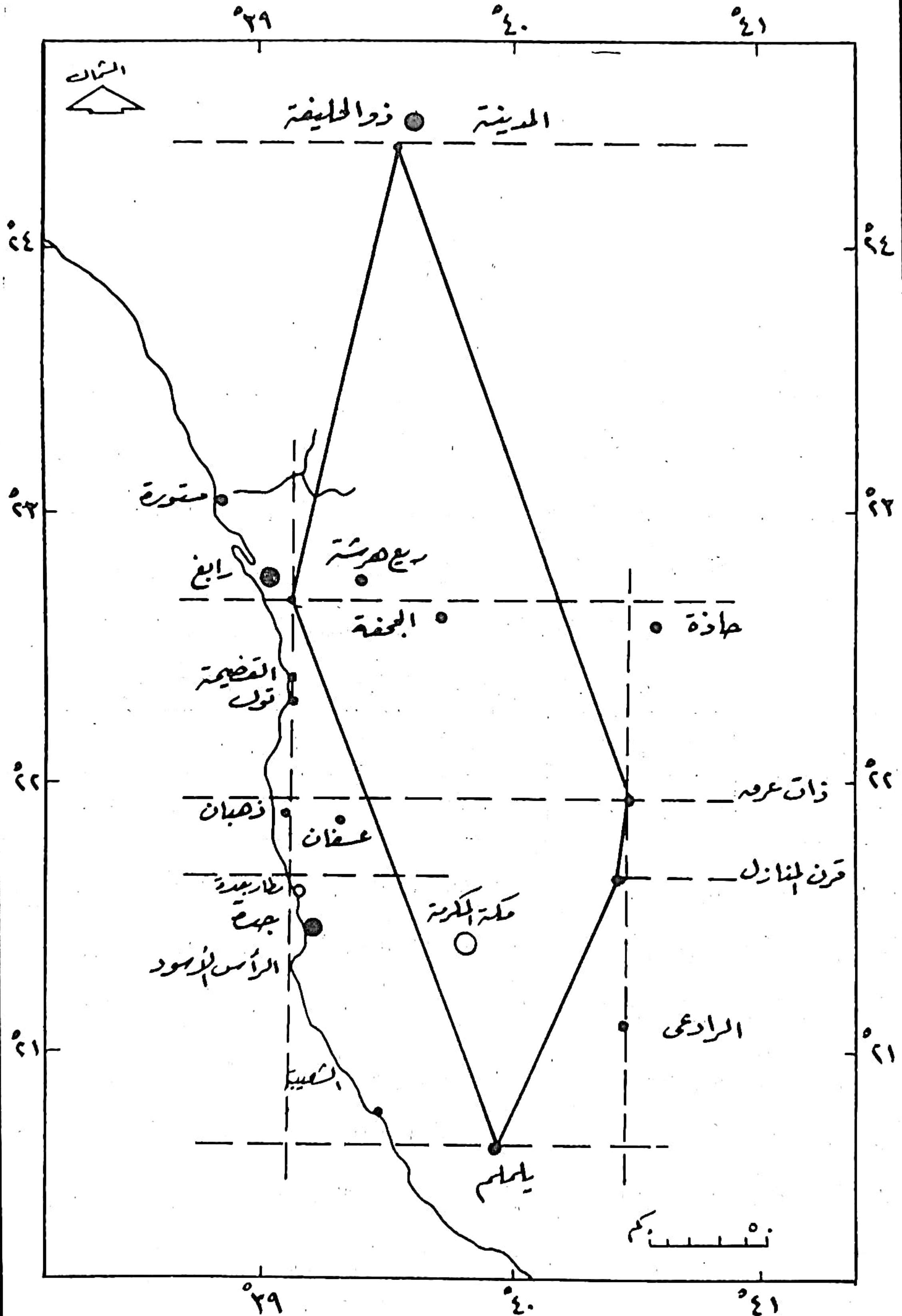
قرن منازل	ذات عرق	یلملم	جحفہ	ذوالحلیفہ
۸۰ کلومیٹر	۹۰ کلومیٹر	۱۳۰ کلومیٹر	۱۸۲ کلومیٹر	۴۱۰ کلومیٹر

ذوالحلیفہ اس کا دوسرا نام اَبیارِ علی ہے، یہ باشندگان مدینہ اور اس سمت سے مکہ جانے والوں کی میقات ہے، مکہ کی شمالی جانب، ۴۱۰ کلومیٹر اور مسجد نبوی سے ۱۰ کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے اس کا عرض بلد ۴۴ً، ۲۴َ، ۲۴ْ بجانب شمال، اور طول بلد مشرق میں ۳۳ً، ۳۲َ، ۳۹ْ ہے یہاں پر ایک مسجد ہے جو مسجد ذوالحلیفہ، مسجد میقات اور مسجد شجرہ کے ناموں سے معروف ومشہور ہے۔ رسول اللہ ﷺ جب مکہ مکرمہ کا قصد فرماتے تو مسجد شجرہ کی جگہ پر نماز ادا فرماتے، اس کی توسیع وتعمیرِ نو خادم حرمین شریفین شاہ فہد کے دور میں ہوئی۔ جس کی لاگت کا تخمینہ تقریبا دو ارب ریال ہے اس کا کل رقبہ بشمول صحن ودیگر ملحقات نوے ہزار مربع میٹر ہے اس میں پانچ ہزار افراد نماز ادا کر سکتے ہیں، اس کا ایک ہی منارہ ہے جس کی

[1] صحیح بخاری کتاب الحج، حدیث نمبر ۱۵۲۴۔

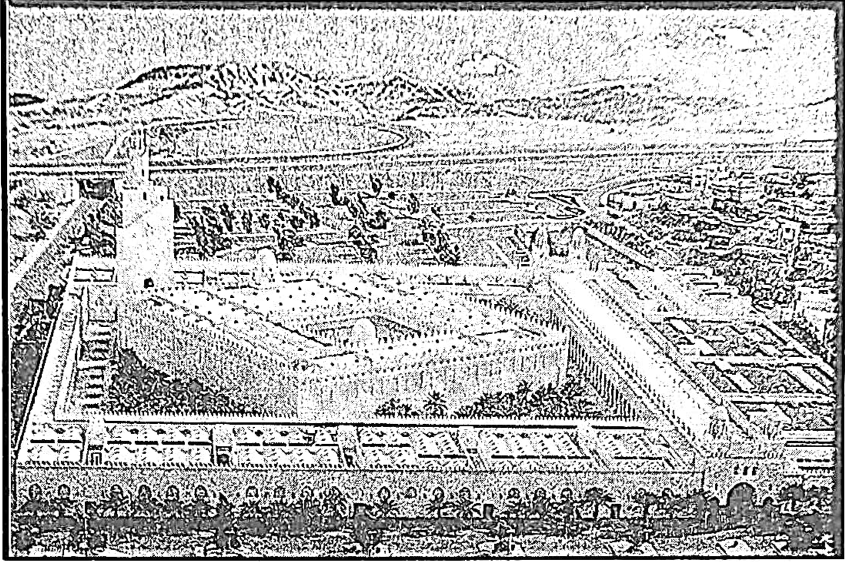
مختلف میقاتوں کے مقابل مقامات کا تعین

(خط طول بلد اور خط عرض بلد کی وضاحت کے ساتھ)



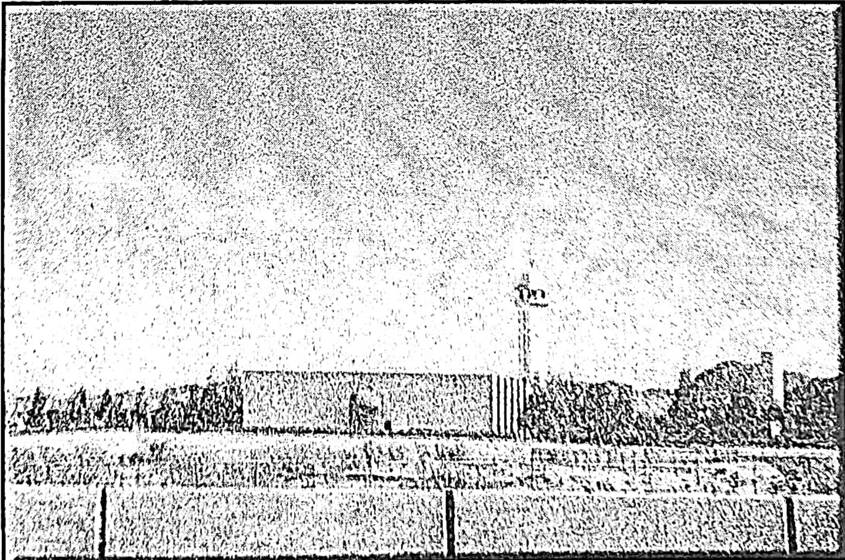
بلندی ۶۴ میٹر ہے اور اس کے گنبد کی اونچائی ۲۸ میٹر ہے۔ (۱)

قرن منازل قرن کا اطلاق سینگ پر ہوتا ہے، لیکن یہاں قرن سے مراد وہ پہاڑی ہے جو کسی بڑے پہاڑ کا حصہ ہو لیکن اس سے علیحدہ نظر آتی ہو، یہ اہل نجد، اس کے آس پاس خلیج کے باشندوں اور ریاض وطائف کے راستہ سے آنے والوں کی میقات ہے۔ یہاں سے مکہ مکرمہ کیلئے دو بڑے راستے ہیں جن پر دو مسجدیں بنادی گئیں جو گویا میقات پوائنٹ ہیں، ان کو "سیل کبیر" اور "وادی محرم" بھی کہا جاتا ہے۔



مسجد ذوالحلیفہ (ابیار علی)

سیلِ کبیر کی مسجد اس میقات پر دو مسجدوں میں سے ایک مسجد سیل کبیر کے نام سے موسوم ہے، جو مسجد حرام سے ۸۰ کلو میٹر بجانب شمال مشرق واقع ہے، یہاں سے طائف کا فاصلہ ۴۰ کلو میٹر ہے، اس کا سن تعمیر ۱۴۰۲ھ ہے یہ سیل کبیر کی آبادی کے شمالی جانب ہے، اس کا عرض بلد ۵۱، ۳۷، ۲۱ شمال میں، اور مشرق میں طول بلد ۴۵، ۲۵، ۴۰ ہے، مسجد اور اس کے ملحقات کا رقبہ ۲۶۰۰ مربع میٹر ہے اس میں تین ہزار نمازیوں کی

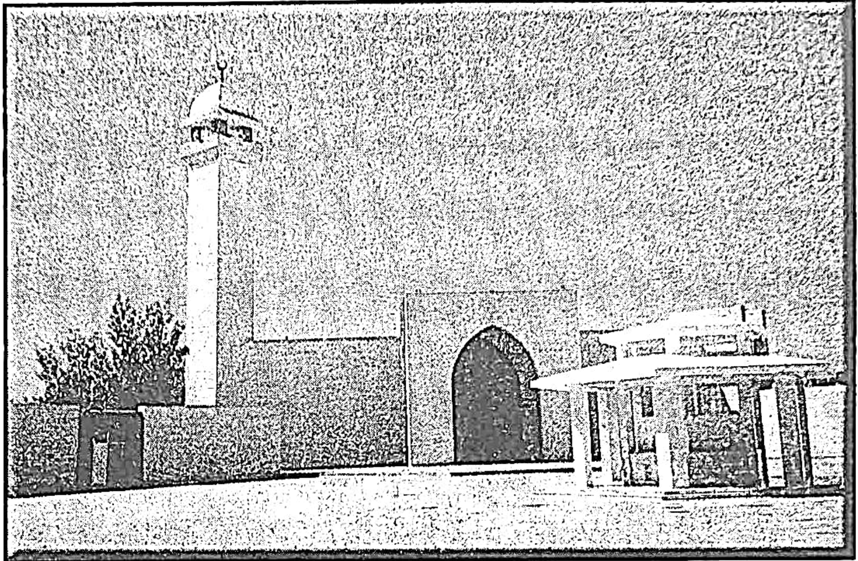


مسجد سیلِ کبیر (میقات)

(۱) صحیح بخاری کتاب الحج حدیث نمبر ۱۵۳۳ دلیل الانجازات السعودی ۱۴۰۹ھ ص ۲۷، المساجد الأثریۃ ص ۲۵۹ مجلۃ البحوث، عدد ۲۹

گنجائش ہے، اس کی تعمیری لاگت کا تخمینہ سات کروڑ ساٹھ لاکھ ریال ہے، مسجد میں وہ تمام سہولتیں فراہم کی گئیں ہیں جن کی ہر حاجی و معتمر کو ضرورت ہوتی ہے۔

مسجد وادی محرم یہ مسجد بھی قرن منازل کی میقات ہی سے معروف ہے اور مسجد سیل کبیر کی جنوبی سمت میں واقع ہے ان دونوں مسجدوں کے درمیان ۴۳ کلومیٹر کا فاصلہ ہے، مسجد حرام سے براستہ مکہ طائف روڈ ۷۶ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے جبکہ طائف یہاں سے صرف ۱۰ کلومیٹر رہ جاتا ہے، یہاں کا عرض بلد ۴۳ً، ۴۰ً، ۲۱ْ بجانب شمالی اور طول بلد مشرق میں ۳۹ً، ۱۹َ، ۴۰ْ ہے، اس کی پیمائش ۴۰×۲۵ میٹر = ۱۰۰۰ مربع میٹر ہے، صدر دروازہ



مسجد وادی محرم

کے اوپر عورتوں کی نماز کیلئے ایک ہال تعمیر کیا گیا ہے جس کی پیمائش ۲۵×۱۵ = ۳۷۵ مربع میٹر ہے، اس مسجد کا کل رقبہ ۱۳۷۵ مربع میٹر ہے، مسجد کے جنوب مغربی حصہ میں ۳۰ میٹر بلند چوکور منارہ ہے، اس کی تعمیر کا خرچہ پانچ کروڑ پچاس لاکھ (۵۵ملین) ریال ہے۔ اس مسجد میں بھی وہ تمام ضروریات مہیا ہیں جن کی حجاج و معتمرین کو میقات پر ضرورت ہوتی ہے۔ (۱)

رسول اللہ ﷺ کی ملاقات جبریل امین علیہ السلام سے نبوت کے دسویں سال ۶۱۹ء میں رسول اللہ ﷺ طائف کے سفر سے اس حال میں واپس تشریف لائے کہ طائف اور اہل مکہ کے ناروا سلوک سے نہایت رنجیدہ تھے، چنانچہ جب آپؐ قرن منازل پر پہنچے تو جبریل امینؑ تشریف لائے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کا جواب سن لیا ہے اور آپ کے ساتھ ان کا نازیبا سلوک بھی اس کے علم میں ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے پہاڑ سے متعلق فرشتہ آپ کی خدمت میں بھیجا ہے، آپ

---

(۱) مجلۃ البحوث الفقہیہ عدد ۲۹ ص ۸۲،۷۰، عمارۃ المساجد ص ۸۴، المفہوم الجغرافی ص ۴۴، قصۃ التوسعۃ الکبری ص ۵۵۔

اسے جو چاہیں حکم فرمائیں اتنے میں فرشتہ مذکور نے آپ ﷺ کو سلام کے بعد عرض کیا ''اے محمد ﷺ''، حکم فرمائیں آپ اگر چاہیں تو میں اخشبین (دو پہاڑوں) کو ان لوگوں پر گرا کر اُن کا کام تمام کردوں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''نہیں'' مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی پشتوں سے ایسے لوگ پیدا فرمائے گا جو اللہ کے ساتھ شرک نہ کریں گے۔ (''اخشبان'' مکہ کے دو پہاڑ ہیں ایک ابوقبیس اور دوسرا اس کے مقابل قعیقعان)

ذات عرق یہ اہل عراق اور اس سمت سے آنے والوں کی میقات ہے چونکہ اس خطہ میں عرق اسود نامی ایک بلند و بالا پہاڑ ہے اس کی مناسبت سے اس جگہ کو بھی ''ذات عرق'' کہا جاتا ہے، ویسے آجکل اس مقام کو ''ضریبہ'' بھی کہتے ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب کوفہ اور بصرہ فتح ہوا تو وہاں کے لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے امیر المومنین! رسول اللہ ﷺ نے اہلِ نجد کیلئے قرن کو میقات متعین فرمایا جو ہمارے راستہ سے ہٹا ہوا ہے اور وہاں سے ہو کر مکہ مکرمہ پہنچنا ہمارے لئے دشوار ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم اپنے راستہ میں قرن کے مقابل میقات کی تعیین کرلو پھر آپ نے ''ذات عرق'' کو ان کے لئے میقات متعین فرمادیا۔ (۱)

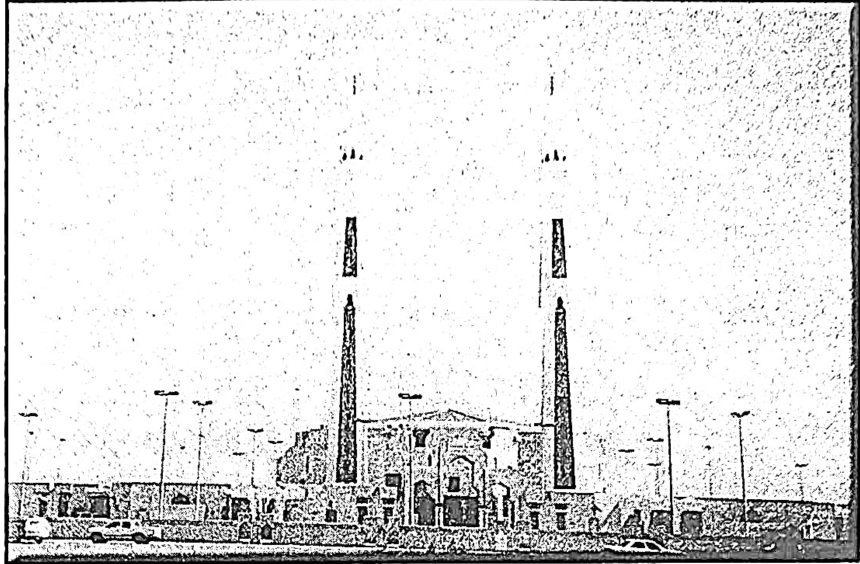
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل عراق کیلئے ''ذات عرق'' کو میقات قرار دیا۔ (۲)

یہ میقات مسجد حرام سے شمال مشرق میں ۹۰ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے، یہاں سے قرن منازل کی مسجد سیل کبیر صرف ۴۵ کلومیٹر دور ہے، اس کا عرض بلد شمال میں ۰۹ً، ۵۶َ، ۲۱ْ اور مشرق میں طول بلد ۱۰ً، ۴۶َ، ۴۰ْ ہے، اس میقات پر ایک مسجد تھی جو منہدم ہوگئی اس لئے کہ یہاں تک پہنچنے کیلئے کوئی ہموار راستہ ہی نہ تھا کہ آنے جانے والوں سے یہ آباد رہتی اور اس کی تعمیر و تجدید ہوتی رہتی، اب خادم حرمین شریفین شاہ فہد نے ۱۴۱۴ھ میں یہاں ایک نئی مسجد کی تعمیر کا فرمان جاری کیا تاکہ ذات عرق کی میقات کے طور پر یہ مسجد استعمال ہو، نیز ریاض روڈ کو بھی عشیرہ کے راستہ سے جوڑ کر ذات عرق اور سیل کبیر سے نکالا جائے۔ (۳)

---

(۱) صحیح بخاری کتاب الحج، حدیث نمبر ۱۵۳۱۔ (۲) سنن ابی داؤد کتاب المناسک حدیث نمبر ۱۷۳۹، حدیث صحیح
(۳) مجلۃ البحوث عدد ۲۹ ص ۸۹۔۹۱، معالم مکۃ التاریخیۃ ص ۱۶۰، المفہوم الجغرافی ص ۳۴۔۳۹۔

یلملم یہ اہل یمن اور جنوب کی سمت سے آنے والے لوگوں کی میقات ہے جو آج کل ''سعدیہ'' کے نام سے متعارف ہے مکہ مکرمہ سے اس کا فاصلہ ۱۰۰ کلومیٹر ہے، یہاں پر ایک قدیم مسجد بھی ہے، اس کا عرض بلد شمال میں ۱۰ًَ،۴۲َ،۲۰ْ اور طول بلد مشرق میں ۴۰ًَ،۵۴َ،۳۵ْ ہے، مکہ مکرمہ اور جازان کے درمیان سڑک تیار ہو جانے کے بعد اب یہاں تک پہنچنا دشوار ہو گیا ہے، چنانچہ حجاج اور



یلملم کی مسجد (میقات)

زائرین کی سہولت کیلئے اس میقات کے مقابل مغربی سمت میں سرراہ ایک مسجد تعمیر کی گئی ہے جس کا رقبہ ۲۵ × ۲۵ = ۶۲۵ مربع میٹر ہے اس میں پندرہ سو نمازیوں کی گنجائش ہے، اس مسجد کی تعمیر کا تخمینہ ایک کروڑ دس لاکھ ریال ہے مسجد حرام سے اس کا فاصلہ ۱۳۰ کلومیٹر اور پرانی میقات سے جنوب مغرب میں ۲۱ کلومیٹر ہے۔ (۱)

جحفہ یہ میقات اہل شام ومصر اور اس کے اطراف سے آنے والوں کی ہے جو مسجد حرام سے شمال مغرب میں ۱۸۷ کلومیٹر دوری پر واقع ہے، یہاں سے جنوب مشرق میں ۱۷ کلومیٹر کے فاصلہ پر شہر رابغ ہے، جبکہ بحر احمر یہاں سے مشرق میں صرف ۱۵ کلومیٹر رہ جاتا ہے مکہ اور مدینہ کے درمیان سڑک ہے جس کو طریق ہجرۃ (ہجرت روڈ) کہا جاتا ہے اس پر مکہ مکرمہ سے دوسو گیارہ کلومیٹر پہلے اس میقات کی محاذات ہے، اس کا عرض بلد شمال میں ۱۵ًَ،۴۲َ،۲۲ْ، اور طول بلد مشرق میں ۵۰ً،۸َ،۳۹ْ ہے،

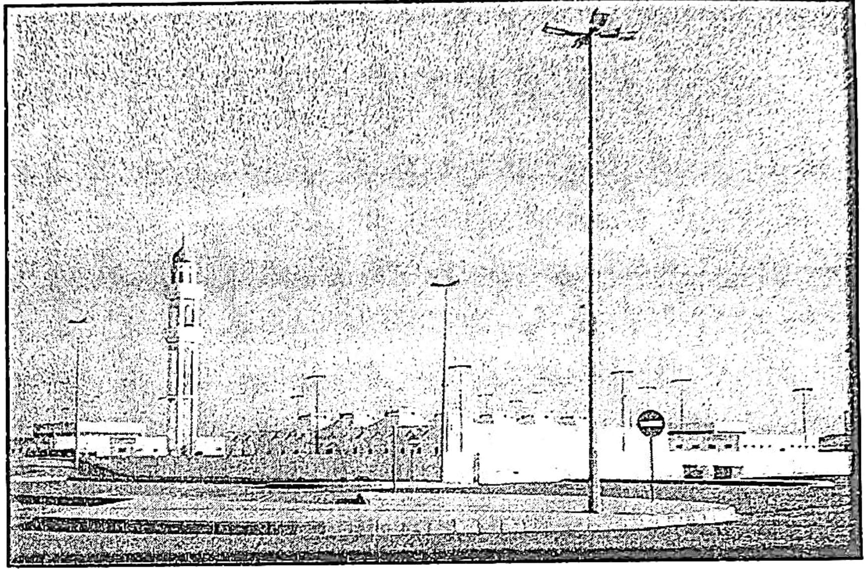
یہاں پر ایک نئی مسجد تعمیر کی گئی ہے جس کی پیائش ۳۰×۳۰=۹۰۰ مربع میٹر ہے، اس کی لاگت کا اندازہ ایک کروڑ (دس ملین) ریال ہے اس میں ۲۲۰ نمازیوں کی گنجائش ہے۔ (۲)

(۱) مجلۃ البحوث عدد ۲۹ ص ۸۳، ۸۸ معالم مکۃ التاریخیۃ نمبر ۳۲، المفہوم الجغرافی ص ۴۹، قصۃ التوسعۃ الکبری ص ۵۵

(۲) مجلۃ البحوث عدد ۲۹ ص ۶۹، معالم مکۃ التاریخیہ ص ۱۶۱، قصۃ التوسعۃ الکبری ص ۵۵، المفہوم الجغرافی ص ۲۶-۳۰

نوٹ: اس سمت سے آنے والے رابغ سے بھی احرام باندھ سکتے ہیں اس لئے جحفہ رابغ کے تقریباً بالمقابل یا اس سے ذرا پہلے ہی واقع ہے۔

☆ یہاں یہ ذکر کر دینا مناسب ہوگا کہ اس جحفہ کے مقام پر حضرت رسول پاک ﷺ کے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ ﷺ سے ملاقات اس وقت ہوئی جب آپ ﷺ مدینہ منورہ سے فتح مکہ کیلئے تشریف لے جا رہے تھے، اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ سے اپنے اہل وعیال کے ساتھ ہجرت کی نیت سے مدینہ منورہ جا رہے تھے کہ اس مقام پر دونوں کی ملاقات ہو گئی ① تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ آپ ؐ کے ساتھ شریک سفر ہو گئے۔



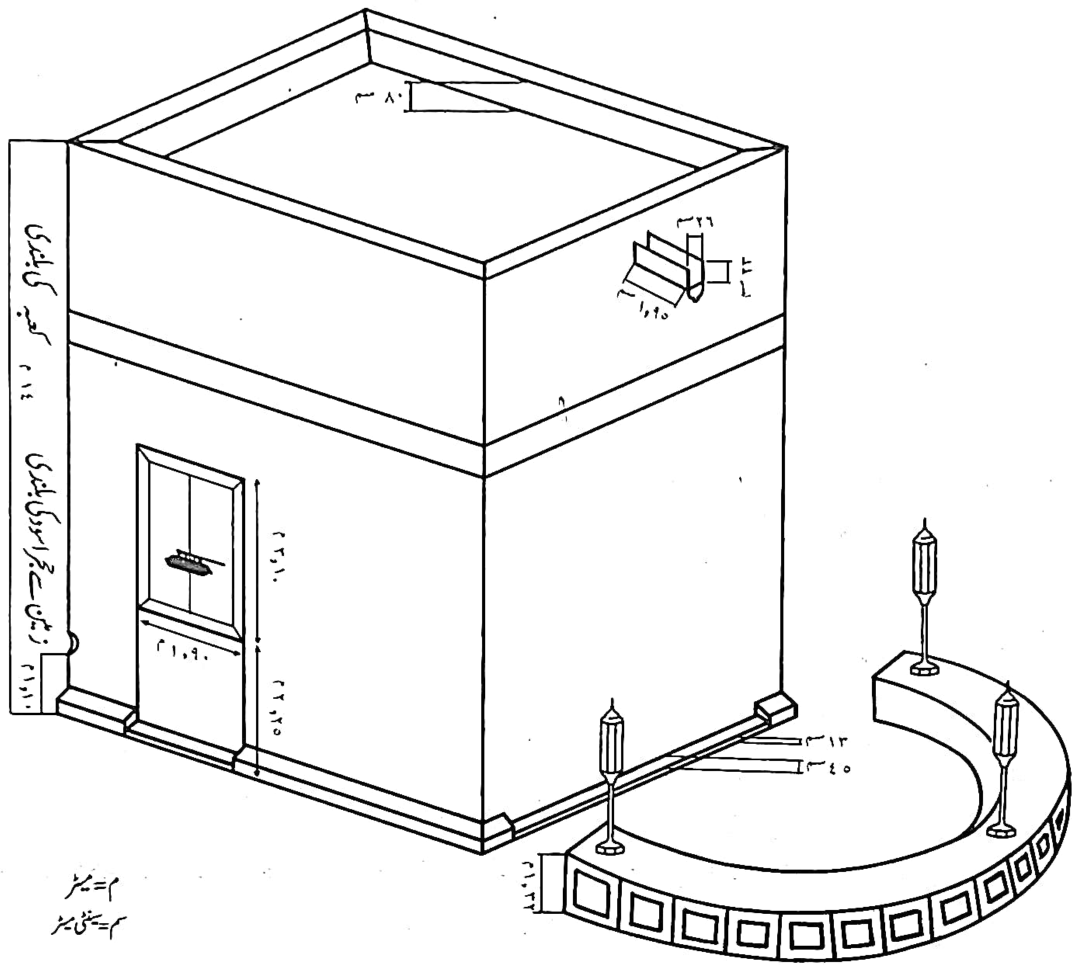
جحفہ کی مسجد (میقات)

☆ واضح رہے کہ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ آنحضور ﷺ کے چچا ہیں، مدینہ منورہ روانگی سے بہت پہلے اسلام قبول کر چکے تھے اور آپ ﷺ کی اجازت سے مکہ مکرمہ میں قیام فرماتے تھے، خانہ کعبہ کی دیکھ بھال (عمارہ) اور حاجیوں کو پانی پلانے کا انتظام (سقایہ) یہ دونوں ذمہ داریاں آپکو وراثت میں ملی تھیں، فتح مکہ کے بعد آنحضور ﷺ نے یہ دونوں عہدے انہیں کے پاس باقی رکھے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ دراز قد، سفید رنگ اور خوبصورت تھے۔ سنہ ۳۲ھ میں مدینہ منورہ میں انتقال ہوا کل ۸۹ سال عمر پائی اور بقیع میں دفن ہوئے۔

---

① سیرت ابن ہشام ۴۰۰/۲۔



حجاج کے زمانہ سے اب تک خانہ کعبہ اور حطیم کا تقریبی نقشہ

☆ ایک دفعہ اُموی خلیفہ ہشام بن عبد الملک خانہ کعبہ میں داخل ہوئے تو ان کے ہمراہ منصور حجی تھے، ہشام نے کہا: اگر آپ مجھے کوئی خصوصی درخواست پیش کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔ منصور کہنے لگے: ''اللہ کے گھر میں غیر اللہ کے سامنے درخواست پیش کروں؟''۔ (اخبار مکۃ للفاکہی، ۵/ ۱۳۴)

☆ ایک دیہاتی کعبہ کے پردے سے چمٹ کر دعا مانگ رہا تھا: ''اے اللہ ایک منگتا تیرے در پہ کھڑا ہے، جس کی عمر گذر گئی لیکن اس کے گناہ باقی ہیں، جس کے شہوانی جذبات ختم ہو چکے لیکن اس کے قدیم اثرات باقی ہیں۔ اے اللہ ہر مہمان کی مہمان نوازی کی جاتی ہے، بس تو میری مہمان نوازی جنت سے کر دے۔''

☆ خلیفہء دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کوڑھ کی مریضہ ایک خاتون کو طواف کرتے ہوئے دیکھ کر فرمایا اگر تم اپنے گھر میں بیٹھی رہتی اور لوگ تیری ایذا سے محفوظ رہتے تو تیرے لئے بہتر تھا۔ امیر المؤمنین کے ارشاد کی تعمیل میں پھر وہ اپنے گھر میں رہی، حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد کسی نے اس کو کہا کہ جنہوں نے تجھے روکا تھا وہ فوت ہو گئے، اب طواف کعبہ کر لیا کرو، وہ کہنے لگی جس اللہ کی ذات کے لئے میں نے امیر المؤمنین کے حکم کی تعمیل کی تھی وہ تو زندہ ہے۔

قرآن کریم میں کعبہ کے نام

① **الکعبۃ** ﴿جَعَلَ اللهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَاماً لِّلنَّاسِ...﴾ [مائدہ:۹۷]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو محترم مکان اور لوگوں کیلئے قیام کا سبب بنایا۔

عربی میں کعبہ کے معنی چوکور، بلند، اور منفرد کے ہیں، یہ سب معانی کعبہ پر منطبق ہوتے ہیں۔ ❶

② **البیت الحرام** اسی آیت میں کعبہ کو البیت الحرام بھی کہا گیا ہے۔

③ **بیت اللہ** ﴿وَعَهِدْنَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمٰعِيلَ أَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ..﴾ [بقرة:۱۲۵]

ترجمہ: اور ہم نے ابراہیمؑ واسمٰعیلؑ کو تاکید کی تھی کہ میرے گھر کو پاک رکھو طواف کرنے والوں کیلئے...

قرطبی کہتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس گھر کو اپنی طرف منسوب کیا ہے اس کی عظمت بیان کرنے کیلئے۔ ❷

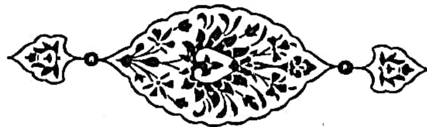
④ **البیت العتیق** ﴿...وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ﴾ [الحج:۲۹]

عتیق کے مختلف معنی ہیں: بڑے مرتبے والا، پہلا گھر، غرق نہیں ہوگا، جابر حکمرانوں سے آزاد ہے، کسی مخلوق کی ملکیت نہیں، جو بھی اس کو نقصان پہنچانا چاہے گا ہلاک ہو جائے گا، یا یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کے پاس مسلمانوں کو جہنم سے آزاد فرماتے ہیں۔ ❸

⑤ **قبلۃ** ﴿...فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا...﴾ [بقرة:۱۴۴]

ترجمہ: تو ہم اسی قبلہ کی طرف تمہیں پھیرے دیتے ہیں جسے تم پسند کرتے ہو۔

قبلہ کے معنی جس طرف منہ کر کے نماز پڑھی جائے۔ ❹



❶ النہایۃ لابن الأثیر ۱۷۹/۴۔ الجامع اللطیف ص ۱۷ ❷ تفسیر قرطبی ۱۱۴/۲۔

❸ تفسیر ابن کثیر ۴۱۴/۵، مجمع الزوائد ۲۹۶/۳۔ ❹ القاموس المحیط، ق ب ل۔

''کعبہ شریف کے تعمیر کنندگان''

تجلّیِ حسنِ نو بنو سے کچھ ایسے مدہوش ہو رہے ہیں
کہ رنگ و بو کے تمام جلوے نظر سے روپوش ہو رہے ہیں

تاریخی روایات سے پتہ چلتا ہے کہ مختلف ادوار میں بیت اللہ کی تعمیر بارہ مرتبہ ہوئی، اگرچہ اس سلسلہ کی بعض روایات پر مکمل اعتماد نہیں کیا جا سکتا، تاہم ایسی روایات بھی ہیں جن کے نصوص قطعی ہیں، ذیل میں ہم بیت اللہ کے تعمیر کنندگان کا ذکر کرتے ہیں۔

۱	فرشتے	۷	قصیٰ بن کلاب
۲	حضرت آدم علیہ السلام	۸	قریشِ مکہ
۳	حضرت شیث علیہ السلام	۹	حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ۶۵ھ
۴	حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام	۱۰	حجاج بن یوسف ۷۴ھ
۵	قوم عمالقہ	۱۱	سلطان مراد ترکی ۱۰۴۰ھ
۶	قبیلۂ جرہم	۱۲	شاہ فہد بن عبدالعزیز ۱۴۱۷ھ

ایک عربی شاعر کہتا ہے:

بَنَی الْبَیْتَ خَلْقٌ وَ بَیْتُ الْاِلٰہِ ☆ مَدَی الدَّھْرِ مِنْ سَابِقٍ یُکْرَمُ

مخلوق کی ایک تعداد نے بیت اللہ کو تعمیر کیا جس کی ہمیشہ سے تعظیم و تکریم کی جاتی ہے

مَلائِکَۃٌ آدَم وَلَدہ ☆ خَلِیْلٌ عَمَالِقَۃٌ جُرْھُمْ

ملائکہ نے آدمؑ نے، اور ان کے بیٹے شیثؑ نیز خلیل، حضرت ابراہیمؑ نے، اور عمالقہ و جرہم نے

قُصَیٌّ قُرَیْشٌ وَنَجْلُ الزُّبَیْرِ ☆ وَحَجَّاجُ بَعْدَھُمْ یُعْلَمْ

قصیؒ و قریش نے بھی اس کو بنایا عبداللہ بن زبیرؓ اور ان سب کے بعد حجاج کی تعمیر بھی مشہور ہے

وَسُلْطَانُنَا الْمَلِکُ الْمُرْتَضٰی ☆ مُرَادٌ ھُوَ السَّیِّدُ الْمُکْرَمْ

نیک بادشاہ سلطان مراد نے اس کی تعمیر میں حصہ لیا جن کی ذات قابلِ تعظیم ہے

وَفَھْدُ بْنُ عَبْدِالْعَزِیْزِ الَّذِیْ ☆ بِہِ الْمِسْکُ قُدْسُ الْبِنَاءِ یُخْتَمْ [۱]

شاہ فہد بن عبدالعزیز نے اس کی عظمت کے مطابق تعمیری کام مکمل کرایا

[۱] الزہور المقتطفہ ص ۱۴۱ الأرج المکی ص ۱۴۸، الکعبۃ المعظمۃ ص ۸۹

خدا کا حریمِ جلال آرہا ہے　　نگاہوں میں نورِ جمال آرہا ہے
تصدُّق ہیں جس پر دو عالم کے جلوے　　وہی عالمِ بے مثال آرہا ہے
زباں پر ہے لبیک کا نغمہ جاری　　بہت گریۂ انفعال آرہا ہے

عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو جنت سے زمین پر اتارا، اس وقت ارشاد فرمایا، میں تمہارے ساتھ ایک گھر بھی اتار رہا ہوں جس کا طواف اس طرح کیا جائے گا جس طرح میرے عرش کا طواف کیا جاتا ہے اور اس کے اردگرد نماز پڑھی جائے گی جس طرح میرے عرش کے پاس پڑھی جاتی ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ طوفان نوح علیہ السلام کے وقت اس کو اٹھالیا گیا تھا، حضرات انبیاء علیہم السلام اپنے اپنے وقت میں اس کا حج کرتے رہے، باوجودیکہ وہ اس کی جگہ سے واقف نہ تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کیلئے اس جگہ کی نشاندہی کی تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پانچ پہاڑوں کے پتھروں سے اس کی تعمیر کی جن کے نام یہ ہیں۔ حراء، ثبیر، لبنان، طور ❶ اور جبل الخیر، لہٰذا اس گھر سے جتنا ممکن ہو سکے فائدہ اٹھایا کرو۔ ❷

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا پانچ پہاڑوں سے کعبہ کو تعمیر کرنا بطور معجزہ ہے۔ لہٰذا بعض مؤرخین کا کہنا کہ یہ ناممکن ہے، اس کا اعتبار نہیں، اسلئے کہ نبی کے ہاتھ پر ناممکن اور خلاف عادت چیز کا ہوجانا ہی معجزہ ہوتا ہے۔

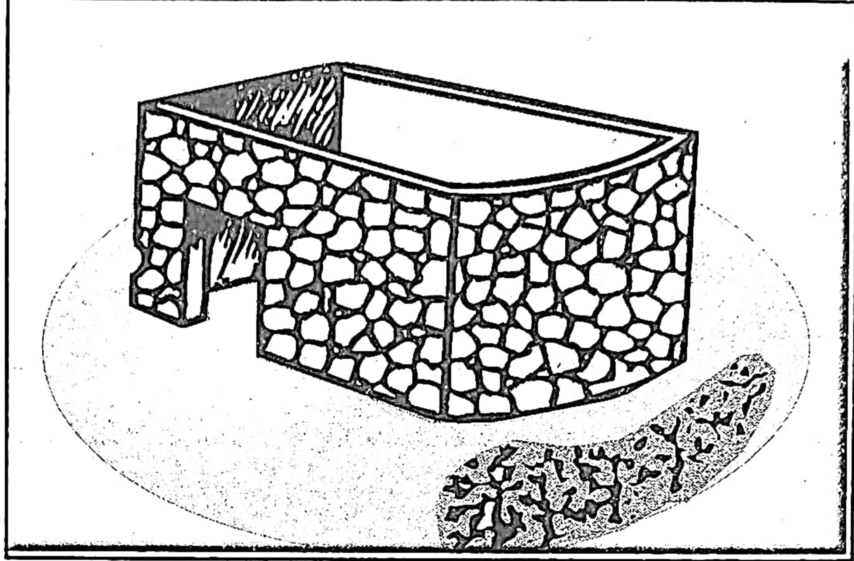
رہی یہ بات کہ حضرت ابرہیم علیہ السلام کی تعمیر سے قبل کعبۃ اللہ کا وجود تھا یا وہی اس کے بانی اوّل تھے تو اس سلسلہ میں گزر چکا ہے کہ بیت اللہ کی تعمیر سب سے پہلے فرشتوں نے کی تھی، نیز حضرت ابراہیم علیہ السلام سے قبل اس کے وجود کا قطعی علم اس روایت سے بھی ہوتا ہے جس کو امام بخاریؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام چلتے چلتے ثَنِیّہ کے مقام پر ایسی جگہ پہنچے جہاں حضرت ہاجرا اور اسمٰعیلؑ آپؑ کو نہ دیکھ سکیں، پھر آپؑ نے بیت اللہ کی طرف رُخ کیا اور ہاتھ اٹھا کر یہ دعا فرمائی۔ ❸

﴿رَبَّنَا اِنِّیٓ أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ...﴾ [ابراهیم:۳۷]

❶ ثبیر مکہ سے منیٰ کو جاتے ہوئے جبل حراء کے مقابل ایک پہاڑ ہے جو منیٰ کے آخر تک پھیلا ہوا ہے، التاریخ القویم ۲/۳۹۹ ''لبنان'' یہ دو پہاڑ مکہ کے قریب ہی واقع ہیں، معالم مکہ ص ۲۳۵، ''طور سیناء'' یہ مصر کے مشرقی ریگستان میں ایک پہاڑ ہے۔
❷ قال الہیثمی: رجالہ رجال الصحیح مجمع الزوائد ۳/۲۸۸　❸ صحیح بخاری، احادیث الأنبیاء حدیث نمبر ۳۳۶۴۔

ترجمہ: اے ہمارے رب میں اپنی اولاد میں سے بعض کو ایک بے زراعت میدان میں تیرے محترم گھر کے پاس آباد کر رہا ہوں۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا اس وقت کی جب آپ حضرت اسمٰعیل اور ان کی والدہ کو اس بے آب و گیاہ وادی میں چھوڑ چکے تھے۔ اور اس آیت میں لفظ "عِندَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ" (تیرے محترم گھر کے پاس) سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ بیت اللہ کا وجود حضرت ابراہیم علیہ السلام سے



تعمیر ابراہیمی کا تقریبی خاکہ

قبل تھا، گو کہ عمارت کا ڈھانچہ منہدم ہو گیا تھا، لیکن اس کی بنیادیں باقی تھیں اور اتنی مضبوط تھیں کہ ہزار ہا سال گذر جانے کے بعد بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انہیں پر دوبارہ عمارت کھڑی کی، سورۂ بقرہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَعِيلُ...﴾ [البقرة:۱۲۷]

ترجمہ: اور جب ابراہیمؑ اور اسمٰعیل بیت اللہ کی بنیادیں اونچی کر رہے تھے۔

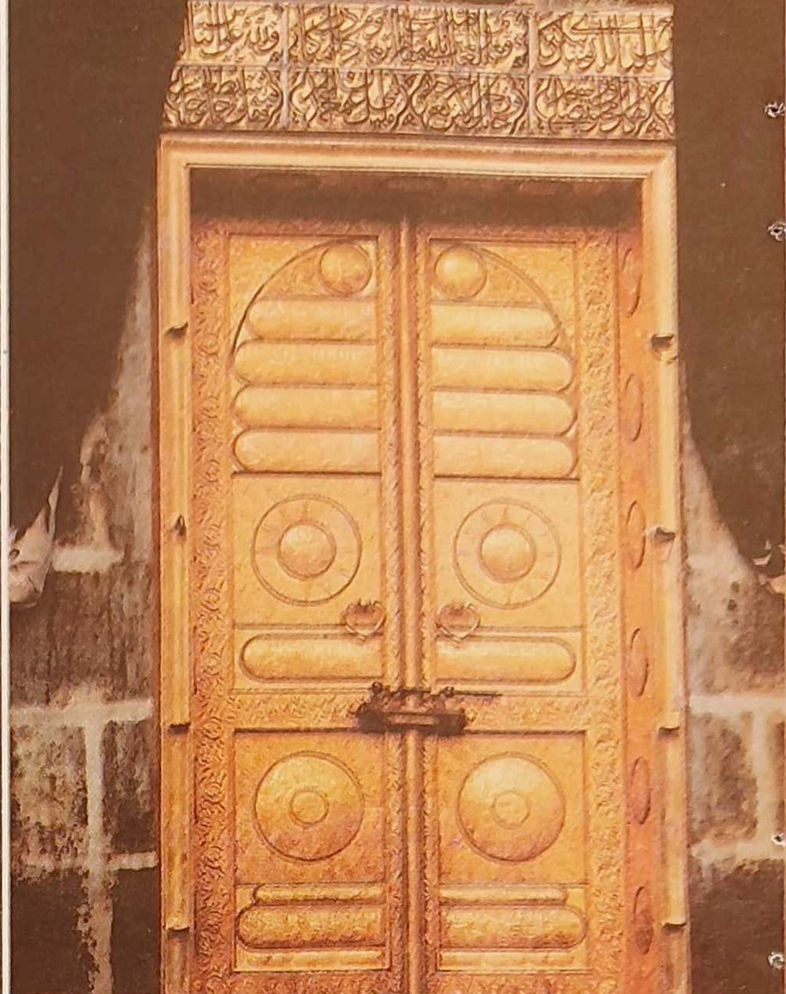
حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد کی تعمیرات بھی انہیں بنیادوں پر کی جاتی رہیں جیسا کہ یزید بن ہارون کہتے ہیں کہ میں اس وقت موجود تھا جب حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے بیت اللہ کی عمارت منہدم کی اور دوبارہ اس کی تعمیر میں حطیم کو بھی شامل کیا، اور میں نے دیکھا کہ وہ بنیادیں ابھری شکل کے پتھر تھے جیسے اونٹ کی کوہان (1)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے خانہ کعبہ کی تعمیر پرانی بنیادوں پر کی اور بنیادوں سے کوئی تعرض نہیں کیا، ان بنیادوں کی مضبوطی کا اندازہ اس تحقیق سے بھی ہوتا ہے جو ۱۴۱۷ھ میں کی گئی جس میں تقریباً ۴۰ میٹر گہری کھدائی کی تو دیکھا گیا کہ خانہ کعبہ کی بنیادوں کے پتھر بغیر کسی مسالے

(1) صحیح بخاری، کتاب الحج حدیث ۱۵۸۶۔



Cover of Ka`abah door باب کعبہ کا پردہ



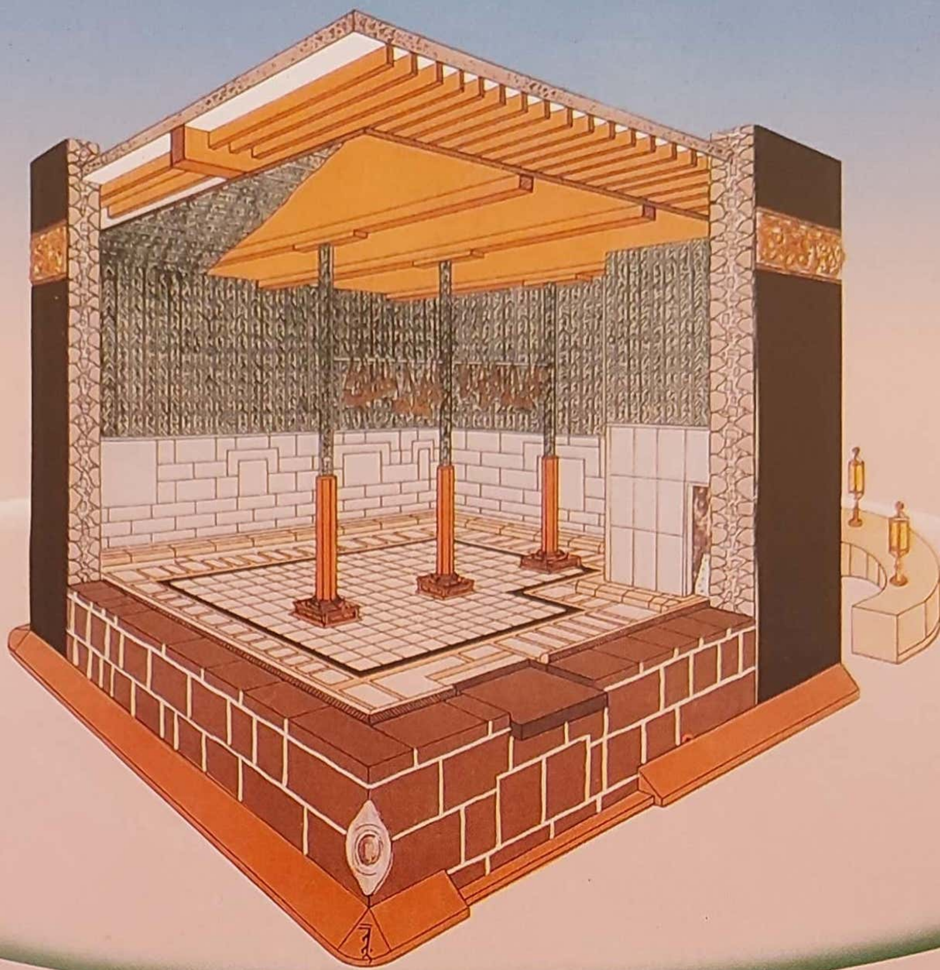
Golden door of Ka`abah کعبہ کا سنہری دروازہ



Ka`abah, House of Allh خانہ کعبہ



Black Stone حجر اسود



Seine of the Interior of Ka`abah خانہ کعبہ کا اندرونی منظر



Case of Muqam-i-Ibrahim مقام ابراہیم کا خول



Muqam-i-Ibrahim مقام ابراہیم





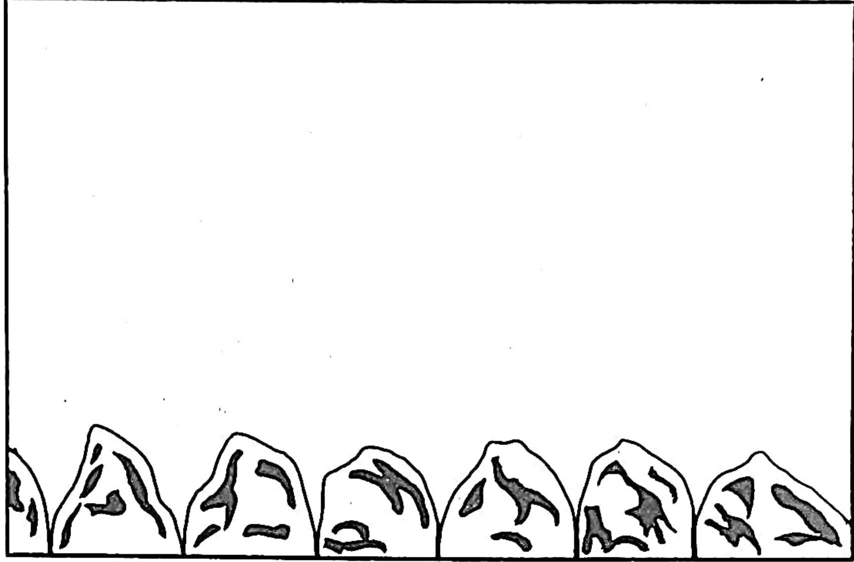
Lock of Ka`abah کعبہ کا تالا | Mezab-i-Rahmat میزاب رحمت

Dome and Minarat of 2nd Saudi Extension دوسری سعودی توسیع کا قبہ اور مینار

Roof of Masjid Al-Haram مسجد الحرام کی چھت

Model of Masjid after 2nd Saudi Extension دوسری سعودی توسیع کے بعد مسجد کا ماڈل

اور سیمنٹ کے آپس میں نہایت مضبوطی سے جڑے ہوئے ہیں ان کی ظاہری شکل اونٹ کی کوہان کے مانند ہے، نیز ان کی ہیئت ترکیبی سے ظاہر ہوتا ہے کہ آج بھی ان پر کسی ترمیم کے بغیر عمارت کھڑی کی جا سکتی ہے۔ (۱) اندازہ لگایئے اس بنیاد کی پائیداری کا کہ اگر صرف اس مدت کو شمار کریں جو عہد ابراہیمی سے آج تک ہے تو وہ بھی پانچ ہزار سال ہوتے ہیں (جبکہ ابراہیم علیہ السلام سے پہلے کی مدت طویل کا علم اللہ ہی کو ہے) اس طویل ترین تاریخی دور میں اس بنیاد نے نہ جانے کتنے طوفانوں اور سیلابوں کا سامنا کیا ہو گا۔ یہ اس دینِ حنیف اور توحید خالص کا زندۂ جاوید معجزہ نہیں تو کیا ہے؟


کعبہ کی بنیادوں کا خاکہ جس کے پتھر اونٹ کی کوہان کے مشابہ ہیں

نوٹ: واضح رہے کہ قریش کی تعمیر کردہ عمارت سابقہ تعمیرات سے ممتاز تھی اور بعد کی تعمیرات کا مدار اس پر رہا اس لئے تعمیر قریش کو قدرے تفصیل سے ذکر کیا جاتا ہے۔

اس کے ضمن میں خادم حرمین شریفین شاہ فہد کے عہد کی ترمیم وتجدید کو بھی قارئین کے فائدہ کیلئے ذکر کیا جاتا ہے، حضرت ابن زبیرؓ وحجاج کی تعمیروں کا ذکر حطیم کے ضمن میں آ چکا ہے۔

تعمیرِ قریش قریش نے سن ہجری سے ۱۸ سال قبل بیت اللہ کو تعمیر کیا اور قبیلہ کے لوگوں نے طے کیا کہ اس کی تعمیر میں پاک اور حلال مال ہی استعمال کیا جائے گا کسی عزت فروش، سود، یا ظلم سے حاصل شدہ پیسہ اس میں نہیں لگے گا قریش میں بہت سے اعمال شرکیہ وقبیحہ کے باوجود بیت اللہ کی تعمیر میں ان کا پاکیزہ اور حلال مال لگانا جہاں ان کے فطری ذوق سلیم کے وجود کا پتہ دیتا ہے وہیں اللہ تعالیٰ کا اپنے پیارے گھر کی تعمیر کو ناجائز مال سے محفوظ رکھنے کا خدائی انتظام بھی روز روشن کی طرح عیاں ہے، چنانچہ اس شرط کی وجہ سے تعمیری بجٹ کم پڑ گیا اور چار و ناچار حطیم کی جانب بیت اللہ کے تقریباً تین میٹر حصہ کو

---

(۱) درر الجامع الثمین ص ۷۸، ۸۲۔

تعمیر میں شامل نہیں کیا، انہوں نے اپنی تعمیر میں مزید تبدیلیاں بھی کیں مثلاً: ☆ بیت اللہ کے دروازے کو مطاف سے اتنا بلند کر دیا کہ ہر شخص خانہ کعبہ میں داخل نہ ہو سکے بلکہ جس کو وہ چاہیں وہی اندر جا سکے، ☆ اس دروازہ کے مقابل دیوار میں ایک اور دروازہ تھا جس کو بند کر دیا گیا۔ ☆ اس تعمیر سے پہلے کعبہ کی چھت نہیں تھی قریش نے چھت کا اضافہ کر دیا اس لئے کہ بعض لوگوں نے اس پاکیزہ اور مقدس گھر میں رکھے ہوئے کچھ خزانے چرالئے تھے ☆ اس چھت میں ایک پرنالہ بھی لگایا گیا جو حطیم کی جانب گرتا ہے اسے عرف عام میں ''میزابِ رحمت'' کہتے ہیں ☆ اس تعمیر میں خانہ کعبہ کی عمارت کی بلندی ۸،۶۴ میٹر کر دی گئی جبکہ سابقہ بلندی صرف ۴،۳۲ میٹر تھی، اس تعمیر کی سب سے بڑی خوبی یہ ہوئی کہ اس میں شاہ عرب و عجم فداہ ابی وامی ﷺ نے بنفس نفیس شرکت فرمائی، پتھر اٹھا اٹھا کر لائے اور حجر اسود کو نصب کرنے کا شرف بھی آپ ﷺ کو حاصل ہوا۔ ①

حجر اسود نصب کرنے کا واقعہ جب بیت اللہ کی تعمیر اس جگہ تک پہنچی جہاں حجر اسود نصب ہونا تھا تو قریش میں اختلاف پیدا ہو گیا، قبیلہ کی ہر شاخ کے لوگ یہ چاہتے کہ حجر اسود نصب کرنے کا شرف ان کو حاصل ہو، یہ اختلاف اتنا بڑھا کہ نوبت قتال کی آ پہنچی، تلواریں میانوں سے نکل آئیں، اتنے میں ابواُمیہ مخزومی جو قریش کے معمر شخص تھے، اٹھے اور کہنے لگے ہمارے درمیان اس نزاع کا فیصلہ وہ شخص کرے گا جو کل سب سے پہلے بنو شیبہ ② دروازہ سے حرم میں داخل ہوگا، اس بات پر سب متفق ہو گئے، اُدھر فیصلۂ خداوندی ہو چکا تھا کہ اس کے ہونے والے نبی محمد ﷺ اس شرف سے بہرور ہوں گے چنانچہ اگلے دن سب سے پہلے داخل ہونے والی ذات عالی سرور دو عالم ﷺ کی تھی، لوگوں نے آپ ﷺ کو دیکھا تو بیک آواز کہا ''یہ امین ہیں ہم ان کے فیصلہ پر راضی ہیں، آپ ﷺ کو صورتِ حال سے باخبر کیا گیا آپؐ نے ایک چادر طلب کی اور دست مبارک سے حجر اسود کو اٹھا کر اس کے درمیان میں رکھ کر فرمایا ''ہر قبیلہ کا سردار چادر کے کونوں کو پکڑ کر اس جگہ لے چلیں جہاں حجر اسود نصب کرنا ہے، یہ سننا تھا کہ سردارانِ قبائل نے چادر کے کونے پکڑ کر اس کو وہاں تک پہنچا دیا، تب آپؐ نے دست مبارک سے اس مبارک

---

① صحیح بخاری، کتاب الحج حدیث نمبر ۱۵۸۲، فتح الباری ۳/۴۴۱، سیرت ابن ہشام ۱/۱۹۲، اخبار مکۃ للفاکہی ۵/۲۲۶

② باب بنی شیبہ قریش کے رہائشی علاقہ کی سمت حرم شریف میں داخل ہونے کیلئے ایک راستہ تھا پھر شیبہ بن عثمان مجاور حرم کے گھر کے پاس اس گذرگاہ کو دروازہ بنا دیا گیا اور اس کا نام باب بنی شیبہ پڑ گیا، مہدی کے زمانہ میں جو توسیع ہوئی اس میں یہ دروازہ مطاف میں آ گیا۔ جس کے نشان کو باقی رکھا گیا جو مقام ابراہیم کے قریب ماضی قریب تک موجود تھا، سعودی دور حکومت میں مطاف کی توسیع کی غرض سے اس کو ختم کر دیا گیا، اور اس کی یادگار کے طور پر صفا و مروہ کے درمیانی دروازوں میں سے ۲۶ نمبر دروازے کا نام ''باب بنی شیبہ'' رکھ دیا گیا ہے۔

پتھر کو اٹھا کر اس کی جگہ پر نصب فرما دیا، آپ ﷺ کے اس حکیمانہ فیصلہ پر سب نے رضامندی اور خوشی کا اظہار کیا ❶ اس طرح یہ فتنہ فرو ہوا، اس وقت کس کو معلوم تھا کہ آج یہ فیصلہ کنندہ مستقبل کا حاکمِ عادل اور قائدِ منصف ہوگا، اور یہ واقعہ گویا آپ ﷺ کی قیادتِ اُمّت کی تمہید تھی۔ ﴿ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَآءُ﴾ یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہے عطا فرماتا ہے۔

سعودی دورِ حکومت میں کعبہ کی تجدید وترمیم

سلطان مراد عثمانی ترکی نے خانہ کعبہ کی تعمیر کا جو کام کرایا تھا اس کو ۳۷۵ سال کی طویل مدت گذر چکی تھی، اور اب عمارت کی حالت ایسی تھی کہ اس کی تجدید وترمیم ضروری تھی، اس لئے خادم حرمین شریفین شاہ فہد بن عبدالعزیز نے حکم دیا کہ کعبہ معظّمہ کی تجدید وترمیم کی جائے چنانچہ محرم ۱۴۱۷ھ میں یہ کام شروع ہو کر چھ ماہ میں مکمل ہوا، بنیادوں کو مزید مضبوط کیا گیا، شاذروان کی مرمت کی گئی دیواروں کی بیرونی جانب کو ہموار کیا گیا، پتھروں کے درمیان سے پرانا مسالہ نکال کر نیا سیمنٹ مسالہ لگایا گیا دونوں چھتوں کو از سرِ نو تعمیر کیا گیا، تینوں ستونوں کو نئی لکڑی سے بنایا گیا۔ اس کام کا شرف بن لادن کمپنی کو حاصل ہوا۔ ❷

جلالت خانہ کعبہ کی اور یہ نور کا عالم نگاہیں پڑ رہی ہیں دم بدم ترسیدہ ترسیدہ

درج ذیل نقشے میں کعبہ شریفہ کی بلندی اور چاروں اطراف کی لمبائی ملاحظہ ہو:

کعبہ کی بلندی	ملتزم کی سمت لمبائی	حطیم کی سمت لمبائی	رکن یمانی اور حطیم کی سمت لمبائی	رکن یمانی اور حجر اسود کی سمت لمبائی
۱۴ میٹر	۱۲،۸۴ میٹر	۱۱،۲۸ میٹر	۱۲،۱۱ میٹر	۱۱،۵۲ میٹر

حجر اسود یہ پتھر کعبہ شریفہ کے جنوبی حصہ میں نصب کیا گیا ہے، صحن (مطاف) سے اس کی اونچائی ۱۰،۱ میٹر ہے، لمبائی ۲۵ سینٹی میٹر اور عرض تقریباً ۱۷ سینٹی میٹر ہے کعبہ شریف کی دیوار میں اس پتھر کے ٹکڑے جڑے ہوئے ہیں شروع میں یہ ایک ہی ٹکڑا تھا مگر قرامطہ ❸ اور ان کے بعد کچھ ایسے حادثے پیش آئے کہ اس کا ظاہری حصہ ٹوٹ گیا، اب اس کے چھوٹے چھوٹے آٹھ ٹکڑے ہیں ان کا سائز مختلف ہے، بڑا ٹکڑا کھجور کے برابر ہے، ان ٹکڑوں کو ایک پتھر کے بڑے ٹکڑے میں جوڑا گیا ہے اور پھر

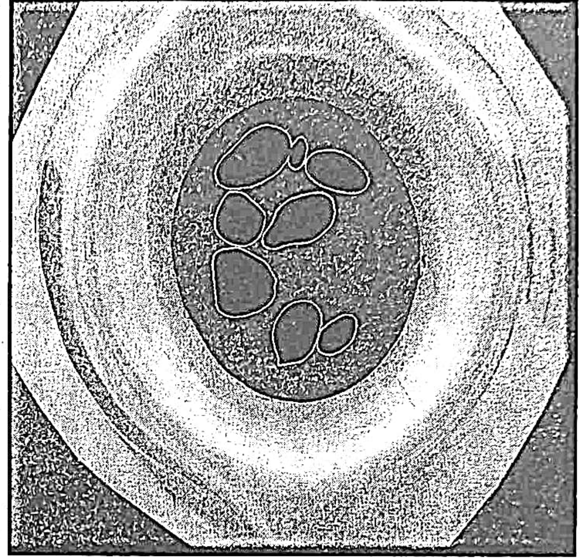
---

❶ مجمع الزوائد ۳ ص ۲۸۹، ۲۹۱، ۲۹۲، سیرت ابن ہشام ۱/۱۹۵ التاریخ القویم ۴/۳۸۹۔۴۲۲۔

❷ الکعبۃ المعظمۃ ص ۱۳۶، ۱۵۶ اور الجامع اللطیف ۷۸، ۸۲۔ ❸ قرامطہ شیعہ کے اسمٰعیلی باطنی فرقہ کی ایک شاخ ہے، یہ ابو طاہر قرمطی کے متبعین ہیں، اس فرقہ کے لوگوں نے حجر اسود کو اکھاڑا اور اس کو احساء لے گئے یہ افسوس ناک واقعہ ۳۱۹ھ کا ہے پھر ۳۳۹ھ میں بیس سال بعد یہ پتھر وہاں سے واپس لا کر موجودہ جگہ پر نصب کیا گیا۔ دیکھئے الملل والنحل ۲/۲۹ شفاء الغرام ۱/۱۹۳۔

اس پر چاندی کا فریم لگا دیا گیا ہے، یہی وہ ٹکڑے ہیں جن کو بوسہ دینا مسنون ہے، نہ کہ وہ بڑا پتھر جس میں یہ جڑے گئے ہیں، اور نہ چاندی کا وہ خول جو اس بڑے پتھر پر چڑھا ہوا ہے۔ اس بڑے پتھر اور چاندی کے حلقے کی ترمیم وتزیین کا کام ماہ ربیع الاول ۱۴۲۲ھ میں انجام پایا۔

پتھر کا رنگ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حجرِ اسود جنت سے آیا ہوا پتھر ہے، یہ دودھ سے زیادہ سفید تھا بنو آدم کے گناہوں نے اس کو کالا کر دیا۔ (۱)


حجر اسود کے آٹھ ٹکڑوں کو بڑا کر کے نمایاں کیا گیا ہے

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مبارک پتھر کا وہ حصہ جو دیوار کے اندر ہے وہ سفید ہی ہے جیسا کہ حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے بیت اللہ کو دوبارہ تعمیر کی غرض سے منہدم کیا تو میں نے دیکھا کہ حجر اسود کا وہ حصہ جو دیوار کے اندر تھا، وہ سفید ہے۔ (۲) معلوم ہوا کہ گناہوں کے سبب صرف بیرونی حصہ سیاہ ہوا ہے اور اسی وجہ سے اس کو "حجر اسود" (کالا پتھر) کہا جاتا ہے۔

ابن ظہیرہ کہتے ہیں: مقامِ عبرت ہے جب گناہوں کے اثر سے پتھر کا رنگ سیاہ ہو گیا تو دل پر گناہوں کا اثر کتنا اثر انداز ہوتا ہوگا؟ لہٰذا گناہوں سے بچنا چاہیے۔ (۳)

حجرِ اسود کی فضیلت یہ پتھر جنت سے آیا ہوا ہے، اور ابراہیم علیہ السلام کو پیش کیا گیا تا کہ وہ کعبہ شریفہ کے کونہ میں اس کو لگا دیں، پھر قریش نے خانہ کعبہ کی تعمیر کی تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اس کو اٹھا کر اس جگہ پر نصب فرمایا۔

طواف کی ابتداء وانتہاء اسی مبارک پتھر کے مقابل ہوتی ہے، تاریخ کے طویل ترین دور میں بے شمار حضرات انبیاء علیہم السلام اور خاتم الانبیاء والرسل ﷺ لاکھوں صحابہ کرام واولیاء عظام اور لاتعداد حجاج ومعتمرین کے مبارک ہونٹ اس مبارک پتھر سے ملے ہیں، اس کے قریب دعا قبول ہوتی ہے، روزِ قیامت یہ پتھر اپنے بوسہ لینے والوں کے حق میں گواہی دے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کی

---

(۱) ترمذی شریف کتاب الحج حدیث نمبر ۸۷۷۔ حسن صحیح۔ (۲) اخبار مکۃ للفاکہی نمبر ۲۷۔ (۳) الجامع اللطیف ص ۲۳۔

قسم اللہ تعالیٰ قیامت کے دن حجر اسود کو اس طرح حاضر فرمائیں گے کہ اس کی دو آنکھیں اور ایک زبان ہوگی جس سے یہ اپنے بوسہ لینے والے کے ایمان کی گواہی دے گا۔ ❶

حجرِ اسود کا استلام حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صرف حجر اسود اور رکن یمانی کا استلام فرماتے تھے ❷ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حجر اسود کے پاس تشریف لائے اس کا بوسہ لیا اور فرمایا میں جانتا ہوں کہ تو محض ایک پتھر ہے، تو نہ کسی کو نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان، اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تیرا بوسہ لیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں بھی تیرا بوسہ نہ لیتا۔ ❸

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ فرمانا اس لئے تھا کہ لوگ نئے نئے اسلام میں داخل ہوئے تھے، کہیں جاہل و نادان لوگ یہ نہ سمجھیں کہ اسلام میں بھی پتھروں کی تعظیم کا ویسا ہی تصور ہے جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں عربوں کے ہاں تھا کہ وہ پتھر کے بتوں کی تعظیم اور پرستش کرتے تھے، اور حجر اسود کا بوسہ لینا بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے، کسی احتمال کے درجہ میں اس قسم کے تصورات کو ختم کرنے کیلئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، کہ یہ بوسہ لینا حضور پاک ﷺ کی اتباع اور آپ ﷺ کی سنت پر عمل کی غرض سے ہے ورنہ یہ پتھر اگرچہ مبارک ہے لیکن اس میں کسی کو نفع و نقصان پہنچانے کی قدرت نہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس فرمان میں یہ اشارہ بھی ہے کہ امورِ دینیہ اور اسلامی احکام میں اصل چیز اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کی اتباع ہے خواہ ان احکام کی علت و حکمت معلوم نہ ہو۔ ❹

گھومتا ہوں میں کعبہ کے چاروں طرف چومنا حجرِ اسود مرا کام ہے

حجرِ اسود کا بوسہ لینے کے آداب ① بوسہ لینے کیلئے کسی کو دھکا یا کوئی تکلیف نہیں دینی چاہیے اس لئے کہ بوسہ لینا سنت ہے جبکہ لوگوں کو ایذاء دینا منع ہے لہٰذا سنت پر عمل کیلئے ممنوع کا ارتکاب نہیں کرنا چاہئے۔ اور ازدحام کی حالت میں ہاتھ یا چھڑی وغیرہ سے حجر اسود کی جانب اشارہ کرتے ہوئے تکبیر کہہ کر اپنے ہاتھ یا چھڑی کے بوسہ پر اکتفا کر لینا چاہیئے۔ ❺ واضح رہے کہ ہمارے آقا ﷺ نے حجر اسود کا بوسہ بھی لیا اور بوقت ازدحام اشارہ پر اکتفا بھی کیا لہٰذا یہ دونوں عمل آپ ﷺ کی مبارک سنت ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حجر اسود پر ازدحام نہ کرو، نہ کسی کو تکلیف پہنچاؤ اور نہ خود کسی کی تکلیف کا نشانہ بنو۔

---

❶ جامع ترمذی، کتاب الحج حدیث نمبر ۹۶۱، حدیث حسن، مشکوۃ المصابیح المناسک حدیث نمبر ۲۵۷۸ اسنادہ صحیح۔
❷ جامع ترمذی حدیث حسن صحیح، کتاب الحج حدیث نمبر ۸۵۸۔ ❸ صحیح بخاری، کتاب الحج حدیث ۱۵۹۷۔
❹ الجامع اللطیف ص ۲۴، فتح الباری ۳/۴۶۳ ❺ الجامع اللطیف ص ۲۶۔

حضرت عطاءؒ کہتے ہیں: صرف تکبیر واشارہ پر اکتفا کر لینا اور حجر اسود کا بوسہ نہ لینا میرے نزدیک اس سے بہتر ہے کہ کسی کو ایذا دیکر بوسہ لوں۔ ①

ہجوم دیکھ کے کثرت سے سنگ اسود پر — کبھی اشارے سے بھی استلام ہوتا ہے

حکومت نے حجر اسود کے پاس بیت اللہ کی دیوار سے ملحق ایک ایسی جگہ بنا دی ہے جس پر ایک منتظم کھڑے ہو کر بوسہ لینے والوں میں نظم و نسق برقرار رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔

(۲) عورتوں کو مردوں کی بھیڑ میں گھس کر بوسہ لینے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے۔ صحیح بخاری شریف میں روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا لوگوں سے بچ بچ کر طواف کر رہی تھیں کہ ایک عورت نے کہا چلیے اُمُّ المومنین بوسہ لے لیں، آپ نے انکار فرما دیا۔ ②

ایک روایت فاکہی نے صحیح سند کے ساتھ ذکر کی ہے کہ ایک خاتون حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہمراہ طواف کر رہی تھی حجر اسود کے پاس پہنچ کر کہنے لگی: اماں عائشہ کیا آپ بوسہ نہیں لیں گی؟ آپ نے فرمایا: عورتوں کیلئے کوئی ضروری نہیں چلو آگے بڑھو، اور انکار فرما دیا۔ ③

البتہ جب بھیڑ نہ ہو تو عورتیں حجر اسود کا بوسہ لے سکتی ہیں۔

(۳) براہ راست حجر اسود یا اس کی طرف اشارہ کر کے ہاتھ کا بوسہ لیتے وقت چومنے کی آواز نہ نکلنی چاہیئے، جیسا کہ حضرت سعید بن جبیرؒ فرماتے ہیں کہ حجر اسود کا بوسہ لیتے وقت آواز اونچی نہ ہونی چاہیئے تاکہ عورتوں کا بوسہ لینے کی مشابہت نہ پائی جائے۔ ④

حضرت عطاءؒ فرماتے ہیں: جب حجر اسود کی طرف اشارہ کر کے اپنے ہاتھ کا استلام کرو تو اس میں آواز بلند نہ کرو۔ ⑤

(۴) حجر اسود کی سیدھ میں جو علامتی پٹی یا لکیر کا نشان مطاف میں ہے اس پر دعا کیلئے یا نماز کیلئے کھڑے نہ ہونا چاہئے، بالخصوص ازدحام کے وقت، اس لئے کہ ایسا کرنے سے طواف کرنے والوں کو پریشانی ہوتی ہے۔

کبھی وہ طوافِ قدومی لپک کر — حجر کا کبھی استلام، اللہ اللہ (ولی)

چاندی کا طوق حجر اسود کے اردگرد جو چاندی کا کڑا ہے یہ سب سے پہلے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے بنوایا تھا، اس کے بعد سے خلفاء وقت حسب ضرورت اسے بنواتے رہے، شعبان

① اخبار مکہ للفاکہی نمبر ۱۳۳۳، باسناد حسن نمبر ۱۴۰، باسناد صحیح۔ ② صحیح بخاری کتاب الحج حدیث نمبر ۱۶۱۸
③ اخبار مکہ للفاکہی حدیث نمبر ۱۱۰ ④ اخبار مکۃ للفاکہی، نمبر ۲۱۱، باسناد حسن ⑤ اخبار مکۃ للفاکہی، نمبر ۲۱۴، باسناد حسن

۱۳۷۵ھ ۱۹۵۵ء میں سعودی فرماں رواشاہ سعود بن عبدالعزیز نے چاندی کا نیا طوق بنوا کر لگوایا۔ ❶
سنہ ۱۴۲۲ھ میں شاہ فہد کے حکم سے اس کی مزید تزیین وترمیم کی گئی۔

ملتزم

اک اہتمامِ خاص سے بیت الحرام میں پھر ملتزم شریف سے قربت ہے آجکل

حجراسود والے کونے اور خانہ کعبہ کے دروازہ کی درمیانی جگہ کوملتزم کہتے ہیں یہ حصہ تقریباً دو میٹر ہے۔ ❷

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ملتزم رکن اور دروازہ کی درمیانی جگہ ہے۔ ❸

حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں: حجراسود کے کونے اور دروازہ کی درمیانی جگہ ہی ملتزم ہے۔ ❹

ملتزم سے چمٹ کر سکوں پا گیا دل ہے حاضر مرا اور تو علاّم ہے (ولی)

یہ قبولیت دعا کی جگہ ہے اس مقام پر سنت یہ ہے کہ بیت اللہ کی دیوار سے اس طرح چمٹ کر دعائیں کی جائیں کہ رخسار، سینہ اور ہاتھ چمٹے ہوئے ہوں، چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے طواف کیا، نماز پڑھی پھر حجراسود کا بوسہ لینے کے بعد حجر اسود اور دروازہ کے درمیان اس طرح کھڑے ہوئے کہ اپنے سینے، ہاتھ اور رخسار کو دیوار سے چمٹایا، پھر فرمایا ''میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے''۔ ❺

یہ دعائے حرم، لذتِ ملتزم ہو عطا سبکو یہ نعمتِ مغتنم

ابوزبیر کہتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت ابن عباس اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم کو ملتزم سے چمٹے ہوئے دیکھا ہے۔ ❻

کبھی ملتزم سے چمٹ کر دعائیں مناجاتِ ربِّ انام، اللہ اللہ (ولی)

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حجرِ اسود اور دروازہ کے درمیان آدمی جو بھی دعا کرتا ہے اس کی قبولیت کے آثار دیکھ لیتا ہے۔ ❼ (یعنی اس کی دعاء قبول ہوجاتی ہے)

قبولِ عام نہ کیوں ملتزم شریف میں ہو یہاں دعاؤں کا خاص التزام ہوتا ہے

حضرت مجاہدؒ کہتے ہیں حجراسود اور دروازہ کے درمیانی جگہ کوملتزم کہا جاتا ہے، اس جگہ پر انسان

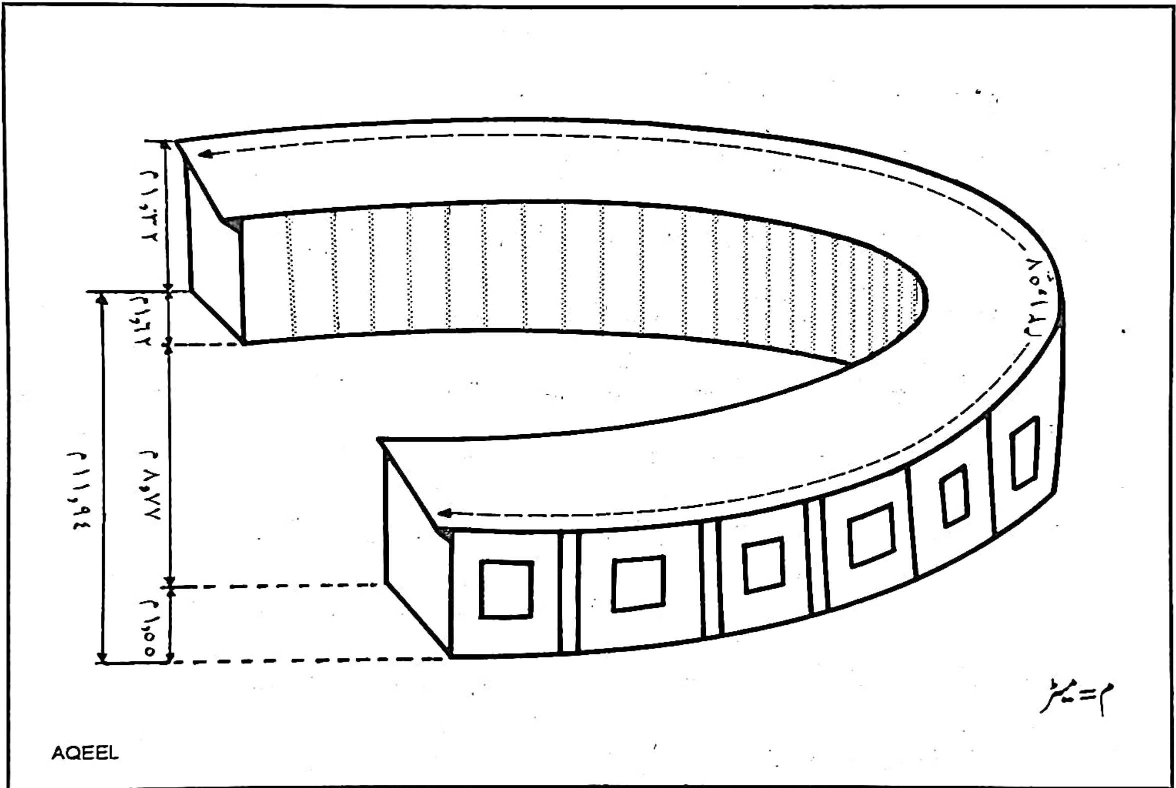
---

❶ اخبار مکہ للفاکہی ۱/۱۳۵، التاریخ القویم ۳/۳۲۹، الکعبۃ المعظمۃ ص ۱۱۶ ❷ التاریخ القویم ۳/۳۳۴۔
❸ مصنف عبدالرزاق حدیث ۹۰۴۷ باسناد صحیح۔ ❹ اخبار مکۃ للفاکہی نمبر ۲۱۷ باسناد حسن
❺ دیکھئے سنن ابن ماجہ، المناسک حدیث نمبر ۲۹۶۲ حسن۔ ❻ اخبار مکۃ للفاکہی نمبر ۲۳۳ باسناد حسن
❼ اخبار مکۃ للفاکہی نمبر ۲۲۳ باسناد حسن۔

اللہ تعالیٰ سے جس چیز کا سوال کرتا اور جس چیز سے پناہ مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو عطا فرما دیتے ہیں۔ ⓫

قریبِ ملتزم تو آ رہے ہیں زائرین لیکن نہایت مضطرب سر تا قدم لرزیدہ لرزیدہ

حطیم حطیم سے مراد بیت اللہ سے ملحق وہ جگہ ہے جو نصف دائرے کی شکل میں ہے اس کو حجرِ اسمٰعیل بھی کہا جاتا ہے اس لئے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کے پاس حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ کیلئے ایک جھونپڑی نما سائبان بنا دیا تھا، یہ حصہ بیت اللہ سے باہر تھا، البتہ تین میٹر حصہ جو قریش کی تعمیر کے دوران کعبہ سے علیحدہ کیا گیا تھا وہ یقیناً کعبہ کا جز ہے گو کہ اس وقت وہ حجر اسمٰعیل کیساتھ ملا ہوا ہے اور اس نصف دائرے کے ضمن میں ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ نہ تو ساری حطیم کعبہ کا جز ہے اور نہ ہی



حطیم کا خاکہ اور اسکی مختلف پیمائشیں

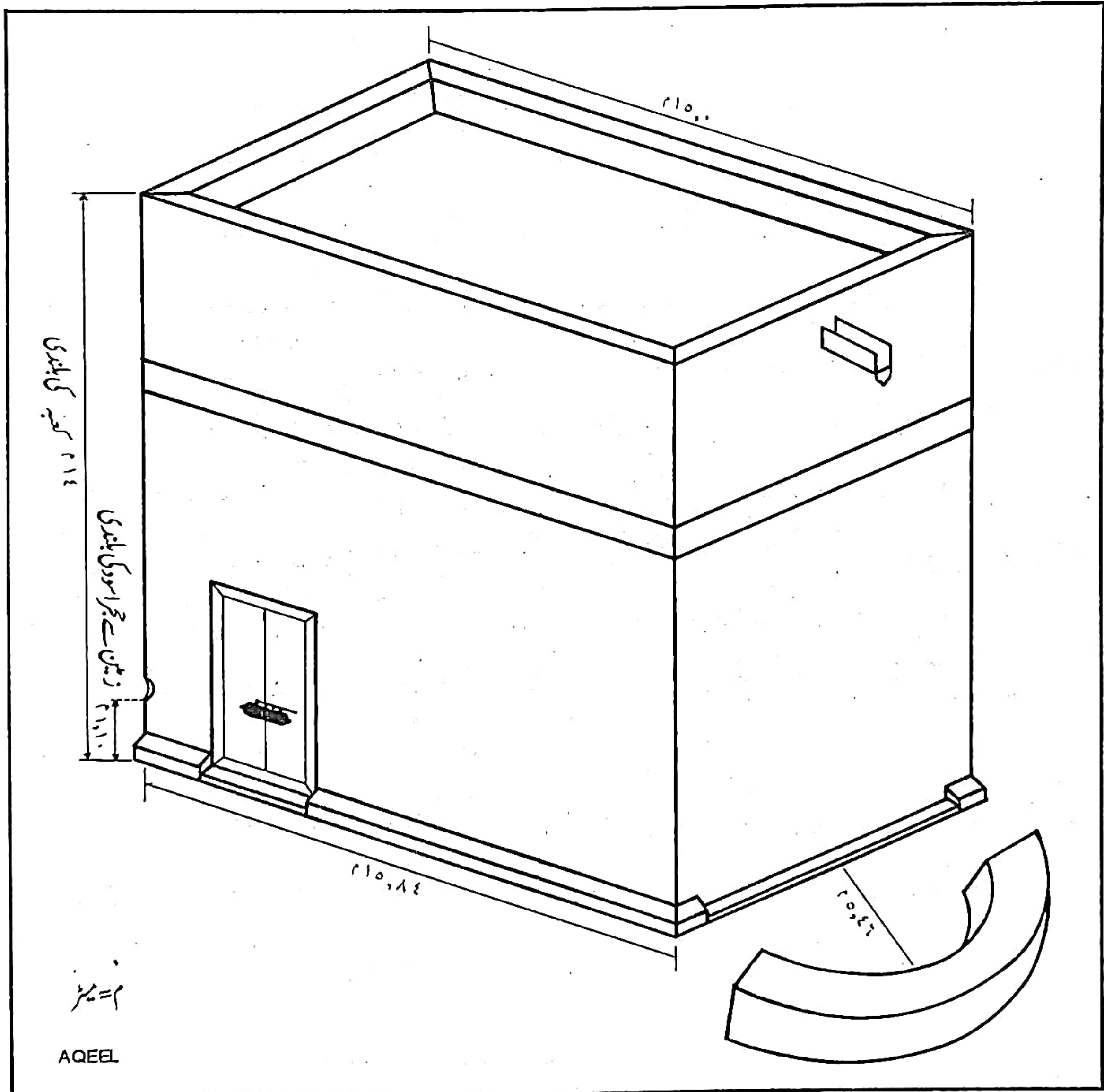
ساری حطیم کعبہ سے باہر ہے بلکہ کعبہ سے منسلک تین میٹر حصہ کعبہ کا جز ہے، اور اس کے بعد بقیہ حطیم کعبہ سے باہر ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل تین روایات سے معلوم ہوتا ہے۔

① حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے حطیم کے متعلق پوچھا کہ کیا یہ خانہ کعبہ کا حصہ ہے؟ تو آپ ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا: ہاں، پھر اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مزید سوال کیا کہ

⓫ اخبار مکۃ للفاکہی نمبر ۲۳۸ باسناد صحیح۔

اگر یہ بیت اللہ کا حصہ ہے تو اسکی تعمیر میں شامل کیوں نہیں کیا گیا؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمہاری قوم کے پاس اتنا خرچ نہ تھا۔ ①

② ایک اور روایت میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے عائشہ! اگر تمہاری قوم کا اسلام زمانۂ جاہلیت سے قریب نہ ہوتا تو میں یہ حکم دیتا کہ بیت اللہ کو گرا کر اس کے چھوٹے ہوئے حصہ کو بھی تعمیر میں شامل کر دیا جائے، نیز بیت اللہ کی اندرونی زمین کو صحن کی زمین کے برابر کر دیا جائے، اور دو دروازے لگا دیئے جائیں ایک مشرقی سمت میں اور دوسرا مغربی سمت میں تاکہ یہ تعمیر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیاد اور تعمیر کے مطابق ہو جائے۔



حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے تعمیر کردہ کعبہ کا تقریبی خاکہ اور اسکی بعض پیمائشیں

① صحیح بخاری، کتاب الحج حدیث ۱۵۸۴۔

آنحضور ﷺ کے اسی ارشاد کی تکمیل کرتے ہوئے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے سنہ ۶۵ ھ میں کعبہ کی تعمیرِ نو کے دوران ان امور کو پیش نظر رکھا۔

(۳) حضرت یزید کہتے ہیں میں اسوقت موجود تھا جب ابن زبیرؓ نے بیت اللہ کو منہدم کیا اور دوبارہ اس کی تعمیر میں حطیم کو شامل کرلیا اور میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیاد کے پتھروں کو دیکھا کہ اونٹ کی کوہان کے مثل تھے حضرت جریر کہتے ہیں کہ میں نے یزید سے کہا: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیاد کی جگہ جو تم نے دیکھی وہ کہاں تھی؟ انہوں نے کہا کہ میں ابھی تم کو دکھاتا ہوں میں ان کے ساتھ حطیم میں داخل ہوا تو انہوں نے اشارہ کرکے اس جگہ کی نشاندہی کی، میں نے پیمائش کرکے اندازہ لگایا کہ اس میں حطیم کا تقریباً چھ ہاتھ (تقریباً تین میٹر) حصہ ہے۔ اس قول کی تائید صحیح مسلم کی ایک حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ جس میں آنحضور ﷺ کا واضح ارشاد ہے کہ (اگر میں کعبہ کی تعمیر کرتا تو) اس میں حطیم کی طرف سے چھ ہاتھ (تین میٹر) کا اضافہ کرتا۔ ❶

ان تصریحات سے معلوم ہوا کہ حطیم کا کچھ حصہ خانہ کعبہ کا جز ہے جس کی مقدار ۳ میٹر ہے، باقی حصہ بیت اللہ سے خارج ہے، لیکن واضح رہے کہ طواف سارے حطیم کے باہر سے ہی کیا جائے گا۔

یہ بات بھی سمجھ لینی چاہئے کہ جس کسی کو خانہ کعبہ کے اندر نماز پڑھنے کا شوق ہو وہ حطیم کے اس حصہ میں نماز پڑھ لے جو کعبۃ اللہ کی دیوار کے قریب ہے تو گویا اس نے خانہ کعبہ کے اندر ہی نماز ادا کی ہے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں چاہتی تھی کہ بیت اللہ شریف میں داخل ہوکر نماز ادا کروں، تو آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے حجر (یعنی حطیم) میں داخل کردیا اور فرمایا یہاں نماز پڑھ لو، اگر تم خانہ کعبہ میں داخل ہونا چاہتی ہو، اس لئے کہ یہ بیت اللہ ہی کا حصہ ہے۔ ❷

ایک اور روایت میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں میرے نزدیک اس میں کوئی فرق نہیں کہ میں حطیم میں نماز پڑھوں یا بیت اللہ کے اندر۔ ❸

بعض علماء سلف سے منقول ہے کہ حطیم میں اور میزابِ رحمت کے نیچے دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

دل کھنچ رہا ہے دیکھ کے آغوش شوق سے　　ایسی حطیم پاک میں نزہت ہے آجکل

حضرت شیبانی کہتے ہیں: میں نے سعید بن جبیرؒ کو دیکھا کہ وہ حطیم میں بیت اللہ سے چمٹے ہوئے تھے۔ ❹

---

❶ صحیح بخاری حدیث نمبر ۱۵۸۶، صحیح مسلم حدیث نمبر ۱۳۳۳۔ ❷ جامع ترمذی کتاب الحج حدیث نمبر ۸۷۶ حدیث حسن صحیح۔

❸ مجمع الزوائد ۳ / ۲۴۷، ہیثمی کہتے ہیں اس حدیث کے راوی بخاری کے راویوں میں سے ہیں۔

❹ اخبار مکۃ للفاکہی نمبر ۱۵۴۵، رسالۃ الحسن البصری نمبر ۲۶۴ باسناد حسن۔

جنہیں حطیم نے آغوش میں لیا ہو گا　　　خدا کی یاد میں آنسو بہا رہے ہوں گے

پھر وہ وقت آیا جب حجاج بن یوسف نے اموی حکمران عبدالملک بن مروان کو لکھا کہ ابن زبیرؓ نے تعمیر کعبہ میں بعض تبدیلیاں کر دی ہیں کچھ حصہ جو پہلے تعمیر میں داخل نہیں تھا اس کو کعبہ کی عمارت میں داخل کر دیا ہے نیز ایک دروازہ کا اضافہ کر دیا ہے، یہ اطلاع پا کر عبدالملک بن مروان نے حکم دیا کہ ان کی موجودہ تعمیر کو منہدم کر کے سابقہ حالت پر بیت اللہ کی تعمیر کر دی جائے۔

چنانچہ حجاج نے سابقہ تعمیر (یعنی تعمیر قریش) کے مطابق کعبہ کو تعمیر کیا پھر جب عبدالملک بن مروان کو معلوم ہوا کہ حضرت ابن زبیرؓ نے جو تعمیر کی تھی وہ حضرت عائشہؓ سے مروی مذکورہ حدیث کی بنا پر تھی، تو وہ بہت پریشان ہوا، اور کہا کہ اگر مجھے یہ بات پہلے معلوم ہو جاتی تو میں حضرت ابن زبیرؓ کی تعمیر کے انہدام کا حکم نہ دیتا۔ ⓫

بعد میں پھر عباسی خلفاء میں سے کسی نے امام مالکؒ سے پوچھا کہ اگر کعبہ کو گرا کر پھر اسی طرح تعمیر کر دیا جائے جس طرح حضرت ابن زبیرؓ نے بنایا تھا تو کیا حرج ہے؟ امام مالکؒ نے جواب دیا امیر المؤمنین آپ کو اللہ کا واسطہ! بیت اللہ کو بادشاہوں کا کھلونا نہ بنائیں کہ ایک آئے تو وہ اپنی مرضی کے مطابق بنائے پھر دوسرا آئے تو پہلے کی بنائی ہوئی عمارت گرا کر اپنے طور پر بنائے اور اس طرح اس گھر کی عظمت و ہیبت لوگوں کے دلوں سے جاتی رہے۔

الغرض حجاج بن یوسف کی تعمیر باقی رہی اور بعد میں کوئی تبدیلی نہ کی گئی۔

مزید معلومات کیلئے درج ذیل نقشہ ملاحظہ فرمائیں:

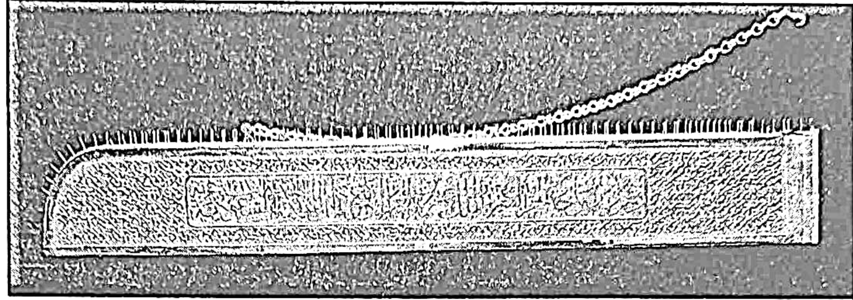
حطیم کی دیوار کی بلندی	حطیم کی دیوار کا عرض	حطیم کے دونوں دروازوں کے درمیان کی چوڑائی	کعبہ کی دیوار سے حطیم کی دیوار تک کی وسعت	کعبہ کا وہ حصہ جو حطیم میں شامل ہے	ملتزم کی جانب حطیم کے دروازہ کی پیمائش	رکن یمانی کی سمت حطیم کے دروازہ کی پیمائش	حطیم کی گول دیوار کی بیرونی پیمائش
۱،۳۲ میٹر	۱،۵۵ میٹر	۸،۷۷ میٹر	۸،۴۶ میٹر	۳ میٹر	۲،۲۹ میٹر	۲،۲۳ میٹر	۲۱،۵۷ میٹر

میزاب رحمت یہ ایک پرنالہ ہے جو کعبہ کی چھت میں لگا ہوا ہے اس کے ذریعہ بارش کا پانی یا چھت کی دھلائی کا پانی حطیم کی سمت گرتا ہے قریش نے سب سے پہلے بیت اللہ پر چھت بنائی تو اس میں پرنالہ نصب کیا، ورنہ اس سے قبل نہ چھت تھی نہ پرنالہ۔ بعض بزرگوں سے منقول ہے کہ اس کے نیچے دعاء قبول ہوتی ہے:

⓫ صحیح مسلم، الحج حدیث نمبر ۱۳۳۳۔

نگاہیں شوق کی پڑنے لگیں میزابِ رحمت پر   بدوشِ برق اٹھا ابرِ کرم تابیدہ تابیدہ

۱۴۱۷ھ میں جب کعبہ کی تجدید ہوئی تو اس پرنالہ (میزاب رحمت) کو از سر نو تیار کیا گیا اور اس کا طول وعرض سابقہ پرنالہ کے مطابق ہی رکھا گیا جس کو سلطان عبدالمجید خان عثمانی نے ۱۲۷۳ھ میں بیت اللہ کی چھت پر نصب کرایا تھا۔ اس کے آگے کے حصہ میں "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. يا الله تحریر ہے، اور اس کی بائیں جانب یہ عبارت لکھی گئی



میزاب رحمت

ہے "جدّد هٰذا الميزاب خادم الحرمين الشريفين الملك فهدبن عبدالعزيز آل سعود ملك المملكة العربية السعودية" (اس پرنالہ کی اصلاح وتجدید سعودی فرمانروا خادم حرمین شریفین شاہ فہد بن عبدالعزیز آل سعود نے کرائی۔)

اس پرنالہ کی دونوں جانب منڈیر پر نوکدار میخیں گاڑ دی گئیں ہیں، تاکہ پرندے اس پر نہ بیٹھ سکیں نیز پرنالہ پر سونے کا خول چڑھا دیا گیا ہے، ذیل کے نقشہ سے اس کا طول وعرض اور بلندی ملاحظہ ہو:

پرنالہ کی لمبائی	پرنالہ کا وہ حصہ جو دیوار کے اندر ہے	وہ حصہ جو دیوار سے باہر ہے	اس کی بلندی	چوڑائی
۲،۵۳ میٹر	۵۸ سینٹی میٹر	۱،۹۵ میٹر	۲۳ سینٹی میٹر	۲۶ سینٹی میٹر

رکنِ یمانی اسے رکن یمانی اسلئے کہتے ہیں کہ یہ کعبہ شریفہ کی عمارت کے اس کونے میں واقع ہے جو ملک یمن کے بالمقابل ہے یہ رکنِ یمانی حجر اسود کے برابر والا کونہ ہے، یہ کونہ ان بنیادوں پر قائم ہے جن پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تعمیرِ کعبہ کی تھی اسلئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم صرف حجر اسود اور رکن یمانی کا استلام فرماتے تھے۔ (1) فیروز آبادی کہتے ہیں کہ استلام کے معنی چھونے کے ہیں خواہ بوسہ کے ذریعہ چھونا ہو یا ہاتھ کے ذریعہ۔ (2)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکن یمانی کو ہاتھ لگا کر استلام کیا، لہٰذا یہ عمل سنت ہے، اگر ازدحام وغیرہ کی

(1) جامع ترمذی، حدیث حسن صحیح، کتاب الحج حدیث نمبر ۸۵۸۔ (2) القاموس المحیط، سلم۔

وجہ سے ہاتھ لگا کر استلام نہ کر سکے تو کوئی حرج نہیں۔

فاکہی نے صحیح سند سے نقل کیا ہے کہ حضرت سعید بن جبیرؒ جب رکن یمانی کے پاس سے گذرتے تو اس کو ہاتھ سے چھوتے پھر ہاتھ کو اپنے منہ سے لگا لیتے۔ ①

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ حجر اسود اور رکنِ یمانی کا استلام گناہوں کا کفارہ ہے۔

پھر استلامِ رکنِ یمانی کے ذوق میں بیتابیٔ طواف و زیارت ہے آجکل

رکن یمانی کے پاس دعا قبول ہوتی ہے جیسا کہ حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ ''رکن یمانی پر ہاتھ رکھ کر دعا کی جائے تو وہ قبول ہوتی ہے''۔ ② رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ طواف کرتے وقت حجر اسود اور رکنِ یمانی کے درمیان یہ دعا مانگتے:

﴿رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ [آل عمران: ۲۰۱]

ترجمہ: اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھلائی عطا فرما، اور ہمیں جہنم کے عذاب سے بچالے۔

لب پہ میرے ہے بس رَبَّنَا آتِنَا خوبیاں مانگنا ہی میرا کام ہے

حطیم اور رکنِ یمانی کے درمیان دعا حطیم اور رکنِ یمانی کی درمیانی جگہ بھی ان مقامات میں سے ہے جہاں دعائیں قبول ہوتی ہیں ایک روایت میں ہے کہ حضرت قاسم بن محمدؒ خانہ کعبہ کا طواف کرتے وقت حطیم اور رکنِ یمانی کے درمیان اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنے کی دعا مانگتے۔

اسی جگہ کی بابت ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ حضرت قاسم بن محمد حضرت عمر بن عبدالعزیز اور حضرت نافع بن جبیر کعبہ شریف کی اس دیوار سے چمٹ کر دعا مانگا کرتے تھے۔ ③

شاذروان اس سے مراد کعبہ شریفہ کی دیوار کے نچلے حصہ میں ابھرا ہوا منڈیر نما حصہ ہے جو مطاف کی زمین سے قریب ہے، البتہ حطیم کی سمت ابھری ہوئی پٹی جس پر کھڑے ہو کر اور کعبہ سے چمٹ کر زائرین دعا مانگتے ہیں یہ کعبہ کا حصہ ہے شاذروان نہیں ہے زمین سے اس پٹی کی بلندی تقریباً ۱۳ سینٹی میٹر اور اس کا عرض ۴۵ سینٹی میٹر ہے۔ شاذروان کی بابت ایک روایت یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے اس کی

---

① اخبار مکۃ للفاکہی باسناد صحیح نمبر ۹۷۔ ② اخبار مکہ للفاکہی، نمبر ۱۵۳، باسناد صحیح۔

③ اخبار مکہ للفاکہی نمبر ۲۵۳ باسناد حسن، نمبر ۲۵۵ باسناد صحیح، نمبر ۲۵۹ باسناد حسن۔

م = میٹر

شمال

جنوب

۲۲،۷ م

۲۷،۲۳ م

۲۸،۸۹ م

۲،۲۳ م

۲،۲۹ م

۱۱،۲۸ م

دیوار کعبہ

۸

۱۰،۱۵ م

۹،۸۹ م

۱۲،۱۱ م

۱۲،۸۴ م

۱،۹ م

۸،۲۴ م

دیوار کعبہ

AQEEL

۱۱،۵۲ م

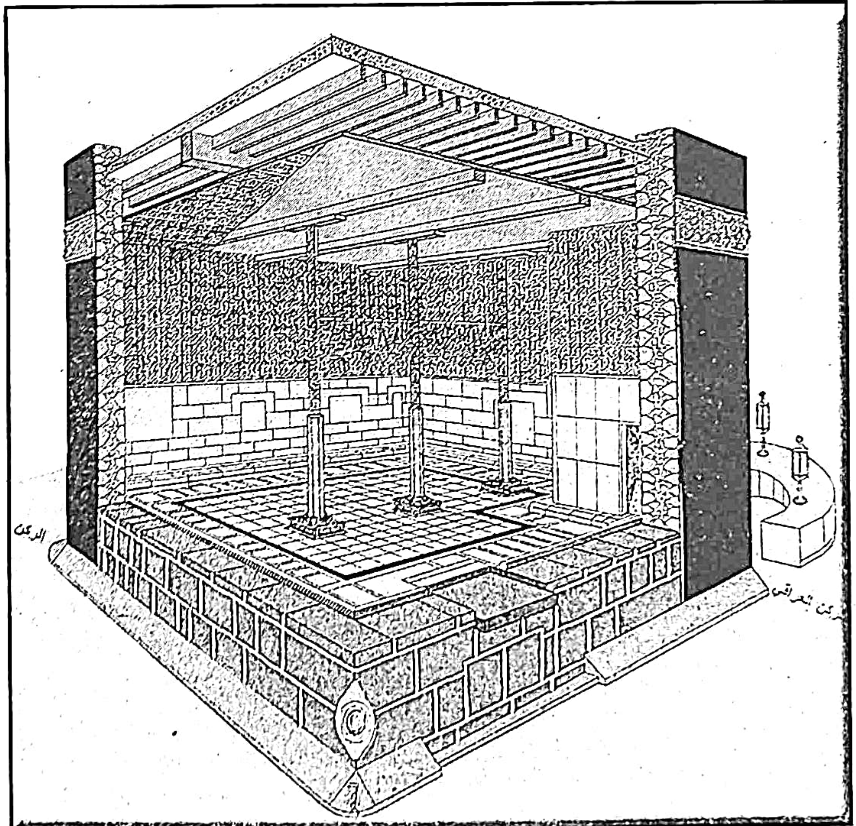
حطیم، شاذروان اور کعبہ کی اندرونی پیمائشیں (اس نقشے میں شاذروان وہ حصہ ہے جس میں دائرے لگے ہوئے ہیں، ان میں غلاف کعبہ کو نیچے سے باندھا جاتا ہے۔

تعمیر کرائی تا کہ دیواروں کی بنیادوں میں پانی سرایت نہ کرے، دوسری حکمت یہ بیان کی جاتی ہے کہ اس میں پیتل کے کڑے گاڑ دیئے گئے ہیں جن سے غلاف کعبہ بندھا رہتا ہے، شاید شاذ روان کے بنانے میں یہ بھی مصلحت پیش نظر رہی ہو کہ غلاف کعبہ لوگوں کی رگڑ سے محفوظ رہے اور ازدحام میں طواف کرنے والوں کے جسم بھی کعبہ شریف کی دیواروں سے مجروح نہ ہوں، شاذ روان میں لگا ہوا پتھر عمدہ قسم کا مرمر اور نہایت مضبوط ہے اور اس میں لگے حلقے پیتل کے ہیں جن کی تعداد ۴۳+۱۲ = ۵۵ ہے، سعودی دور حکومت ۱۴۱۷ھ میں تجدید کعبہ شریف کی ترمیم کے وقت شاذ روان کی تجدید بھی ہوئی۔

شاذ روان سے متعلق مزید معلومات ملاحظہ ہوں:

شاذ روان کی لمبائی ملتزم کی جانب	حجر اسود اور رکن یمانی کے درمیان کا طول	رکن یمانی اور حطیم کے درمیان کی لمبائی	حطیم کے اندر کی پٹی کا طول
۱۲،۸۴ میٹر	۱۱،۵۲ میٹر	۱۲،۱۱ میٹر	۱۱،۲۸ میٹر

کعبۃ اللہ کا اندرونی منظر کعبہ شریف میں لکڑی کے تین ستون ہیں جن پر چھت ہے، ان کا قطر ۴۴ سینٹی میٹر ہے ہر دو ستون کا درمیانی فاصلہ ۲،۳۵ میٹر ہے دروازہ کے سامنے ہی ایک محراب ہے، ایسا معلوم ہوتا کہ یہ محراب عین اس جگہ پر بنا ہے جہاں رسول اللہ ﷺ نے کعبہ کے اندر نماز ادا فرمائی تھی، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے بارے میں منقول ہے کہ وہ خانہ کعبہ کے اندر تشریف لے جاتے تو دروازہ سے سیدھے آگے کی جانب اتنا چلتے کہ سامنے والی دیوار تقریبا تین ہاتھ (ڈیڑھ میٹر) رہ



کعبۃ اللہ اور چھت کا اندرونی منظر

جاتی تو وہ دروازہ کی طرف پشت اور سامنے والی دیوار کی طرف رُخ کر کے نماز ادا فرماتے تا کہ اس جگہ پر نماز پڑھیں جہاں رسول اللہ ﷺ نے نماز ادا فرمائی جیسا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ان کو بتایا تھا لیکن بیت اللہ شریف کے اندر کسی بھی جگہ نماز ادا کی جا سکتی ہے۔ (۱)

دروازہ کے داہنی طرف ایک زینہ ہے جو چھت کی طرف چڑھتا ہے، اس کا ایک دروازہ ہے جو ''باب التوبہ'' (توبہ کا دروازہ) سے معروف ہے اس پر ایک پردہ لٹکا رہتا ہے کعبہ کی دیواروں کی اندرونی جانب مضبوط اور خوبصورت رنگین سنگ مرمر لگایا گیا ہے۔ جس پر نہایت دلکش نقش و نگار بنے ہوئے ہیں، اندرونی دیواروں اور چھت پر سبز رنگ کے پردے لٹکے ہوئے ہیں، جس پر یہ عبارتیں لکھی ہوئی ہیں:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

﴿اِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىْ بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾

[آل عمران:۹۶] ﴿قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ [بقرہ:۱۴۴]

يَا حَنَّانُ يَا مَنَّانُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَام

ترجمہ: یقیناً سب سے پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کیلئے مقرر کیا گیا وہ یہی گھر ہے جو مکہ میں ہے اس کی حالت یہ ہے کہ یہ برکت والا ہے اور اقوام عالم کیلئے موجب ہدایت ہے۔

بیشک ہم آپ کا آسمان کی طرف منہ پھیر پھیر کر دیکھنا ملاحظہ کر رہے تھے سو ہم آپ کو اسی قبلہ کی جانب پھیر دیں گے جس کو آپ پسند کرتے ہیں بس اب آپ اپنا منہ مسجد حرام کی طرف پھیر لیجئے۔

پردہ کا عرض ۵۰،۷ میٹر ہے، چونکہ یہ کعبہ شریف کے اندر ہے جہاں دھوپ و بارش اور گرد و غبار کا گذر نہیں اس لئے یہ پردہ تقریباً تین سے پانچ سال کی مدت میں بدلا جاتا ہے، سب سے پہلا اندرونی پردہ مکہ مکرمہ کے کارخانہ میں ۱۴۰۳ھ میں تیار کیا گیا، کعبہ شریف کے اندر ایک بڑا صندوق بھی ہے جس میں کعبہ کے ہدایا محفوظ ہیں۔ (۲)

خانہ کعبہ کی چھت زمانہ دراز تک کعبہ شریف کی عمارت بغیر چھت کے تھی، قریش نے اپنی تعمیر میں سب سے پہلے چھت بنائی، اور اب تو دو چھتیں ہیں ایک اوپر اور دوسری اس کے نیچے، کعبۃ اللہ کا فرش سفید سنگ مرمر سے بنایا گیا ہے۔ چھت میں ایک سوراخ ہے جس کا طول و عرض ۱،۴×۱،۲۷ میٹر ہے اس

(۱) صحیح بخاری کتاب الحج حدیث نمبر ۱۵۹۹۔
(۲) الأرج المسکی ص ۱۵۷، مصنع کسوۃ الکعبۃ ص ۳۷، التاریخ القویم ۵۸۲/۳، قصۃ التوسعۃ الکبری ص ۱۱۷۔

م = میٹر

شاذروان

ستون

باب التوبۃ

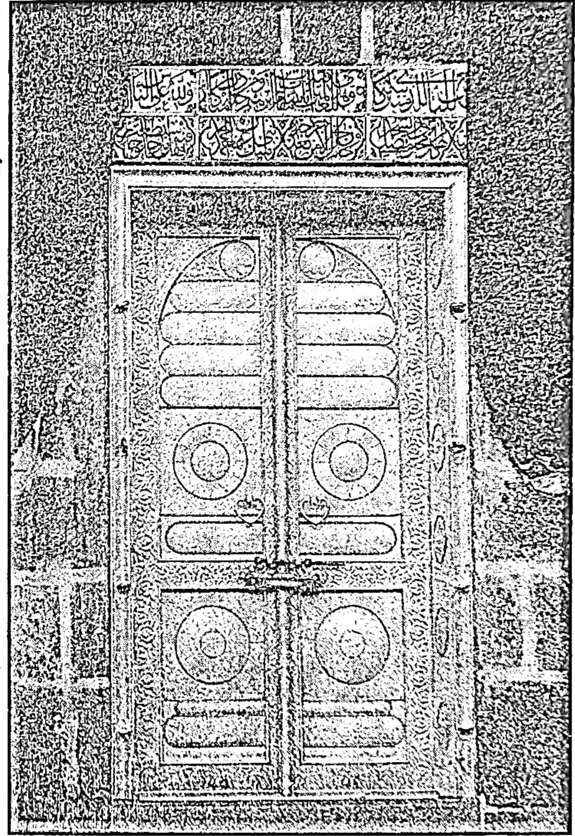
باب الکعبۃ

AQEEL

کعبہ کی اندرونی پیمائشیں اور بنیادوں کا تقریبی خاکہ، واضح رہے کہ شاذروان اس نقشے کی پیمائشوں میں شامل نہیں، نیز اس نقشہ میں باب توبہ، سیڑھیاں، ستون اور انکی بعض پیمائشیں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

پر شیشہ کا ایک مضبوط ڈھکنا ہے، جہاں سے کعبہ کے اندر طبعی روشنی آتی ہے، جب کعبہ کو غسل دیا جاتا ہے یا غلافِ کعبہ بدلا جاتا ہے تو یہ ڈھکنا اٹھادیا جاتا ہے اور خانہ کعبہ کی اندرونی سیڑھیوں سے چڑھ کر اور اس سوراخ سے گذر کر چھت پر آمدورفت ہوتی ہے۔ (۱۱) واضح رہے کہ سنہ ۱۳۹۷ھ میں لکڑی کی قدیم سیڑھیوں کی بجائے مضبوط المونیم کی گول سیڑھیاں بنادی گئیں جن کی تعداد پچاس ہے۔

کعبہ شریف کا دروازہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبۃ اللہ کی تعمیر فرمائی تو کعبہ کے دو دروازے زمین کے برابر بنائے تھے لوگ مشرقی دروازہ سے داخل ہوتے اور مغربی دروازہ سے باہر آجاتے، واضح رہے کہ دونوں دروازوں پر کوئی ایسی چیز نہ تھی کہ ان کو بند کیا جاسکے تا آنکہ یمن کے ایک بادشاہ اسعد تُبّع ثالث نے ایک پٹ کا دروازہ لگوادیا جو بوقت ضرورت کھولا اور بند کیا جاتا تھا۔ قریش نے جب کعبہ شریف کی تعمیر کی تو اس میں مغربی سمت کا دروازہ بند کردیا، اور مشرقی دروازہ کو زمین سے بلند کر کے دو پٹ کا دروازہ لگا دیا، جیسا کہ حضرت عائشہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ یہ دروازہ اونچا کیوں ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: تمہاری قوم کے لوگوں نے ایسا کیا تا کہ جس کو چاہیں داخلہ کی اجازت دیں اور جس کو چاہیں روک دیں، اگر تمہاری قوم جاہلیت کے زمانہ سے قریب نہ ہوتی، اور مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ ان کے دل کسی تبدیلی کو قبول نہ کریں گے تو میں حطیم کو بیت اللہ کی تعمیر میں شامل کر دیتا۔ اور دروازہ بھی زمین کے برابر بناتا۔ (۱۲)



بیت اللہ کا دروازہ

دوسری روایت میں ہے کہ میں دروازہ کو زمین کے برابر کرتا، اور دو دروازے بناتا ایک مشرق کی جانب اور دوسرا مغرب کی سمت تا کہ یہ تعمیر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر اور ان کی تعمیر کے مطابق قائم ہوجائے۔ (۱۳)

(۱۱) التاریخ القویم ۳/۴۰، ۴/۱۴۵، تاریخ الکعبۃ المعظمہ ص ۵۲
(۱۲) صحیح بخاری، کتاب الحج، حدیث نمبر ۱۵۸۶۔
(۱۳) صحیح بخاری کتاب الحج حدیث نمبر ۱۵۸۴

درِاقدس پہ حاضر ہوں نگاہوں میں ہے وہ میری   وہ منظر یاد آتا ہے وہ نقشہ یاد آتا ہے

باب کعبہ اور باب توبہ کی تجدید ان دونوں دروازوں کی تجدید وتزیین حسب ضرورت تاریخ کے مختلف ادوار میں ہوتی رہی ہے، سعودی فرماں رواشاہ خالد بن عبدالعزیز آل سعودؒ نے بھی ان دونوں دروازوں کی تجدید کی اوران پر خالص سونے کی تختیاں جڑنے کی ہدایات جاری کیں، جس کی لاگت ایک کروڑ چونتیس لاکھ بیس ہزار ریال تھی جبکہ دوسواسّی کلوگرام سونا اس مذکورہ لاگت کے علاوہ ہے دونوں دروازوں کا بنیادی ڈھانچہ لکڑی کا ہےاوراس پر خالص سونے کی تختیاں جڑ دی گئی ہیں اوران پر عمدہ قسم کی نقش ونگاری کی گئی ہے۔ یہ کام ایک سال میں مکمل ہوا۔ جس کا آغاز ۱۲/۱۲/۱۳۹۸ھ کو ہوا(۱)

ان دونوں دروازوں کے مزید اوصاف ذیل کے نقشہ میں ملاحظہ فرمائیں:

کعبہ کے دروازہ کی لمبائی	دروازہ کی چوڑائی	اس کا عمق (اندرونی گہرائی)	مطاف سے دروازہ کی بلندی	باب التوبہ کا طول	اس کا عرض
۳،۱۰ میٹر	۱،۹۰ میٹر	۵۰ سینٹی میٹر	۲،۲۵ میٹر	۲،۳۰ میٹر	۷۰ سینٹی میٹر

نظر بجانبِ حرم بشوقِ دل بچشمِ نم   کسی کی بارشِ کرم ہے اور بار بار ہے

آیات مکتوبہ میں تذکیر وترغیب کا پہلو دروازہ پر جو آیات قرآنیہ تحریر ہیں ان میں اس مقام کی اہمیت وعظمت اوراس کی بلندیٔ شان کا پہلو نمایاں ہے، نیز اس درِعالی پر آنے والے ہر فرد کیلئے یہ آیات پیغامِ رحمت ہیں اور ترغیب وتشویق کا ذریعہ ہیں، اور بزبانِ حال زائرین کو یہ یاددہانی کراتی ہیں کہ وہ جس در پر نیازمندی کے جذبات لیکر حاضر ہوئے ہیں، وہ بڑا ہی معاف کرنے والا، نرمی کرنے والا، رحمتوں کی بارش برسانے والا ایسا کریم ہے جس کے در سے کوئی خالی ہاتھ نہیں جاتا، یہی وہ جگہ ہے جہاں تم اپنی ندامت کے آنسو بہا کر رحمٰن ورحیم کی غیر متناہی رحمتوں، برکتوں اور نوازشوں سے اپنے خالی دامن کو بھر سکتے ہو۔ تمہارا کام اس دربارعالی میں حاضر ہو کر عاجزانہ درخواست پیش کرنا ہے، پھر تم عطاء ونوازشات کے فیضان سے اپنے تہی دامنوں کو لبریز پاؤ گے، اب دروازے پر مکتوبہ آیات ملاحظہ ہوں۔

دروازہ کے دونوں طرف اوپر کی جانب ''اللہ جل جلالہ، محمد ﷺ'' اور درج ذیل آیات قرآنیہ لکھی ہیں۔

﴿بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ''اُدْخُلُوْهَا بِسَلَامٍ اٰمِنِيْنَ﴾''

---

(۱) قصۃ التوسعۃ الکبریٰ ص ۶۱

ترجمہ: شروع اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے، امن وسلامتی کیساتھ اس میں داخل ہو جاؤ۔
﴿جَعَلَ اللّٰہُ الْکَعْبَۃَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ قِیٰماً لِّلنَّاسِ وَالشَّھْرَ الْحَرَامَ﴾ [مائدہ :۹۷]
ترجمہ: اللہ نے عزت والے گھر کعبہ کو اور حرمت والے مہینہ کو لوگوں کیلئے موجب امن قرار دیا۔
﴿رَبِّ أَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّأَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطَاناً نَّصِیْراً﴾[إسراء: ۸۰]
ترجمہ: اے پروردگار مجھے اچھی طرح داخل کیجئے اور اچھی طرح نکالیے، اور اپنے پاس سے مجھے زور وقوت عطا فرمایئے۔
﴿کَتَبَ رَبُّکُمْ عَلٰی نَفْسِہِ الرَّحْمَۃَ...﴾[سورۃ انعام:۵۴]
ترجمہ: تمہارے پروردگار نے اپنی ذات پر رحمت کو لازم کرلیا ہے۔
﴿وَقَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِیْ أَسْتَجِبْ لَکُمْ...﴾[مؤمن: ۶۰]
ترجمہ: اور تمہارے پروردگار نے فرمایا ہے کہ مجھ سے دعا مانگو میں تمہاری دعا کو قبول کروں گا۔
اس کے نیچے یہ عبارت درج ہے ”لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ“
﴿قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ أَسْرَفُوْا عَلٰی أَنْفُسِھِمْ لَاتَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ...﴾ [زمر:۵۳]
ترجمہ: اے پیغمبر ﷺ (لوگوں سے) کہہ دیجئے کہ اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہونا۔

میری نظر تو آیۂ لَاتَقْنَطُوْا پہ ہے   دامانِ چشمِ شوق میں اب میری کیا نہیں

دونوں دروازوں کے کنڈوں پر ”اللہ اکبر“ لکھا ہے اور تالے کے نیچے سورہ فاتحہ درج ہے اور اس کے نیچے لکھی ہوئی عبارت کا ترجمہ یہ ہے:
سابقہ دروازہ خادم شریفین شاہ عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن آل سعود نے ۱۳۶۳ھ میں بنوایا، اس کے نیچے لکھی ہوئی عبارت کا ترجمہ یہ ہے ”یہ دروازہ خادم حرمین شریفین شاہ خالد بن عبدالعزیز آل سعود نے ۱۳۹۹ھ میں بنوایا، دروازہ کے کناروں پر اللہ تعالیٰ کے پندرہ مبارک نام تحریر ہیں، جو بالترتیب یہ ہیں:
یا واسع، یا مانع، یا نافع، دائیں کنارے پر ”یا عالم، یا علیم، یا حلیم ، یا عظیم ، یا حکیم یا رحیم، بائیں کنارے پر ”یا غنی، یا مغنی، یا حمید، یا مجید، یا سبحان، یا مستعان۔ (۱)

(۱) مشاہدۂ مؤلف نیز قصۃ التوسعۃ الکبریٰ ص ۸۹

کلیدِ کعبہ ''سدانۃ'' اور ''حجابۃ'' کعبہ شریفہ کی خدمت کے دو عنوان ہیں اس کے ضمن میں دروازہ کا کھولنا، بند کرنا، کلید کعبہ کی حفاظت اور غلاف کعبہ وغیرہ آتے ہیں، کلید کعبہ اولاً حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے پاس رہی پھر آپ کے بیٹے ثابت اور ان کی اولاد کے قبضہ میں رہی، اس کے بعد حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے سسرالی رشتہ دار قبیلہ جرہم کے پاس منتقل ہوگئی، پھر قبیلہ خزاعہ سے ہوتے ہوئے یہ عظیم شرف قصی بن کلاب کو نصیب ہوا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چوتھے دادا تھے، پھر ۸ھ میں مکہ مکرمہ فتح ہوا تو آپؐ نے عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے چابی لیکر کعبۃ اللہ کا دروازہ کھولا، اندر تشریف لے گئے پھر باہر آ کر ① ارشاد فرمایا ''ہر خون اور مالِ ناجائز جو جاہلیت میں تھا وہ میرے پاؤں تلے ہے البتہ حجاج کو پانی پلانے کا عمل اور کعبہ کی خدمت، ان دونوں چیزوں کو حسبِ سابق برقرار رکھتا ہوں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: ﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الأَ منٰتِ إِلٰى أَهْلِهَا...﴾ [نساء: ۵۸]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں ان کے حوالے کر دیا کرو۔

اور عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کو کلید کعبہ عنایت کی اور فرمایا: ''یہ چابی لو اور اے طلحہ کی اولاد! اب یہ تمہاری نسل میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گی اس کو تم سے کوئی نہ لے سکے گا سوائے کسی ظالم کے ②

ابن کثیر فرماتے ہیں کہ آیت: ﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ...﴾ عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی، جس کی بنا پر ان کو چابی واپس دی گئی ③

حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد کلید کعبہ ان کے چچازاد بھائی شیبہ کو ملی اور پھر شیبہ کی نسل میں ہی یہ مبارک وراثت منتقل ہوتی رہی، شیبہ کی اولاد آج تک شیبی نسبت سے متعارف ہے، اور حدیث مذکور میں لفظ ''خالدۃ'' سے اشارہ ملتا ہے کہ یہ خاندانِ طلحہ نہ صرف یہ کہ قیامت تک باقی رہے گا بلکہ کلید برداری کا یہ عظیم شرف بھی نسل در نسل اس خاندان میں منتقل ہوتا رہے گا۔

یہ واقعہ آپ کا زندۂ جاوید معجزہ ہے کہ کلید کعبہ کے بارے میں آپؐ نے فرما دیا کہ یہ شرف قیامت تک آل طلحہ کو حاصل رہے گا، بڑے شان و شوکت والے حکمران آتے رہے اور آتے رہیں گے مگر اللہ رب العزت نے اپنی قدرت سے شیبی خاندان کے اس شرف کی حفاظت کی اور کرتے رہیں گے اور کوئی اس شرف کو ان سے چھین نہ سکے گا، ④ چنانچہ صدیاں گذرنے کے باوجود آج بھی کلید کعبہ اس

---

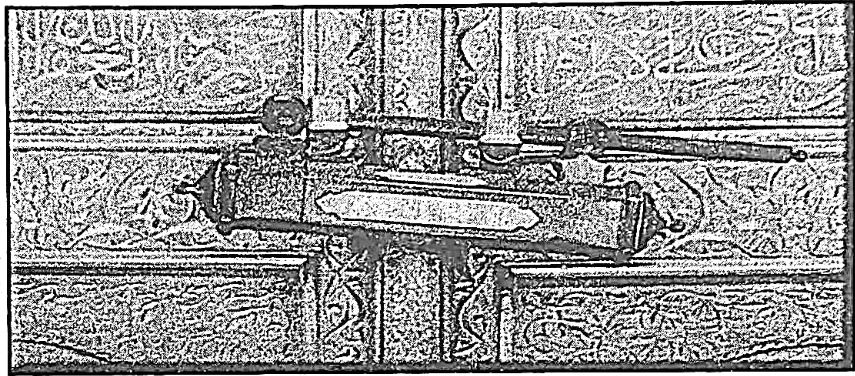
① تفسیر ابن کثیر ۲/۲۹۹، تاریخ الکعبۃ المعظمۃ ص ۳۰۱۔

② مجمع الزوائد ۳/۲۸۵، وفیه عبدالله بن المؤمل وثقه ابن حبان وقال: یخطئی ووثقه ابن معین فی روایة وضعفه جماعة۔

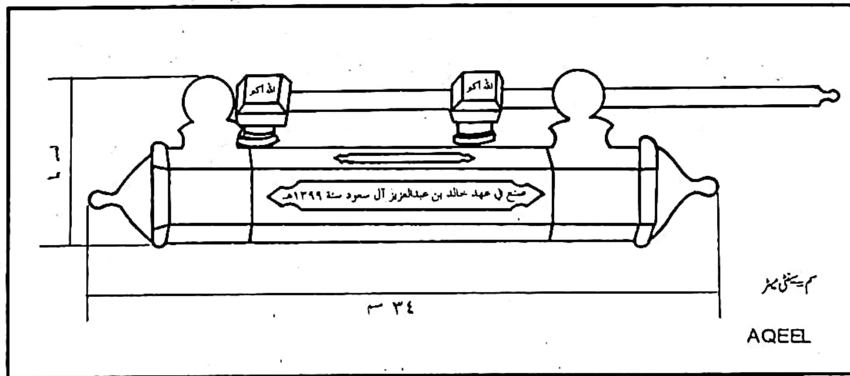
③ تفسیر ابن کثیر ۲/۲۹۹۔ ④ تاریخ الکعبۃ المعظمۃ ص ۳۳۴، ۳۳۵۔

خاندان کے پاس ہے۔ آجکل اس چابی کی لمبائی چالیس سینٹی میٹر ہے، جوایک ریشم کے تھیلے میں محفوظ ہے، جس پر خالص سونے کا کام کیا ہوا ہے اور یہ تھیلا ہر سال بدلا جاتا ہے جس کی تیاری مکہ مکرمہ میں قائم اسی کارخانہ میں ہوتی ہے۔ جہاں غلاف کعبہ تیار ہوتا ہے، اس تھیلے کی ایک جانب آیت مذکورہ ﴿إِنَّ اللهَ يَأْمُرُكُمْ...﴾ تحریر ہے جبکہ دوسری جانب یہ عبارت لکھی ہوئی ہے ”أمر بصنعه خادم الحرمين الشريفين فهدبن عبدالعزيز آل سعود حفظه الله“ (1) یہ تھیلا خادم حرمین شریفین شاہ فہد بن عبدالعزیز کے فرمان پر تیار کیا گیا ہے۔

دروازے کا تالا اس تالے کی تیاری ۱۳۹۹ھ میں انجام پائی، اس کی بناوٹ اس پرانے تالے کے مطابق ہے جو سلطان عبدالحمید عثمانی کے زمانہ سے استعمال میں تھا، البتہ اس میں کچھ تبدیلی کی گئی ہے جس سے اس کی پائیداری میں اضافہ ہو گیا ہے اور آئندہ اس کی اصلاح و مرمت کی ضرورت پیش نہیں آئیگی، اس کا طول ۳۴ سینٹی میٹر اور عرض ۶ سینٹی میٹر ہے اس کی ہر کڑی میں زرد پیتل کا ٹکڑا جڑا ہوا ہے جس کی لمبائی ۸ سینٹی میٹر اور عرض ۲ سینٹی میٹر ہے، اس پر یہ عبارت کندہ ہے ”صنع في عهدخالد بن عبدالعزيز آل سعود ۱۳۹۹ھ“ یہ خالد بن عبدالعزیز آل سعود کے دور ۱۳۹۹ھ میں تیار کیا گیا۔



کعبہ شریفہ کے دروازے کا تالا

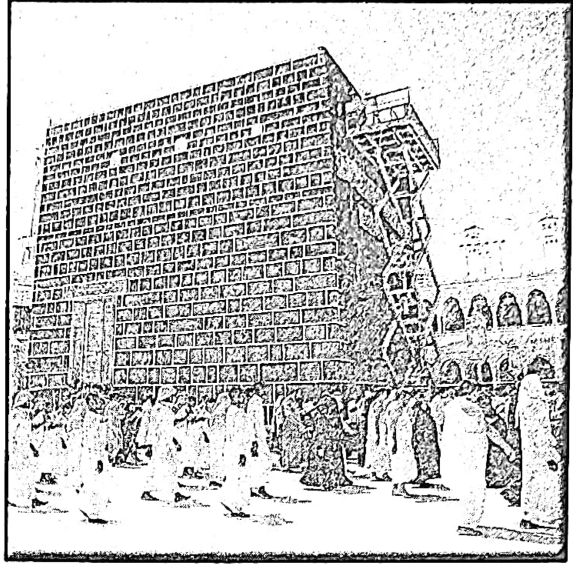


تالے کا قلمی خاکہ

---

(1) مصنع کسوۃ الکعبۃ المشرفہ ص ۴۸۔

غلاف کعبہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے سب سے پہلے کعبۃ اللہ کو غلاف پہنایا، جبکہ بعض تاریخی روایات میں ہے کہ یمن کے حکمران اسعد حمیری تُبَّع سے اس کا آغاز ہوا، اسلامی دور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپؐ کے بعد حضرات خلفاء رضی اللہ عنہم نے اپنے اپنے دور میں کعبہ شریفہ کو غلاف پہنایا سنہ ۶۵۶ھ/۱۲۵۸ء میں خلافت عباسیہ کا دور ختم ہوا تو غلاف کعبہ مصر یا یمن سے آتا تھا تا آنکہ سلطان اسمٰعیل قلاوون نے قاہرہ کے اطراف میں تین بستیوں کی آمدنی غلاف کعبہ کے لئے وقف کی تو صرف مصر سے تیار ہو کر آنے لگا، بعدازاں سلطان سلیم خان عثمانی ترکی (۹۴۷ھ) نے اس وقف شدہ زمین میں مزید سات گاؤں کا اضافہ کیا، پھر محمد علی



غلاف کے بغیر کعبہ کا منظر

پاشا نے اس کار خیر کیلئے حکومت کی نگرانی میں ایک مستقل شعبہ قائم کر دیا جس کے ماتحت مصری حکومت ہر سال غلاف تیار کر کے بھیجتی رہی، یہاں تک کہ ۱۳۴۳ھ/۱۹۲۴ء میں بعض وجوہ کی بنا پر مصر سے غلاف کعبہ کی آمد رک گئی، تو شاہ عبدالعزیز نے مکہ مکرمہ میں غلاف کی تیاری کیلئے ایک کارخانہ کی تعمیر کا فرمان جاری کیا اور اس کارخانہ میں پہلا غلاف ۱۳۴۶ھ میں تیار ہوا، اور ۱۳۵۵ھ تک اسی کارخانہ کا تیار شدہ غلاف کعبہ شریفہ کو پہنایا جاتا رہا، ۱۳۵۵ھ میں سعودی اور مصری حکومت کے درمیان یہ طے پایا کہ آئندہ پھر مصر ہی کی جانب سے غلاف تیار ہو کر آیا کرے گا چنانچہ اسی پر عمل درآمد ہوتا رہا، جب ۱۳۸۱ھ میں دوبارہ یہ سلسلہ رک گیا تو سعودی حکومت نے دوسری مرتبہ پھر غلاف کی تیاری کیلئے مقامی کارخانہ میں کام شروع کرایا۔

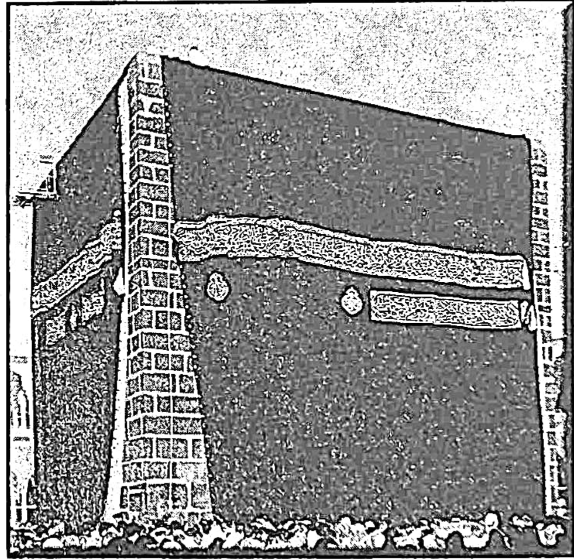
کارخانۂ غلاف کعبہ خادم حرمین شریفین شاہ فہد بن عبدالعزیز نے ۱۳۹۲ھ/۱۹۷۲ء میں اس نئے کارخانہ کی بنیاد رکھی، اس وقت وہ وزراء کی کمیٹی کے سربراہ اور وزیر داخلہ تھے، ۱۳۹۷ھ/۱۹۷۷ء میں یہ کارخانہ تیار ہو گیا، تو شاہ فہد نے ہی اس کا افتتاح کیا اس وقت وہ ولی عہد تھے، اس کے بعد سے اسی کارخانہ کے تیار کردہ غلاف سے کعبہ شریفہ کو مزین کیا جاتا ہے، اس کارخانہ میں کعبہ کے اندرونی غلاف، حجرۂ شریفہ (مدینہ منورہ) کے پردے، اور مملکت سعودیہ کے جھنڈے کی تیاری کا کام بھی ہوتا ہے۔

نیز سرکاری مہمانوں کے تحائف کیلئے کچھ ایسے ٹکڑے بھی تیار کیئے جاتے ہیں جن کی کشیدہ کاری غلاف کعبہ کے مشابہ ہوتی ہے یہ کارخانہ ایک لاکھ مربع میٹر رقبہ پر بنا ہوا ہے، ملازمین کی تعداد ۲۴۰ سے زیادہ ہے ۱۴۱۴ھ سے اس کارخانہ کا نظم ونسق حرمین شریفین کی انتظامیہ کمیٹی ''الرئاسة العامة لشؤون المسجد الحرام و المسجد النبوی'' کے سپرد ہے۔ (۱)

قابلِ نظارہ ہے کعبہ کے پردے کی بہار | ہر طرف سے جھومتی کالی گھٹا آنے لگی

غلاف کعبہ کے امتیازی اوصاف غلاف کعبہ عمدہ قسم کے ریشم سے تیار کیا جاتا ہے، گہرا سیاہ رنگ دیکر اس کو مزید پرکشش کر دیا جاتا ہے ظاہری سیاہ غلاف اور اندرونی سفید استر کی سلائی نہایت مضبوط ہوتی ہے۔

اس غلاف کی بُنائی اس انداز پر ہوتی ہے جس طرح عربی میں سات کا ہندسہ ہوتا ہے گویا ہندسہ کو ملا ملا کر بار بار لکھا گیا ہے اس پر درج ذیل عبارت تحریر ہے: ''لَاإِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ يَااَللّٰهُ يَاحَنَّانُ يَا مَنَّانُ'' یہ غلاف پانچ ٹکڑوں پر مشتمل ہوتا ہے، چار ٹکڑے بیت اللہ شریف کی چاروں دیواروں کے سائز کے مطابق تیار ہوتے ہیں، اور پانچواں ٹکڑا کعبہ شریف کے دروازہ کیلئے خاص ہے۔



تبدیلئ غلاف کے دوران کعبہ کا منظر

ہر نئے غلاف کے نیچے سفید کپڑے کا نیا استر لگایا جاتا ہے مکمل غلاف کی تیاری میں کل ۴۷ ٹکڑوں کا استعمال ہوتا ہے ہر ٹکڑے کی لمبائی ۱۴ میٹر اور چوڑائی ۹۰ سینٹی میٹر ہوتی ہے، غلاف کے بالائی حصہ میں ایک پٹی پر قرآنی آیات کی کشیدہ کاری کی گئی ہے، اس پٹی کے نیچے بھی کچھ عبارتیں لکھی گئی ہیں۔

غلاف کعبہ ہر سال ۹ ذی الحجہ کو تبدیل کیا جاتا ہے، اور عید الاضحیٰ کو کعبہ شریف نئے غلاف میں ملبوس ہوتا ہے۔

---

(۱) مصنع كسوة الكعبة المشرفة ص ۱۸، ص ۴۸ ص ۵، تاريخ الكعبة المعظمة ص ۲۴۹ ص ۲۹۷، قصة التوسعة الكبرىٰ ص ۱۲۵

اِدھر اہلِ نظر کی ہیں نگاہیں محوِ نظّارہ　　　اُدھر وہ پردۂ بیت الحرم جنبیدہ جنبیدہ

غلاف سے متعلق مزید معلومات ملاحظہ ہوں:

غلاف کی بلندی	ریشم کی مقدار جو غلاف میں استعمال ہوتی ہے	دروازہ کی سمت غلاف کا عرض	حجر اسود اور رکن یمانی کے درمیان عرض	حطیم کی سمت عرض	رکن یمانی اور شامی کے درمیان عرض	غلاف کعبہ کی چوطرفہ مکمل پیمائش
۱۴ میٹر	۶۷۰ کلوگرام	۱۱،۶۸ میٹر	۱۰،۱۸ میٹر	۹،۹۰ میٹر	۱۲،۴ میٹر	۶۵۸ مربع میٹر

غلاف کعبہ کی پٹی غلاف کے چاروں طرف بالائی حصہ میں ایک خوبصورت پٹی ہے جس کا طول ۴۵ میٹر اور عرض ۹۵ سینٹی میٹر ہے یہ پٹی غلاف کی خوبصورتی اور اس کے جلال و جمال کو مزید نمایاں کرتی ہے اس پر نہایت عمدہ خط سے قرآنی آیات کی کشیدہ کاری کی گئی ہے، یہ طویل پٹی سولہ ٹکڑوں کا مجموعہ ہے، کعبہ کی ہر سمت چار ٹکڑے ہیں ذیل میں ہر ٹکڑے کا طول اور اس پر کشیدہ عبارت ملاحظہ ہو:

اُف وہ غلافِ کعبہ کی شوق نواز جنبشیں　　　دیکھنا میرا بار بار آنکھ اٹھا کے سامنے

﴿اول﴾ دروازے کے سمت کی پٹیاں

(پٹی نمبرا) اس کا طول ۲۸۹ سینٹی میٹر ہے اس پر درج ذیل آیت تحریر ہے: ﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ وَإِذۡ جَعَلۡنَا الۡبَیۡتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَأَمۡناً وَاتَّخِذُوۡا مِنۡ مَّقَامِ اِبۡرَاھِیۡمَ مُصَلًّی﴾ [بقرہ: ۱۲۵]

ترجمہ: اور جب ہم نے بیت اللہ کو لوگوں کے جمع ہونے اور امن پانے کی جگہ بنادیا اور حکم دیا کہ مقام ابراہیم علیہ السلام کو نماز پڑھنے کی جگہ بنالو۔

(۲) ۳۰۳ سینٹی میٹر پٹی پر یہ تحریر ہے: ﴿وَعَھِدۡنَا إِلٰی إِبۡرَاھِیۡمَ وَإِسۡمٰعِیۡلَ أَنۡ طَھِّرَا بَیۡتِیَ لِلطَّآئِفِیۡنَ وَالۡعَاکِفِیۡنَ وَالرُّکَّعِ السُّجُوۡدِ﴾ [بقرہ: ۱۲۵]

ترجمہ: اور ہم نے ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ کو حکم دیا کہ میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع سجدے کرنے والوں کیلئے پاک صاف رکھا کرو۔

(۳) ۳۱۴ سینٹی میٹر کی پٹی پر یہ آیت شریفہ لکھی ہوئی ہے:

﴿وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمٰعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ [بقرہ:۱۲۷]

ترجمہ: اور جب ابراہیمؑ واسمٰعیلؑ بیت اللہ کی بنیادیں اونچی کر رہے تھے (تو یہ دعا کرتے جاتے تھے) اے ہمارے رب ہم سے یہ خدمت قبول فرما بیشک آپ خوب سننے والے اور خوب جاننے والے ہیں۔

(۴) ۳۳۸ سینٹی میٹر کی پٹی پر یہ آیت لکھی ہے: ﴿رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ﴾ [بقرہ ۱۲۸]

ترجمہ: اے ہمارے رب ہم کو اپنا فرماں بردار بنا دیجئے اور ہماری اولاد میں سے ایک ایسی جماعت پیدا فرما دیجئے جو آپ کی فرماں بردار ہو، اور ہم کو ہمارے حج کے احکام بھی سکھا دیجئے اور ہم سے درگذر فرما بیشک آپ ہی درگذر کرنے والے اور رحم کرنے والے ہیں۔

﴿دوم﴾ حطیم کے سمت کی پٹیاں اوران پر درج شدہ آیات

(۱) ۳۲۳ سینٹی میٹر ﴿بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ. اَلْحَجُّ أَشْهُرٌ مَّعْلُومَاتٌ فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ﴾ [بقرہ ۱۹۷]

ترجمہ: حج کے چند مہینے ہیں جو معروف ومشہور ہیں پھر جس نے ان مہینوں میں اپنے اوپر حج لازم کرلیا۔ یعنی حج کا احرام باندھ لیا۔ تو اس کو چاہئے کہ زمانۂ حج میں نہ تو بے حجابی کی باتیں کرے اور نا ہی حکم عدولی کرے اور نہ کسی سے جھگڑا کرے۔

نئے رفث ، نئے فسوق وجدال آجکل   نفس وشیطاں بھی مایوس وناکام ہے

(۲) ۲۳۸ سینٹی میٹر پٹی پر یہ آیت شریفہ لکھی ہے: ﴿وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللهُ وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى وَاتَّقُونِ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ﴾ [بقرہ ۱۹۷]

ترجمہ: اور تم جو بھی بھلائی کرو اللہ تعالیٰ اس کو جانتا ہے اور زادِراہ ساتھ لے لیا کرو کیونکہ زاد

راہ کا بہترین فائدہ تقویٰ و پرہیز گاری ہے، اور اے اہل عقل مجھ سے ڈرتے رہو۔

(۳) ۲۵۲ سینٹی میٹر پٹی پر یہ آیت مبارکہ تحریر ہے: ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلاً مِّنْ رَّبِّكُمْ فَإِذَا اَفَضْتُمْ مِنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ﴾ [بقرة :۱۹۸]

ترجمہ: اس بارے میں تم پر کوئی گناہ نہیں کہ موسمِ حج میں اپنے رب کا فضل یعنی ذریعہ معاش تلاش کرو پھر جب تم عرفات سے واپس ہونے لگو تو مشعرِ حرام کے پاس (مزدلفہ میں) اللہ کا ذکر کیا کرو۔

(۴) ۱۹۹ سینٹی میٹر پٹی پر یہ آیت شریفہ مکتوب ہے: ﴿وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدَاكُمْ وَإِنْ كُنْتُمْ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّالِّيْنَ○ ثُمَّ أَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللهَ﴾ [بقره ۱۹۸.۱۹۹]

ترجمہ: اور اللہ کا ذکر اس طرح کیا کرو جس طرح اس نے تم کو سکھایا ہے اور اب سے پہلے تم ان طریقوں سے ناواقف تھے، پھر تم بھی وہیں سے واپس ہوا کرو جہاں سے عام لوگ واپس ہوتے ہیں اور اللہ سے استغفار کیا کرو۔

﴿سوم﴾ کعبہ شریف کی پشت کی سمت غلاف کی پٹیوں پر درج شدہ آیات:

(۱) ۳۲۸ سینٹی میٹر پٹی پر یہ آیت تحریر ہے: ﴿بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ وَإِذْبَوَّأنَالإِبْرَاهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْئاً وَّ طَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَائِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ﴾ [الحج ۲۶]

ترجمہ: اور وہ واقعہ بھی قابل ذکر ہے جب ہم نے ابراہیمؑ کیلئے خانہ کعبہ کی جگہ مقرر کی اور حکم دیا کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا، اور طواف کرنے والوں اور قیام کرنے والوں اور رکوع وسجدہ کرنے والوں کیلئے میرے گھر کو پاک صاف رکھنا۔

(۲) ۲۴۳ سینٹی میٹر لمبی پٹی پر یہ آیت کریمہ مرقوم ہے: ﴿وَأَذِّنْ فِيْ النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوْكَ رِجَالاً وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّأْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ﴾ [الحج ۲۷]

ترجمہ: اور لوگوں میں حج کے فرض ہونے کا اعلان کر دو، کہ لوگ پھر تمہاری طرف پیدل چل کر آئینگے اور دُبلی پتلی اونٹنیوں پر بھی سوار ہو کر دور دراز سے آئیں گے۔

اسی مضمون کو مدنظر رکھتے ہوئے ولی کہتے ہیں :

جسے استطاعت ہو، حج کو وہ آئے وَاَذِّنْ ہے حق کا پیام، اللہ اللہ

(۳) اس پٹی کا طول ۳۴۷ سینٹی میٹر ہے اور اس پر یہ آیت لکھی ہوئی ہے:﴿لِيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللهِ فِيْ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمَاتٍ عَلٰى مَارَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيْمَةِ الأَنْعَامِ فَكُلُوْا مِنْهَا﴾[الحج:۲۸]

ترجمہ: تا کہ یہ سب آنے والے اپنے اپنے فائدوں کیلئے حاضر ہوں اور قربانی کے مقررہ دنوں میں ان چوپایوں کی قسم کے مخصوص جانوروں پر ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لیں کہ اسی نے یہ جانوران کو عطا کئے ہیں، پس ان میں سے کھاؤ۔

(۴) اس پٹی کی لمبائی ۳۰۴ سینٹی میٹر ہے اس پر سابقہ آیت شریفہ کا بقیہ حصہ تحریر ہے:﴿وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ○ ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ﴾[الحج :۲۸. ۲۹] صدق الله العظيم.

ترجمہ: اور مصیبت زدہ محتاج کو بھی کھلاؤ، پھر قربانی کے بعد لوگوں کو چاہیئے کہ اپنا میل کچیل دور کریں اور نذریں پوری کریں اور قدیم گھر (یعنی بیت اللہ) کا طواف کریں۔

چہارم: حجر اسود اور رکن یمانی کے درمیان

(۱) اس پٹی کی لمبائی ۲۵۴ سینٹی میٹر ہے اس پر یہ آیت مبارکہ لکھی ہے:﴿بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ: قُلْ صَدَقَ اللهُ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ إِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفاً وَّمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾[آل عمران :۹۵]

ترجمہ: کہہ دیجئے کہ اللہ نے سچ فرمایا پس دین ابراہیمؑ کی پیروی کرو جو سب سے بے تعلق ہو کر ایک اللہ کے ہو رہے اور مشرکوں میں سے نہ تھے۔

(۲) یہ پٹی ۲۶۷ سینٹی میٹر ہے اس پر یہ آیت شریفہ مکتوب ہے:﴿إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىْ بِبَكَّةَ مُبَارَكاً وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾[آل عمران:۹۶]

ترجمہ: پہلا گھر جو لوگوں کے عبادت کرنے کیلئے مقرر کیا گیا تھا وہی ہے جو مکہ میں ہے، با برکت اور جہاں کیلئے موجب ہدایت ہے۔

(۳) یہ پٹی ۲۰۳ سینٹی میٹر ہے اس پر یہ آیت مرقوم ہے:﴿فِيْهِ اٰيٰتٌ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ

إِبْرَاهِيمَ وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ اٰمِناً﴾[آل عمران:۹۷]

ترجمہ: اس میں کھلی ہوئی نشانیاں ہیں جن میں سے ایک مقامِ ابراہیم ہے جو شخص اس (مبارک) گھر میں داخل ہوا اُس نے امن پالیا۔

(۴) یہ پٹی ۳۰۳ سینٹی میٹر ہے اس پر یہ آیت لکھی ہے:﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيلاً وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ﴾[آل عمران:۹۷]

ترجمہ: اور لوگوں کے ذمہ اس گھر کا حج کرنا اللہ تعالیٰ کا ایک حق ہے جو اس گھر تک آنے کی استطاعت رکھتے ہوں۔اور جو انکار کرے تو اللہ تعالیٰ تمام جہانوں سے بے نیاز ہے۔

مرکزی پٹی کے نیچے غلاف کعبہ کی مرکزی پٹی کے نیچے ہر طرف دو دو پٹیاں ہیں: البتہ دروازے کی جانب ایک بڑی پٹی ہے جس پر اس بادشاہ کا نام لکھا ہوتا ہے جس نے یہ غلاف، کعبہ کی نذر کیا ہو۔ غلاف کے چاروں کونوں پر سورۃ اخلاص لکھی ہوئی ہے جس کی پیمائش ۸۲×۸۵ سینٹی میٹر ہے۔نیز مرکزی پٹی کے نیچے چاروں طرف تین تین قندیلیں ہیں جن میں سے ایک پر اَلْحَمْدُ لله رَبِّ الْعَالَمِيْن تحریر ہے اور اس کی پیمائش ۵۸×۲۷ سینٹی میٹر ہے جبکہ دوسری پر یاحی یا قیوم لکھا ہے اس کی پیمائش ۶۵×۴۶ سینٹی میٹر ہے، تیسری پر یا رحمن یا رحیم لکھا ہے،اس کی پیمائش ۶۵×۴۶ سینٹی میٹر ہے۔

﴿ا﴾ حطیم کی سمت مرکزی پٹی کے نیچے جو دو پٹیاں ہیں ان پر یہ آیات مبارکہ تحریر ہیں

(۱) اس پٹی کا طول ۲۴۰ سینٹی میٹر ہے اس پر یہ آیت لکھی ہے:﴿بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ٥نَبِّئْ عِبَادِيْ اَنِّيْ أَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ﴾ [الحجر: ۴۹]

ترجمہ: اے پیغمبرؐ میرے بندوں کو بتادو کہ میں بڑا بخشنے والا،مہربان ہوں۔

(۲) ۲۴۳ سینٹی میٹر پٹی پر یہ آیت لکھی ہے:﴿وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ﴾ [غافر: ۶۰]

ترجمہ: اور جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے پوچھیں تو (انہیں بتادیں کہ) بیشک میں قریب ہوں، دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں۔

﴿ب﴾ حطیم اور رکن یمانی کے درمیان مرکزی پٹی کے نیچے دو پٹیاں ہیں

(۱) ۲۴۴ سینٹی میٹر لمبی اس پٹی پر یہ آیت شریفہ لکھی ہے:﴿بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ

الرَّحِیْمِ ''وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَنَّ لَھُمْ مِنَ اللّٰہِ فَضْلاً کَبِیْرًا﴾[الاحزاب:۴۷]

ترجمہ: اور آپ ایمان والوں کو اس بات کی خوشخبری سنا دیجئے کہ ان کے لئے اللہ کی جانب سے بڑا فضل ہے۔

(۲) اس پٹی پر یہ آیت شریفہ تحریر ہے:﴿وَمَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءً ا أَوْیَظْلِمْ نَفْسَہٗ ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللّٰہَ یَجِدِ اللّٰہَ غَفُوْرًا رَّحِیْماً﴾ [النساء:۱۰۹]

ترجمہ: اور جو شخص کوئی برا کام کر بیٹھے یا اپنے حق میں ظلم کر لے پھر اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگے تو اللہ کو بخشنے والا اور مہربان پائے گا۔

﴿ج﴾ حجر اسود اور رکن یمانی کے درمیان دو پٹیاں ہیں: جن کا طول بالترتیب ۲۴۲ سینٹی میٹر اور ۲۳۷ سینٹی میٹر ہے، پہلی پٹی پر یہ آیت شریفہ تحریر ہے:﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ: ذٰلِکَ وَمَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰہِ فَإِنَّھَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ﴾ [الحج:۳۰]

ترجمہ: اور جو شخص ادب کی چیزوں (جو اللہ نے مقرر کی ہیں) کی عظمت کا خیال رکھے تو یہ بات پروردگار کے نزدیک اس کے حق میں بہتر ہے۔

دوسری پٹی پر یہ آیت کریمہ لکھی ہے:﴿وَإِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحاً ثُمَّ اھْتَدٰی﴾ [سورہ طہ:۸۰]

ترجمہ: اور جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور نیک عمل کرے پھر سیدھے راستہ پر چلے اس کو میں بخشنے والا ہوں۔

نوٹ: واضح رہے کہ غلافِ کعبہ پر تحریر شدہ آیات شریفہ واسماء الٰہیہ اور ان کے سائز وغیرہ میں کبھی کبھی تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔ (۱)

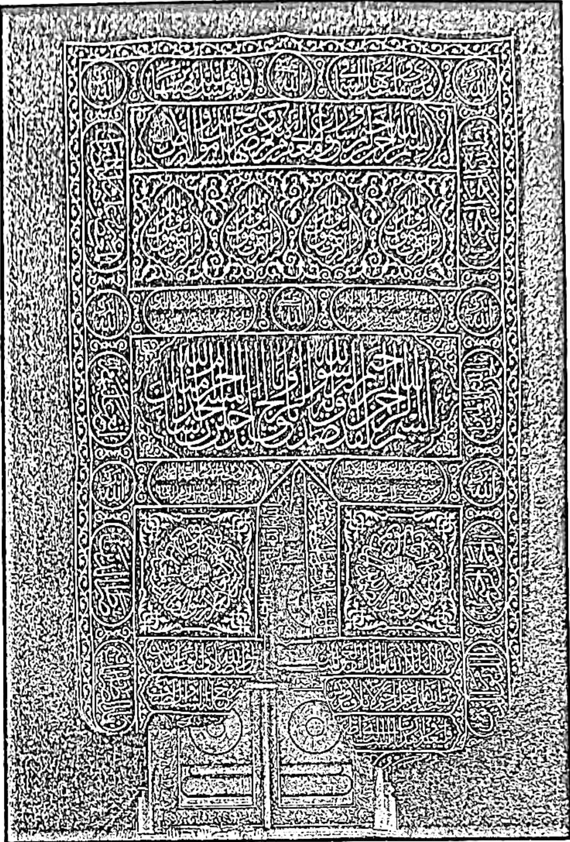
عجب افسردگی ہے وقتِ رخصت سب کے چہروں پر نظر سوئے غلافِ محترم نم دیدہ نم دیدہ

دروازہ کا پردہ اس سے غلاف کعبہ کا وہ حصہ مراد ہے جو بیت اللہ شریف کے دروازہ پر لٹکا ہوتا ہے اس کو برقع بھی کہتے ہیں اگر چہ یہ غلافِ کعبہ کا حصہ ہے مگر اپنی آرائش وزیبائش میں بقیہ غلاف سے ممتاز ہے، اس کی لمبائی ۶،۳۲ میٹر اور عرض ۳،۳۰ میٹر ہے، اس کے کناروں پر ''اللہ ربی'' آٹھ جگہ مکتوب

---

(۱) مصنع کسوۃ الکعبۃ المشرفۃ ص ۲۱، قصۃ التوسعۃ الکبریٰ ص ۱۱۸۔

ہے، درمیان میں تین جگہ گول دائرہ میں ''حسبی اللہ'' تحریر ہے۔ نیز اس کے کناروں پر دس دائروں میں سورۂ فاتحہ لکھی گئی ہے۔ پردہ کے بالائی حصہ میں یہ آیت تحریر ہے:



کعبہ کا دروازہ اور پردہ

﴿قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِکَ فِیْ السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّیَنَّکَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا﴾ [بقرہ ۱۴۴]

ترجمہ: بے شک ہم آپ کے منہ کا بار بار آسمان کی طرف پھیرنا ملاحظہ کر رہے ہیں لہٰذا ہم ضرور آپ کو اس قبلہ کی طرف متوجہ کردیں گے جسے آپ چاہتے ہیں۔

اس کے نیچے یہ عبارت لکھی ہوئی ہے: ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ: وَسَارِعُوْا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوَات وَالارْض أعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْن ﴾ [آل عمران ۱۳۳]

ترجمہ: اور اپنے رب کی بخشش کی طرف اور اس جنت کی طرف چلنے میں جلدی کرو جس کی چوڑائی ایسی ہے جیسے آسمانوں کا اور زمین کا پھیلاؤ، یہ جنت پرہیزگاروں کیلئے تیار کی جاچکی ہے،

اس کے نیچے یہ آیت شریفہ ہے: ﴿اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوَاتِ وَالأرْض﴾ [النور:۳۵]

اس کے نیچے آیت الکرسی اور اس کے نیچے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کے بعد سورہ فتح کی آیت لکھی ہے: ﴿لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّؤْیَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إنْ شَآءَ اللّٰهُ آمِنِیْنَ﴾ [فتح:۲۷] بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو سچا خواب دکھلایا جو واقع کے مطابق ہے، تم ضرور مسجد حرام میں امن وامان کے ساتھ داخل ہوگے ان شاء اللہ۔

پھر دو دائروں میں سورۂ اخلاص لکھی ہے اور ان کے درمیان میں:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ہے نیز ان دونوں کے درمیان میں یہ آیت لکھی ہوئی ہے:

﴿قُلْ یَاعِبَادِیَ الَّذِیْنَ أسْرَفُوْا عَلٰی أنْفُسِهِمْ لَاتَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ إنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعاً إنَّهٗ هُوَالْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ﴾ [غافر:۵۰]

پھر اس کے ذرا نیچے "لاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِيْن مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَادِقُ الْوَعْدِ الأَمِيْن"۔ اور سورۂ قریش تحریر ہے اس کے نیچے یہ عبارت لکھی ہوئی ہے:

صنعت هٰذه الستارة فی مكة المكرمة وأهداها إلى الكعبة المشرفة خادم الحرمين الشريفين فهدبن عبدالعزيز آل سعود تقبل الله منه [11]

یہ غلاف مکہ مکرمہ میں تیار ہوا جس کو خادم حرمین شریفین فہد بن عبدالعزیز نے کعبہ شریفہ کیلئے ہدیہ کیا، اللہ ان کے اس عطیہ کو قبول فرمائے۔

روئے زمین پر سب سے مبارک سایہ رسول اللہ ﷺ کعبہ شریفہ کے سایہ میں تشریف فرماتے تھے، جیسا کہ امام بخاریؒ کی روایت ہے کہ حضرت خباب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شکایت لیکر پہنچے تو دیکھا کہ آپ ﷺ کعبہ کے سائے میں اپنی چادر سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔ [12]

محمد بن سوقہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت سعید بن جبیر کے ساتھ کعبۃ اللہ کے سائے میں بیٹھے تھے تو انہوں نے فرمایا: "اس وقت تم لوگ روئے زمین پر سب سے افضل اور مبارک سائے میں بیٹھے ہو۔ [13]

بیت المعمور جس طرح زمین پر کعبہ شریف اللہ کا گھر ہے اسی طرح اس کے مقابل آسمان میں بھی بیت المعمور ہے جس کا مرتبہ و مقام آسمان میں وہی ہے جو زمین پر خانہ کعبہ کا ہے۔ جیسا کہ حضرت علی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے سورۂ طور کی آیت نمبر ۴ ﴿وَالْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ﴾ کی تفسیر میں منقول ہے کہ بیت معمور کعبہ کی سیدھ میں آسمان پر ایک گھر ہے جس کا تقدس آسمان میں ایسا ہے جیسا زمین میں خانہ کعبہ کا، اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے عبادت کیلئے حاضر ہوتے ہیں جن کو پھر کبھی حاضری کا موقع نہیں ملتا۔ [14] اس سے معلوم ہوا کہ:

☆ جس کعبہ کا ہم طواف کرتے ہیں اور جس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے ہیں وہ بیت المعمور کی سیدھ میں اسکے نیچے ہے۔

☆ بیت المعمور کی عظمت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اسکی قسم کھائی ہے: ﴿والبيت المعمور﴾ (اور بیت المعمور کی قسم)۔

☆ فرشتے اللہ کے برگزیدہ مخلوق ہیں لیکن انہیں بھی ایک دفعہ سے زیادہ بیت المعمور کی حاضری کا شرف حاصل نہیں ہوتا جبکہ جن و انسان کیلئے کعبہ کی حاضری پر یہ پابندی نہیں ہے۔

[11] مصنع کسوة الکعبة المشرفة ص ۲۴، الرحاب الطاهرة ص ۵۶ [12] صحیح بخاری کتاب الاکراہ حدیث نمبر ۶۹۴۳

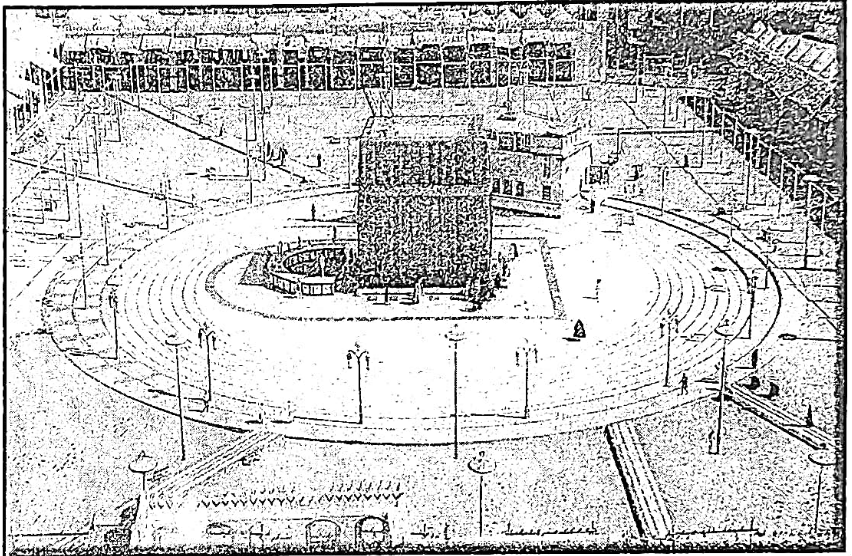
[13] اخبار مکة للفاکہی حدیث نمبر ۶۷۹ باسناد صحیح۔ [14] تفسیر ابن کثیر ۷/۴۰۷ (الشعب) تفسیر القرطبی ۱۷/۵۴

مطاف اس سے مراد بیت اللہ شریف کے چاروں طرف کھلا ہوا صحن ہے جس میں طواف کعبہ کے چکر لگائے جاتے ہیں، سورۂ بقرہ میں اس کی بابت اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَعَهِدْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ﴾ [البقرۃ ۱۲۵]

ترجمہ: اور ہم نے ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ کی طرف یہ حکم بھیجا کہ میرے گھر کو طواف اور اعتکاف، رکوع اور سجدے کرنے والوں کیلئے خوب پاک صاف رکھو۔

فِنائے حرم قبلۂ محترم میں وہ کیفِ سجود وقیام، اللہ اللہ (ولی)

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے سب سے پہلے اس طواف کی جگہ کو پختہ بنایا جس کا عرض تقریباً ۵ میٹر تھا، اس کے بعد بھی اس کی توسیع ہوتی رہی یہاں تک کہ ۱۳۷۵ھ میں ۴۰ سے ۵۰ میٹر کی وسعت دیکر مطاف کو گول دائرہ کی شکل میں بنادیا گیا، اور حجاج اور معتمرین کی روز افزوں تعداد کے پیش نظر گزرگاہوں کو ختم کردیا گیا، منبر اوراذان کی جگہ کو بھی مطاف سے منتقل کردیا گیا، بئر زمزم کو تہہ خانہ میں منتقل کر کے اس کی جگہ کو بھی



سابقہ دور میں طواف کی جگہ اور گذرگاہیں

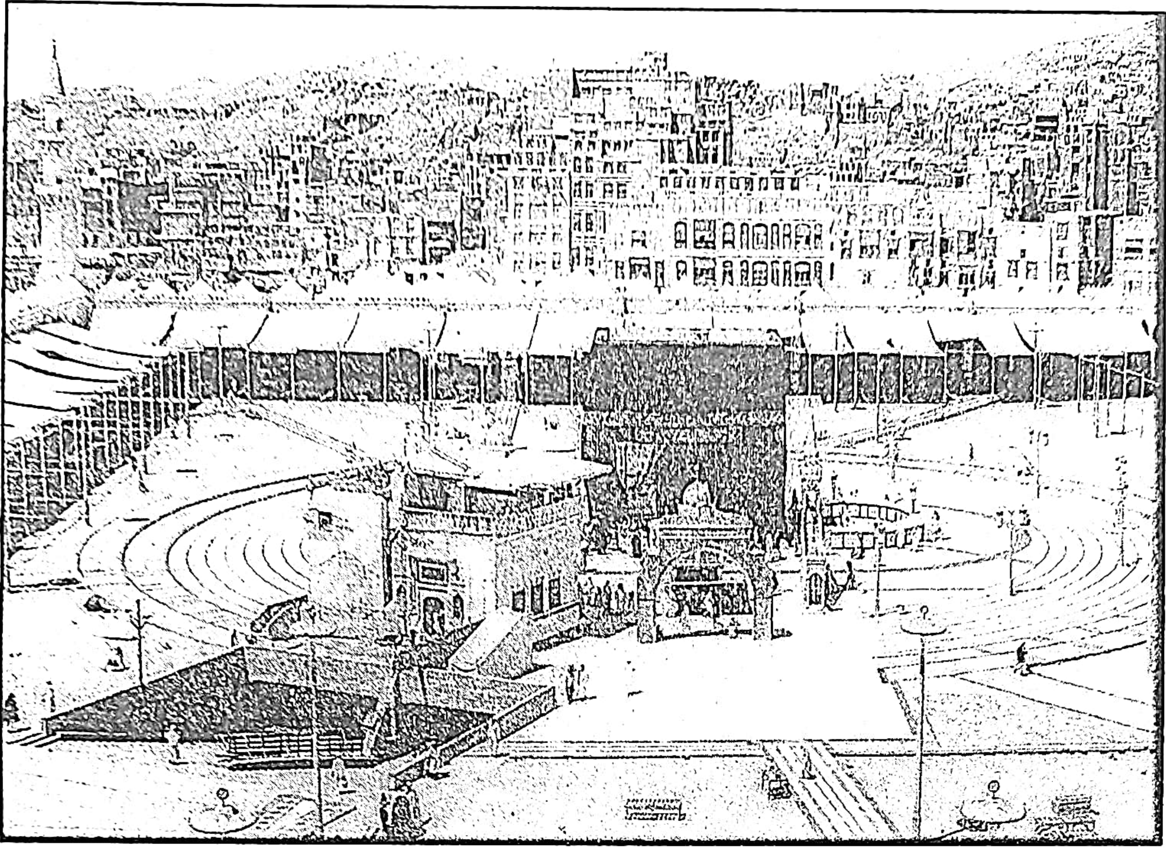
مطاف میں شامل کرلیا گیا، چاروں مصلوں کی عمارات اور مقام ابراہیم علیہ السلام کے گنبد کو بھی منہدم کردیا گیا، اس طرح مطاف کی توسیع ہوگئی کہ بڑی تعداد میں لوگ طواف کرسکتے ہیں، آخری توسیع کے دوران مطاف میں ایسا عمدہ پتھر لگایا گیا ہے جو ٹھنڈا رہتا ہے اور دھوپ کی تپش اس پر اثر انداز نہیں ہوتی نتیجتاً طواف کرنے والے شدید سے شدید دھوپ میں بھی ننگے پاؤں طواف کرسکتے ہیں۔ (۱)

کبھی صحنِ حرم میں بیٹھ کر محوِ حرم ہونا وہ کعبہ یاد آتا ہے وہ کنواں یاد آتا ہے

مطاف میں زمزم کے تہہ خانہ کی دیواریں ازدحام کے وقت طواف کرنے والوں کیلئے رکاوٹ

---

(۱) اخبار مکۃ للفاکہی ۱/۳۳۱، التاریخ القویم ۵/۹۸، الرحاب الطاھرۃ ص ۴۹ قصۃ التوسعۃ الکبریٰ ص ۵۹۔



آبِ زمزم کے کنویں پر بنی ہوئی قدیم عمارت اور جدید تہہ خانہ، مقام ابراہیم اور باب بنی شیبہ بھی نمایاں ہے۔

بنتی تھیں لہٰذا تہہ خانے میں داخلہ کی جگہ کو مسعیٰ سے باہر مشرقی صحن میں منتقل کرنا زیرِ غور ہے، اس سے مطاف میں مزید وسعت ہو جائیگی۔

مسجد حرام اپنے تاریخی ادوار میں ہمیشہ کھلی رہی ہے رسول اللہ ﷺ نے اپنے قبیلہ بنو عبد مناف کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ''اے عبد مناف کی اولاد اگر میرے بعد تم ذمہ دار بنا دیئے جاؤ تو دن رات میں کسی بھی وقت بیت اللہ شریف کا طواف کرنے والے کو نہ روکنا۔ ❶

اے خدا ہے فقط آپ کا یہ کرم — کر رہے ہیں جو ہم سب طوافِ حرم
ہیں سلاطینِ عالم بھی احرام میں — بن کے حاضر ہوئے ہیں گدائے حرم

طواف کے آداب

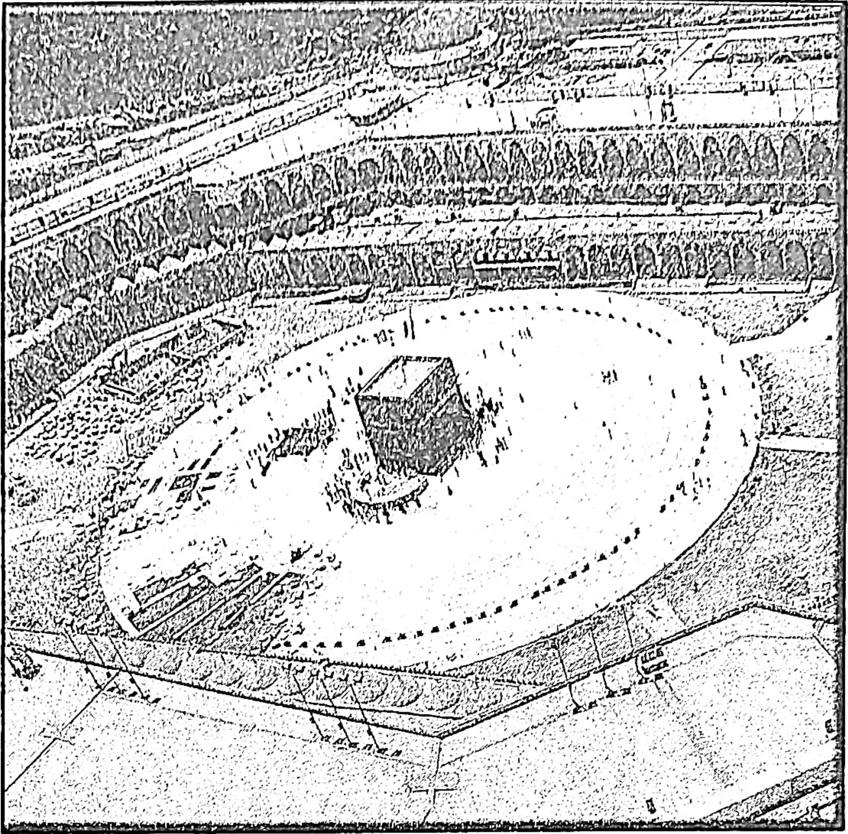
سپاس وحمدِ جنابِ باری بطوف بیت الحرام برخواں — ہر آن لبیک ربِّ کعبہ بذوق وشوقِ تمام برخواں

نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا بیت اللہ کا طواف نماز کی طرح ہے البتہ تم اس میں بات کر سکتے ہو تو جو بھی دوران طواف بات کرے، اس کو اچھی بات کرنی چاہیے۔ ❷

---

❶ مجمع الزوائد ۳/۲۷۳، قال الہیثمی رجالہ ثقات۔
❷ جامع ترمذی کتاب الحج، حدیث نمبر ۹۶۔

طوفِ حرم کا شوق ہو دل میں سرور و کیف ہو   لب پر میرے دعائیں ہوں تازہ بتازہ نو بنو


کعبہ کے اردگرد مطاف میں ٹھنڈا سنگ مرمر لگانے کا منظر

لہٰذا افضل یہی ہے کہ طواف کرنے والے کی دلی توجہ اللہ کی طرف ہو اس کی زبان اللہ کے ذکر سے تر ہو، دعاؤں کا اہتمام ہو، جس زبان میں چاہے اپنی مرادیں، حاجتیں اللہ سے مانگ سکتا ہے، طواف کیلئے کوئی مخصوص دعا یا ذکر منقول نہیں ہے، دنیاوی بات چیت سے احتراز کرے نہ کسی کو دھکیلے نہ تکلیف پہنچائے۔ ایک عربی شاعر کہتا ہے۔

یامن یطوف ببیت الله بالجسد   والجسم فی بلد والروح فی بلد

اے وہ شخص جو صرف جسم و بدن سے بیت اللہ کا طواف کر رہا ہے اور اس کا دل و دماغ حاضر نہیں۔

ما ذا فعلت وماذا أنت فاعله   مهرج فی اللقا للواحد الصمد

ایسی غفلت تو نے کیوں کی اور کیوں تو لاپرواہ ہے ایسی ذات سے ملاقات میں جو ایک ہے اور بے نیاز ہے۔

إن الطواف بلا قلب ولابصر   على الحقيقة لايشفي من الكمد

ایسا طواف جس میں دل و دماغ حاضر نہ ہو در حقیقت کسی غم و پریشانی کو دور نہیں کرتا۔

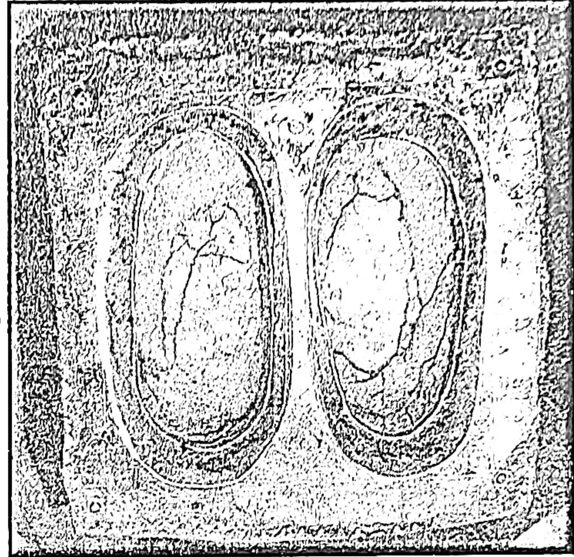
”مقامِ ابراہیم علیہ السلام“

کھڑے آدمی کے پاؤں جس جگہ پر ہوں اس کو عربی میں ”مقام“ کہتے ہیں یہاں مقام ابراہیم سے مراد وہ مبارک پتھر ہے جس کو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کعبۃ اللہ کی تعمیر کے وقت اٹھا کر لائے تھے تاکہ اس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام خانہ کعبہ کی دیواریں اوپر اٹھائیں، دوران تعمیر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پتھر

دیتے جاتے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے دستِ مبارک سے پتھروں کو رکھتے جاتے، اور جیسے جیسے تعمیر اوپر اٹھتی جاتی "مقامِ ابراہیم" بھی بلند ہوتا جاتا۔ [11]

(۱) مقامِ ابراہیمؑ کی فضیلت سب سے بڑا شرف اس پتھر کو یہ حاصل ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ اس پتھر کے قریب نماز کی جگہ بنالیں۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تین چیزوں میں اللہ تعالیٰ نے میرے دل کی آرزو پوری کی ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا اچھا ہوا گر آپ مقام ابراہیم کو مصلیٰ بنالیں؟ اور آیت شریفہ: ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى﴾ نازل ہوگئی۔

ترجمہ: (مقام ابراہیم کو مصلیٰ (جائے نماز) بنالو۔ [12]



پتھر میں حضرت ابراہیمؑ کے پاؤں کے نشانات

حضرت جابر رضی اللہ عنہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کے سلسلہ میں فرماتے ہیں کہ "ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بیت اللہ شریف کے پاس پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود کا بوسہ لیا پھر تین چکروں میں رمل کیا اور چار چکروں میں عام چال چلے، پھر مقام ابراہیم علیہ السلام کے پاس تشریف لائے اور آیت: ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى﴾ تلاوت فرمائی، اور اس طرح کھڑے ہوئے کہ مقام ابراہیم اور بیت اللہ آپ کے سامنے تھے۔ [13]

(۲) جنت کا یاقوت اس مبارک پتھر کی دوسری فضیلت یہ ہے کہ یہ جنت کے یاقوتوں میں سے ایک ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "حجر اسود اور مقام ابراہیم جنت کے یاقوتوں میں سے دو یاقوت ہیں، اگر اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کی چمک اور نورانیت کو ختم نہ کیا ہوتا تو ان کی چمک سے مشرق ومغرب کے درمیان سب کچھ روشن ہو جاتا، بیہقی کی ایک روایت میں ہے "اگر بنو آدم کے گناہوں نے ان کو آلودہ نہ کیا ہوتا تو یہ مشرق سے لیکر مغرب تک ہر چیز کو روشن کر دیتے۔ [14]

(۳) قبولیت دعا کی جگہ مقام ابراہیم علیہ السلام وہ جگہ ہے جہاں دعائیں قبول ہوتی ہیں حضرت

---

[11] الجامع اللطیف ص ۲۰، شفاء الغرام ۲۰۲/۱، مثیر الغرام ص ۱۷۳ [12] صحیح بخاری، التفسیر حدیث نمبر ۴۴۸۳، تفسیر ابن کثیر ۲۴۴/۱
[13] صحیح مسلم، الحج، حدیث نمبر ۱۲۱۸۔ [14] الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان حدیث نمبر ۳۷۱۰، السنن الکبریٰ ۷۵/۵ حدیث صحیح

حسن بصریؒ اور دیگر علماء سے منقول ہے کہ مقام ابراہیمؑ کے پیچھے دعاء قبول ہوتی ہے۔ (1)

حریم قدس میں دے حاضری بہ قلب صمیم   دعائیں مانگ بروئے مقامِ ابراہیم

(4) **واضح نشانیاں** اس ''مقام ابراہیم'' میں اللہ تعالیٰ کی واضح اور کھلی ہوئی نشانیاں ہیں، یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا زندۂ جاوید معجزہ ہے کہ صدیوں سے یہ پتھر باقی ہے اور اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پیروں کے نشانات نہیں مٹے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَكَّةَ مُبَارَكاً وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ فِيْهِ اٰيٰتٌ ۢبَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ﴾ [آل عمران: ۹۶،۹۷]

ترجمہ: یقیناً سب سے پہلا مکان جو لوگوں کی عبادت کیلئے مقرر کیا گیا، وہی ہے جو مکہ میں ہے یہ برکت والا ہے اور اقوامِ عالم کیلئے موجب ہدایت ہے، اس میں بہت سی کھلی نشانیاں ہیں، جن میں سے مقام ابراہیم علیہ السلام بھی ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مبارک قدموں کے نشانات پتھر جیسی سخت چیز پر ظاہر ہونا اس بات کی علامت ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مخلص و مؤمن بندہ کیلئے ہر چیز مسخّر فرما دیتے ہیں۔

واضح رہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاؤں مبارک آپؐ کے جدِّ امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاؤں مبارک سے بہت زیادہ مشابہ تھے جیسا کہ ایک صحابی حضرت جہم بن حذیفہ رضی اللہ عنہ جو کعبہ کی تعمیر قریش اور تعمیر ابن زبیرؓ میں شریک تھے فرماتے ہیں کہ آنحضور ﷺ کے قدمین شریفین کے نشانات مقام ابراہیمؑ میں حضرت ابراہیمؑ کے پاؤں کے بہت مشابہ تھے۔

صحیح بخاری میں ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'' میں ابراہیمؑ کی اولاد میں ابراہیم علیہ السلام سے سب سے زیادہ مشابہت رکھتا ہوں۔ (2)

طاہر کُردی (متوفی ۱۴۰۰ھ) کہتے ہیں کہ پتھر میں ایک قدم مبارک کے نشان کی گہرائی دس سینٹی میٹر ہے اور دوسرے قدم مبارک کے نشان کی گہرائی نو سینٹی میٹر ہے، البتہ انگلیوں کے نشانات نہیں ہیں جس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ پتھر کسی فریم میں محفوظ نہیں تھا بلکہ کھلا ہوا تھا، صدیوں سے لوگ اس کو اپنے ہاتھوں سے چھوتے رہے ہیں جس کی بنا پر انگلیوں کے نشانات زائل ہو گئے۔

واضح ہو کہ ہر قدم کی لمبائی ۲۲ سینٹی میٹر ہے اور چوڑائی ۱۱ سینٹی میٹر، جس سے یہ اندازہ ہوتا ہے

---

(1) رسالۃ الحسن البصری ۲/۲۹۱   (2) صحیح بخاری، احادیث الانبیاء، حدیث نمبر ۳۴۴۷

کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قد مبارک اتنا ہی لمبا تھا جتنا آجکل کسی دراز قد شخص کا ہوتا ہے۔ (۱۱)

⑤ مقام ابراہیمؑ کی بلندی بنائے کعبہ کے وقت

مؤرخ کردی کی تحقیق کے مطابق مقام ابراہیم علیہ السلام کی موجودہ بلندی صرف ۲۰ سینٹی میٹر ہے، اور یہ اللہ تعالیٰ کی نشانی اور معجزۂ ابراہیمی تھا کہ کعبہ شریف کی تعمیر جیسے جیسے اوپر کی جاتی یہ پتھر معمار کعبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اوپر اٹھاتا جاتا تا آنکہ اس مبارک گھر کی تعمیر پوری ہوگئی (۱۲) اس دور میں الیکٹرک لفٹ سسٹم سے اس کو بخوبی سمجھا جاسکتا ہے۔

⑥ اس مبارک پتھر کا تحفظ و بقا

تاریخ انسانی پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوجائے گا کہ کسی بھی نبی کے آثار ونشانات باقی نہ رہ سکے لیکن اللہ تعالیٰ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس نشان کا باقی رکھنا منظور تھا اس لئے یہ محفوظ ہے، جبکہ اس کی چوری کی بھی بہت کوششیں ہوئیں نیز ہزاروں سال کی طویل مدت میں نہ جانے کتنی مرتبہ زبردست قسم کے سیلاب اور طوفان بھی آئے مگر ''جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے'' کے مصداق یہ مقدّس مقام ابراہیم علیہ السلام قائم ہے، جبکہ زمانہ ماضی میں اس کی حفاظت کا کوئی ظاہری انتظام نہ تھا۔ فاکہی صحیح سند سے روایت کرتے ہیں کہ جریج نامی ایک یہودی یا عیسائی شخص نے ''مقام ابراہیمؑ'' کو چرالیا تاکہ اس کو روم کے بادشاہ کی خدمت میں پیش کرے، اہل مکہ نے اس کی تلاش شروع کی تو جریج کے پاس مل گیا، اہل مکہ نے مقام ابراہیم علیہ السلام اس سے لے لیا اور اس جرم کی پاداش میں اس کو قتل کردیا۔ (۱۳)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مقام ابراہیمؑ سیلاب کی نذر ہوگیا جب پانی خشک ہوا تو مکہ کی نشیبی جگہ میں مل گیا، اسے اٹھا کر لایا گیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور اپنے دست مبارک سے مقام ابراہیمؑ کو اس کی اصل جگہ پر رکھا۔ (۱۴)

⑦ شرک سے حفاظت

زمانۂ جاہلیت میں عرب پتھروں کو پوجتے تھے، لیکن کسی نے بھی حجر اسود یا مقام ابراہیم علیہ السلام کی پرستش نہیں کی باوجودیکہ کفار ومشرکین کے دلوں میں ان دونوں پتھروں کی عظمت جاگزیں تھی گویا اللہ تعالیٰ نے حجر اسود اور مقام ابراہیمؑ کو ہر قسم کی پرستش و پوجا سے محفوظ رکھا۔

مقام ابراہیمؑ سے متعلق ایک جائزہ

شیخ طاہر کُردی نے ۲۷ شعبان ۱۳۶۷ھ میں اس مبارک پتھر کا تفصیلی جائزہ لیا اور نہایت دقیق معلومات ذکر کیں جن کا خلاصہ درج ذیل ہے: مقامِ ابراہیم علیہ السلام

---

(۱۲) التاریخ القویم ۳/۳۰۸، ۳۱۲، الکعبۃ المعظمۃ ص ۱۸۴، مزید تفصیل کیلئے دیکھئے کتاب ''فضل الحجر الأسود ومقام ابراہیم ص ۱۰۸، ۱۱۱

(۱۳) اخبار مکۃ للفاکہی نمبر ۹۹۱۔ (۱۴) الجامع اللطیف ص ۲۱۔

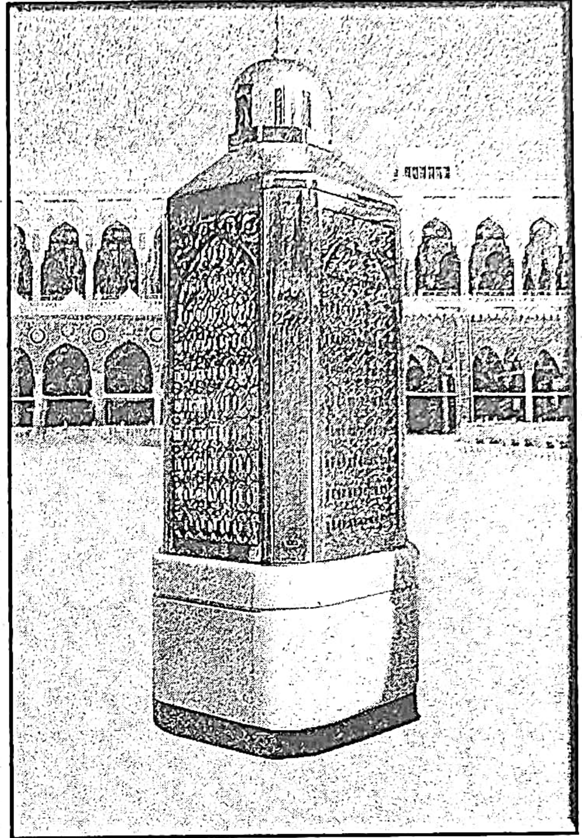
کیلئے ایک مربع میٹر پتھر کی بنیاد بنائی گئی ہے جس پر مقام ابراہیم علیہ السلام کے سائز کا سنگ مرمر نصب کیا گیا اور اس پر مقام ابراہیمؑ کو ثبت کر دیا گیا۔ ''مقام ابراہیمؑ'' کا رنگ زرد و سرخ کے درمیان سفیدی مائل ہے، اور سائز تقریباً چوکور ہے۔ مقام ابراہیم علیہ السلام کا نیچے والا حصہ اوپر کے حصہ سے قدرے وسیع ہے۔

مقام ابراہیمؑ کا تقریبی خاکہ اور جن دو پتھروں پر اسے نصب کیا گیا ہے ان کی پیمائش

مزید معلومات ملاحظہ ہوں:

مقام ابراہیمؑ کی بلندی	اوپر کی سمت سے تینوں کونوں کا طول	چوتھے کونے کا طول	بالائی جانب سے محیط	زیریں جانب سے محیط	ایک قدم مبارک کی گہرائی	دوسرے قدم مبارک کی گہرائی
۲۰ سینٹی میٹر	۳۶ سینٹی میٹر	۳۸ سینٹی میٹر	۱۴۶ سینٹی میٹر	۱۵۰ سینٹی میٹر	۱۰ سینٹی میٹر	۹ سینٹی میٹر

مقام ابراہیم علیہ السلام کا قبہ نما خول ''مقام ابراہیمؑ'' کی حفاظت اور اس کی زیبائش وآرائش کا اہتمام خلفاء مسلمین نے اپنے اپنے زمانہ میں کیا ہے، اس سلسلہ کی ایک کڑی یہ ہے کہ مقام ابراہیم کو چاندی کے ایک صندوق میں محفوظ کیا گیا۔ اور اس کے اوپر ایک گنبد نما کمرہ بنا دیا گیا جس کا طول وعرض ۶×۳=۱۸ مربع میٹر تھا، لیکن جب طواف کرنے والوں کی تعداد زیادہ ہوتی تو یہ کمرہ ان کی راہ میں رکاوٹ اور پریشانی کا سبب بنتا، چنانچہ رابطہ عالم اسلامی نے یہ تجویز پیش کی کہ اس کمرہ کی عمارت کو ختم کر دیا جائے، اور شیشہ کا ایک خول تیار کر کے ''مقام ابراہیمؑ'' کو اس میں رکھ دیا جائے، یہ تجویز سعودی حکومت نے منظور کی اور پھر شاہی فرمان کے مطابق ۱۸/۷/۱۳۸۷ھ/ ۱۹۶۷ء کو اس تجویز پر عمل درآمد ہوا، اس طرح یہ ''مقام ابراہیمؑ'' شاندار کریسٹل میں نصب کر دیا گیا جس کے گرد لوہے کی مضبوط جالی لگا دی گئی۔ اور اس کو سنگ مرمر کے ایک بڑے پتھر میں نصب کر دیا گیا جس کا طول و عرض ۱۸۰×۱۳۰ سینٹی میٹر= ۲،۳۴ مربع میٹر ہے اس اقدام سے مطاف کی ۱۵،۶ مربع میٹر جگہ خالی ہوگئی چونکہ پرانے کمرے کی عمارت نے ۱۸ مربع میٹر جگہ کو گھیر رکھا تھا۔ مقام ابراہیم کے اس نئے خول سے متعلق مزید معلومات:


مقام ابراہیمؑ کا قبہ نما خول (ترمیم وتجدید کے بعد)

خول کا قطر	شیشہ کی موٹائی	زمین سے مقام ابراہیم کی بلندی	جس پتھر پر مقام ابراہیم نصب ہے اس کی بلندی	مکمل خول کی بلندی	پیتل کے خول کا وزن	سارے خول کا اجمالی وزن	خول کا اجمالی رقبہ
۸۰ سینٹی میٹر	۱۰ سینٹی میٹر	۱ میٹر	۷۵ سینٹی میٹر	۳ میٹر	۶۰۰ کلوگرام	۱۷۰۰ کلوگرام	۲،۴ مربع میٹر

خول کی تجدید خادم حرمین شریفین نے شاہی فرمان جاری کیا کہ خول کے معدنی ڈھانچے کو بدل کر پیتل کی دھات سے نیا خول بنایا جائے، اور اندرونی جالی کو سونے کی پالش کی جائے، اور بیرونی جانب

۱۰ ملی میٹر شفاف شیشہ نصب کیا جائے اس شیشے کی خوبی یہ ہے کہ شدید حرارت کو برداشت کرتا ہے اور ضرب لگانے سے نہیں ٹوٹتا چنانچہ ان شیشوں کو لگانے کے بعد مقام ابراہیم علیہ السلام میں پاؤں کے نشان صاف دیکھے جاسکتے ہیں۔ مقام ابراہیمؑ کے نیچے جو کالا پتھر نصب تھا اس کی جگہ سفید سنگ مرمر نصب کردیا گیا تاکہ مطاف کے ساتھ سفید رنگ کی مناسبت ہو جائے، یہ ترمیمی عمل بیس لاکھ ریال کی لاگت سے ۲۱ شوال ۱۴۱۸ھ کو مکمل ہوا۔ (۱)

مقام ابراہیمؑ کا بوسہ لینا یا ہاتھ سے چھونا بوسہ لینا یا استلام کرنا صرف حجر اسود اور رکن یمانی کے ساتھ خاص ہے مقام ابراہیم علیہ السلام کا بوسہ لینا یا اس کا استلام (چھونا) درست نہیں، اس کی فضیلت تو یہی ہے کہ اس کو ''مصلیٰ'' بنا دیا گیا ہے اسی لئے ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ مقام ابراہیم کو چھو رہے ہیں تو آپ نے فرمایا ''اے لوگو! تم کو اس کے چھونے کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ اس کے پاس نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ (۲) حضرت عطاءؒ کے نزدیک مکروہ ہے کہ کوئی شخص ''مقام ابراہیم'' کا بوسہ لے یا اس کو چھوئے۔ (۳)

حضرت قتادہؒ فرماتے تھے کہ ''لوگوں کو مقام ابراہیم علیہ السلام کے پاس نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے نہ کہ اس کے چھونے کا۔ (۴)

واضح رہے کہ اہل علم حضرات مقام ابراہیم علیہ السلام کو چھونے یا بوسہ لینے سے اسوقت روکتے تھے جب وہ کھلا ہوا تھا، اور اب تو وہ خول کے اندر بند کر دیا گیا ہے تو اس خول کا بوسہ لینا یا چھونا اور زیادہ کراہت کا سبب ہوگا۔

درج ذیل نقشہ میں مقام ابراہیم اور حجر اسود، رکن عراقی، شاذروان، اور زمزم کی درمیانی مسافت ملاحظہ ہو:

مقام ابراہیمؑ اور حجر اسود کا درمیانی فاصلہ	مقام ابراہیمؑ اور رکن عراقی کے درمیان	مقام ابراہیمؑ اور شاذروان کے درمیان	مقام ابراہیمؑ اور بئر زمزم کے درمیان
۱۴،۵ میٹر	۱۴ میٹر	۱۳،۲۵ میٹر	۱۲،۵ میٹر

---

(۱) درر الجامع الثمین ص ۸۲۔ الکعبۃ المعظمۃ ص ۱۸۴۔

(۲) اخبار مکۃ للفاکہی نمبر ۱۰۰۴

(۳) اخبار مکۃ للفاکہی نمبر ۱۰۰۶ باسناد حسن۔

(۴) اخبار مکۃ للأزرقی ۲۹/۲۔

مقام إبراهيم

المطاف

زمزم پینے کیلئے تہ خانہ

۱۴م

۲۱م

۴م پانی کی سطح

پانی کے سوتے

۱۳م پانی کے سوتے

۳۰م کنویں کی مکمل گہرائی

م = میٹر

بئر زمزم

تم تصميمه في ضوء رسم مجموعة بن لادن ومراجع اخرى.

AQEEL

چاہ زمزم کا تقریبی خاکہ اور اسکی مختلف پیمائشیں، مطاف کے نیچے چاہ زمزم تک پہنچنے کیلئے تہہ خانے کا خاکہ

زمزم کا کنواں

اسی طرح کچھ تشنگی کو بڑھائیں　　　کریں آبِ زمزم کے پینے کی باتیں

حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اوران کی والدہ کولیکر مکہ مکرمہ تشریف لائے تو کچھ پانی اور کھجور کا توشہ ان کو دیکر واپس چلے گئے، جب یہ توشہ ختم ہوا اور ماں بیٹا پیاس سے بیتاب ہو گئے، تو حضرت ہاجرؓ صفا پہاڑی پر اس غرض سے چڑھیں کہ شاید کوئی آدم زاد نظر آجائے اور ہمیں پانی فراہم کر سکے، جب کوئی نظر نہ آیا تو مروہ پہاڑی کی جانب گئیں اس پر چڑھ کر نظریں دوڑائیں کہ شاید کوئی نظر آجائے مگر کوئی نظر نہ آیا اسی پریشانی کے عالم میں صفا، مروہ کے درمیان چکر لگاتی رہیں، ساتویں بار مروہ پر تھیں کہ ایک آواز سنائی دی آکر دیکھا تو ایک فرشتہ نے اپنے پَر زمین پر مارے جس کی وجہ سے پانی نکل آیا ① حضرت ہاجرؓ نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو پانی پلایا اور پھر اپنی پیاس بجھائی۔

یہ وادِ غیر ذی زرعٍ میں کیسی ہے بہار آئی　　　جہاں کے ذرّہ ذرّہ نے خزاں کو آنکھ دکھلائی　(ولی)

کچھ عرصہ بعد یمن کا قبیلہ جرہم مکہ مکرمہ آکر آباد ہو گیا، حضرت اسماعیل علیہ السلام جوان ہوئے تو اس قبیلہ کی لڑکی سے شادی ہوئی۔ بیت اللہ کی پاسداری کا شرف حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کو حاصل رہا پھر قبیلۂ جرہم کو یہ شرف منتقل ہوا، ایک زمانہ تک یہ لوگ بیت اللہ کی عظمت کی پاسداری کرتے رہے۔ مگر پھر رفتہ رفتہ اس کی حرمت کو پامال کرنے لگے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس کی سزا کے طور پر زمزم کا پانی سوکھ گیا اور کچھ عرصہ بعد اس مبارک کنویں کے نشانات بھی مٹ گئے۔ بعد میں صدیوں تک کسی کو یہ بھی معلوم نہ تھا کہ یہ کنواں کہاں تھا؟ کاتب تقدیر نے اس مقدس چشمہ کی آبادکاری وتجدید کا شرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا حضرت عبدالمطلب کی قسمت میں لکھا تھا، جنہوں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص ان سے کہہ رہا ہے کہ اس جگہ کھدائی کرو، یہاں زمزم ہے، چنانچہ صبح کو انہوں نے اس جگہ کھدائی کی تو کنویں کے آثار نظر آ گئے اور پھر مزید کھدائی کرنے پر پانی نکل آیا، حضرت عبدالمطلب نے اعلان کر دیا کہ جو چاہے اس کنویں کا پانی استعمال کرے، البتہ کنویں کا نظم ونسق میرے پاس رہے گا ان کی زندگی میں یہ ذمہ داری ان کے پاس رہی جو ان کی وفات کے بعد ان کے بیٹے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباسؓ کے سپرد کر دی گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر اس خدمت کو ان کیلئے جاری رکھا۔ ②

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاہ زمزم پر تشریف لائے تو

---

① تفصیل کیلئے دیکھئے بخاری کی روایت "المسعی" کے ضمن میں ص ۹۳　② اخبار مکۃ للأزرقی ۲/۴۲، ۵۶، شفاء الغرام ۱/۲۴۷

دیکھا کہ لوگ پانی نکال کر پی رہے ہیں اور پلا رہے ہیں، آپ نے ارشاد فرمایا ''تم اس کام میں لگے رہو بلاشبہ یہ کار خیر ہے، اگر مجھے اس بات کا خدشہ نہ ہوتا کہ سب لوگ میری اتباع کے شوق میں خود پانی نکالنے لگیں گے اور تم ان کو کنٹرول نہ کر سکو گے تو میرا جی چاہتا ہے کہ میں خود بھی رسّی کھینچ کر پانی نکالتا۔ (۱۱)

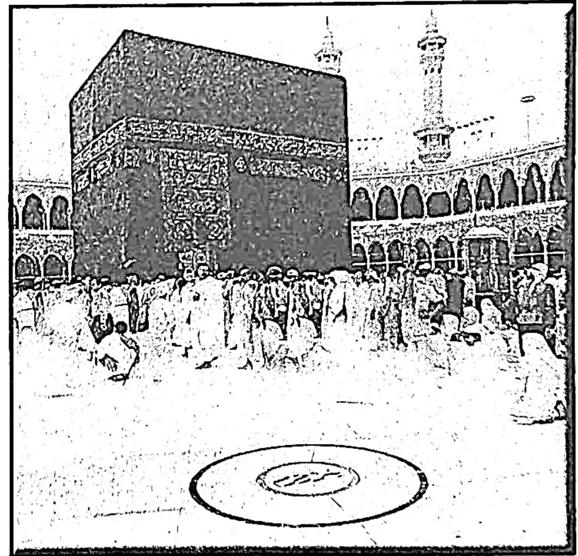
ہجوم عام رہے کیوں نہ چاہ زمزم پر — یہیں پر سیر ہر اک تشنہ کام ہوتا ہے

ماضی قریب تک ڈول کے ذریعہ کنویں سے پانی نکالنے کا سلسلہ جاری رہا۔ سنہ ۱۳۷۳ھ/۱۹۵۳ء میں اس مقصد کیلئے جدید مشینی سسٹم نصب کر دیا گیا، جس کے ذریعہ پانی نکال کر ٹینکی میں جمع کر دیا جاتا اور اس پر لگی ہوئی ٹوٹیوں سے پانی استعمال ہوتا۔

تشنگی جو بڑھی آکے زمزم پیا — کس قدر روح افزا ترا جام ہے (ولی)

چاہِ زمزم سے متعلق چند اہم معلومات

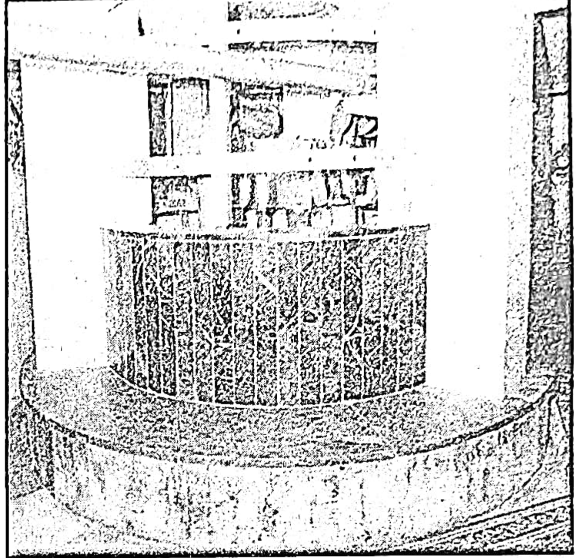
یہ مبارک کنواں کعبہ شریفہ سے ۲۱ میٹر کے فاصلہ پر واقع ہے جدید ترین تحقیق کے مطابق کنویں کے گرد مختلف چشموں سے پانی کا اُبال ۱۱ سے لیکر ۱۸،۵ لیٹر فی سیکنڈ ہے اس طرح ایک منٹ میں اس کی کم از کم مقدار ۶۰×۱۱=۶۶۰ لٹر اور ایک گھنٹہ میں ۶۶۰×۶۰=۳۹۶۰۰ لیٹر ہے ان چشموں میں سے ایک کا دہانہ حجر اسود کی طرف سے کھلتا ہے جس کا طول ۷۵ سینٹی میٹر اور بلندی ۳۰ سینٹی میٹر ہے سب سے زیادہ پانی اسی سے نکلتا ہے، ایک اور چشمہ کا دہانہ مکبّریہ (اذان کی جگہ) کے سامنے ہے اس کا طول ۷۰ سینٹی میٹر اور بلندی ۳۰ سینٹی میٹر ہے، ان کے علاوہ بھی چھوٹے چھوٹے چشمے ہیں جو صفا مروہ کی طرف سے آتے ہیں۔ مزید معلومات ملاحظہ ہوں: (۱۲)



مطاف میں چاہ زمزم کا محل وقوع

مطاف کے نیچے کنویں کا دہانہ	دہانہ سے کنویں کی مکمل گہرائی	دہانہ کے نیچے پانی کی موجودگی	دہانہ سے چشموں کا فاصلہ	چشموں سے کنویں کی تہ تک	کنویں کا قطر
۱،۵۶ میٹر	۳۰ میٹر	۴ میٹر	۱۳ میٹر	فاصلہ ۱۷ میٹر	۱،۴۶ تا ۲،۶۶ میٹر

کنویں پر عمارت بئرِ زمزم پر ایک عمارت بنی ہوئی تھی جو ۸،۸×۷،۱۰ میٹر = ۸۸،۸ مربع میٹر رقبہ پر محیط تھی، جو ۱۳۸۱ھ تا ۱۳۸۸ھ کی درمیانی مدت میں گرادی گئی تا کہ اس جگہ مطاف کی توسیع ہو جائے، زمزم پینے کا انتظام تہہ خانہ میں کر دیا گیا جو مطاف کے نیچے ہے اور ائیر کنڈیشنڈ ہے اس تہہ خانہ میں اترنے کیلئے ۲۳ سیڑھیاں ہیں جو بئرِ زمزم تک جانے کیلئے عورتوں مردوں کیلئے علیحدہ علیحدہ ہیں، اس تہہ خانہ میں چاہ زمزم کے متصل ۳۵۰ ٹوٹیاں لگی ہیں جن میں سے ۲۲۰ ٹوٹیاں مردوں کی جانب اور ۱۳۰ ٹوٹیاں عورتوں کے حصہ میں ہیں، اس کنویں کو شیشے کی دیوار سے محفوظ کر دیا گیا ہے جس سے کنویں کو با آسانی دیکھا جاسکتا ہے۔ (۱)



زمزم کا کنواں (تہہ خانے میں ایک منظر)

اس تہہ خانہ اور کنویں تک پہنچنے کا راستہ مطاف کے اندر ہے، اور اُسے مسعیٰ کے باہر مشرقی صحن میں منتقل کرنے کا منصوبہ زیرِ غور ہے تا کہ مطاف میں مزید وسعت آجائے۔

آبِ زمزم کی فضیلت اور خصوصیات آبِ زمزم جنت کے چشموں میں سے ایک چشمہ ہے، یہ سب سے پہلا انعام ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کے بعد ان کو عطا فرمایا، یہ مبارک کنواں بھی اس شہر کے آباد ہونے کا سبب بنا یہ حرم شریف کے احاطہ میں اللہ تعالیٰ کی زندۂ جاوید نشانیوں میں سے ایک ہے، یہ ایسا چشمہ ہے جس سے ہر زائر سیراب ہوتا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمتوں میں سے ایک ہے روئے زمین پر یہ پانی سب سے عمدہ، افضل اور خیر و برکت والا ہے، یہ چشمہ ایک مقدس فرشتہ حضرت جبرئیلؑ کے ذریعہ ظہور میں آیا، یہ چشمہ زمین پر سب سے زیادہ مقدس و محترم حصہ پر واقع ہے اس مبارک پانی سے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب اطہر ایک سے زیادہ مرتبہ دھویا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعابِ دہن اس پانی میں ڈالا، اس مبارک پانی میں یہ وصف ہے کہ بھوکے کیلئے کھانا ہے اور بیمار کیلئے شفا ہے سر درد میں مفید ہے، بینائی کو جلا بخشتا ہے، جس کارِ خیر کی نیت سے اس کو پیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو

---

(۱) تاریخ عمارۃ المسجد الحرام ص ۴۶، التاریخ القویم ۹۸/۵، قصۃ التوسعۃ الکبریٰ ص ۱۴۱

پورا فرما دیتے ہیں، اس کو شکم سیر ہو کر پینا ایمان کی علامت اور نفاق سے براءت کی نشانی ہے، نیکو کاروں کا مشروب ہے، احباب و اقرباء کیلئے بہترین تحفہ ہے، ضیافت کیلئے ایک عمدہ چیز ہے، جسم و جان کو توانائی بخشتا ہے، کثیر مقدار میں استعمال ہونے کے باوجود اس میں کمی نہیں ہوتی، تقریباً پانچ ہزار سال سے یہ چشمہ جاری ہے۔ کہا جا سکتا ہے کہ روئے زمین پر یہ سب سے قدیم کنواں ہے۔ ⑪

کہیں حجرِ اسود کہیں ملتزم ہے　　　کہیں آبِ زمزم کی دھار، اللہ اللہ

زمزم پینے کے آداب زمزم پینے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ داہنے ہاتھ سے پیئے، قبلہ رو ہو، پینے سے پہلے بسم اللہ پڑھے، اس مبارک پانی کو کھڑے ہو کر پینا بھی مسنون ہے جبکہ عام پانی بیٹھ کر ہی پینا سنت ہے تین سانس میں پیئے، خوب سیراب ہو کر پیئے، پینے کے بعد الحمد للہ کہہ کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے۔ یہ مبارک پانی پینے کے بعد دنیا و آخرت کی خیر و برکت کی دعا کرے کہ یہ وقت دعا کی قبولیت کا ہے۔ ⑫

مبارک ہو سیرابیِ آبِ زمزم　　　مری تشنگی بھی ذرا یاد رکھنا

آبِ زمزم کی ٹینکی مسجد حرام سے چند کلو میٹر کے فاصلہ پر محلہ کُدَیٔ میں ۱۴۱۵ھ میں ایک ٹینکی بنائی گئی جس میں زمزم کی وافر مقدار کو محفوظ کیا جا سکتا ہے اور ایسا مشینی سسٹم نصب کیا گیا ہے جو آب زمزم کو کنویں سے اس ٹینکی تک منتقل کرتا ہے، اس ٹینکی کی وسعت ۱۵۰۰ سو مکعب میٹر ہے، یہاں سے پانی کے گیلن اور ٹینک بھرے جاتے ہیں تا کہ آب زمزم کو ملک کے مختلف مقامات بالخصوص مسجد نبوی شریف مدینہ منورہ میں منتقل کیا جا سکے۔ ⑬

صفا، مروہ، اور مسعیٰ

کوہ صفا یہ ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے جس سے حج و عمرہ کے اہم رکن سعی کا آغاز کیا جاتا ہے، یہ جنوب مشرقی سمت میں واقع ہے، اور کعبۃ اللہ سے اس کا فاصلہ ۱۳۰ میٹر ہے۔ اس پہاڑی پر ایک گنبد نما چھت بنائی گئی ہے، قرآن پاک میں اس کا ذکر موجود ہے۔ ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ﴾ [بقرة: ۱۵۸]

ترجمہ: بیشک صفا اور مروہ پہاڑ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں۔

ہے وہی منظرِ جمیل میری نگاہِ شوق میں　　　جیسے کھڑا ہوا ہوں میں کوہِ صفا کے سامنے

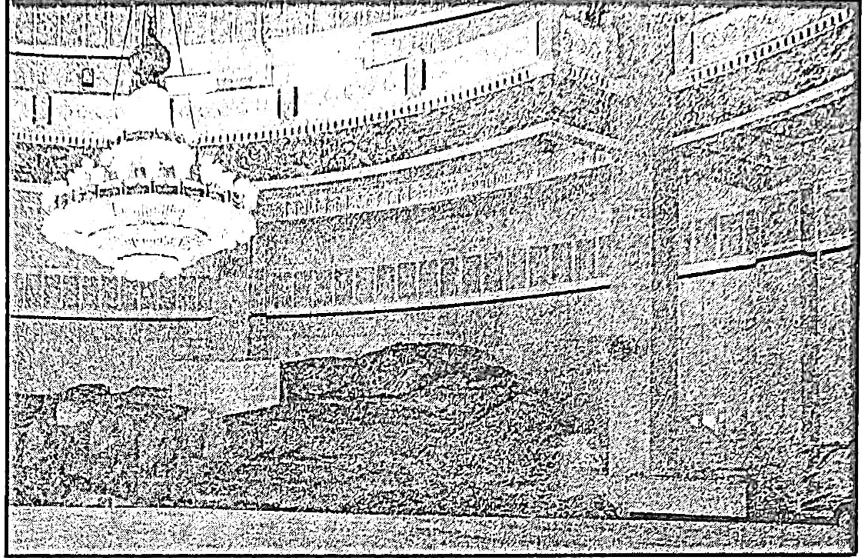
---

⑪ تفصیل کیلئے دیکھئے کتاب ''فضل ماء زمزم'' ص ۸۳، ص ۱۷۹　⑫ شفاء الغرام ۲۵۸/۱، الجامع اللطیف ص ۱۷۰۔

⑬ قصة التوسعة الكبرى ص ۱۴۱، درر الجامع الثمین ص ۷۷۔

کوہ صفا سے ہماری اسلامی تاریخ کے بعض اہم واقعات وابستہ ہیں جن کو مختصر طور پر ذکر کیا جاتا ہے:

پہلا واقعہ امام بخاریؒ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جب آیت ﴿وأنذِرْ عَشِيرَتَكَ الأقْرَبِين﴾ [شعراء:۲۱۴] نازل ہوئی تو آپ ﷺ صفا پہاڑی پر چڑھے اور آواز لگائی: اے قبیلہ فہر کے لوگو! اے قبیلہ عدی کے لوگو! (دونوں قریش کی شاخیں ہیں) اس آواز کا سننا تھا کہ سب لوگ جمع ہو گئے جو کسی وجہ سے خود نہ آسکا اس نے اپنے نمائندہ کو بھیج دیا تاکہ وہ جا کر دیکھے کیا بات ہے؟ ابولہب بھی آ پہنچا آپ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! اگر میں کہوں کہ اس وادی میں (پہاڑ کے پیچھے) ایک لشکر ہے جو تم پر



صفا پہاڑی کا ایک منظر

حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم میری بات کی تصدیق کرو گے؟ سب نے بیک زبان کہا: ہاں! ہم نے تمہیں ہمیشہ سچا ہی پایا، آپؐ نے ارشاد فرمایا: میں تم کو ایک شدید عذاب سے ڈراتا ہوں جو بہت قریب ہے۔ ابولہب نے کہا: تیرا برا ہو (معاذ اللہ) کیا تو نے اسی لئے ہمیں جمع کیا تھا؟ اس واقعہ کے پس منظر میں سورۂ لہب نازل ہوئی۔

﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَّتَبَّ٥ مَآ أَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ٥ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ٥ وَّامْرَأَتُهٗ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ٥ فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ٥﴾ [1]

ترجمہ: ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ ہلاک ہو جائے نہ اس کا مال اس کے کام آیا، اور نہ اسکی کمائی، وہ عنقریب ایک شعلہ مارتی ہوئی آگ میں داخل ہوگا، وہ بھی اور اس کی بیوی بھی جو سر پر ایندھن اٹھا کر لاتی ہے، اس کی گردن میں مضبوط بٹی ہوئی رسّی ہوگی۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر حدیث نمبر ۴۷۷۰ و نمبر ۴۷۷۱

دوسرا واقعہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ قریش نے رسول اللہ ﷺ سے کہا "اپنے رب سے دعا کرو کہ وہ ہمارے لیے صفا (پہاڑی) کو سونا بنا دے (اگر ایسا ہو گیا) تو ہم تم پر ایمان لے آئیں گے، آپ ﷺ نے پوچھا کیا واقعی تم اس پر تیار ہو؟ قریش نے جواب دیا: ہاں، چنانچہ آپ ﷺ نے دعا فرمائی، جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور آ کر عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلام کہا ہے اور ارشاد فرمایا ہے: آپ اگر چاہتے ہیں کہ ان کے لئے صفا پہاڑی کو سونے سے بدل دیا جائے تو میں ایسا کر دوں گا مگر اس کے باوجود اگر یہ لوگ ایمان نہ لائے تو پھر میں ان کو ایسا سخت عذاب دوں گا کہ کسی کو نہ دیا ہوگا اور اگر آپ چاہیں تو یہ معاملہ ایسا ہی رہنے دیں اور میں ان کے لیے توبہ ورحمت کا دروازہ کھولے رکھوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ توبہ کا دروازہ کھلا رہے۔ [11]

اس سلسلہ میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

﴿وَمَا مَنَعَنَا اَنْ نُرْسِلَ بِالْاٰيَاتِ إِلَّا أَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْن﴾[اسراء: ۵۹]

ترجمہ: اور ہم نے نشانیاں بھیجنی اس لئے موقوف کر دیں کہ اگلے لوگوں نے اس کی تکذیب کی تھی۔

تیسرا واقعہ رسول اللہ ﷺ صفا کے پاس تشریف فرما تھے کہ ابو جہل یہاں سے گزرا اور اس ملعون نے آپ ﷺ کو تکلیف پہنچائی ایک پتھر آپ ﷺ کو مارا جس سے آپ کا سر مبارک لہولہان ہو گیا، آپؐ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو اس واقعہ کا علم ہوا تو وہ ابو جہل کے پاس گئے جو اس وقت کعبہ شریفہ کے پاس قریش کی مجلس میں بیٹھا تھا، اس سے کہا: تو نے میرے بھتیجے کے ساتھ بدسلوکی کی ہے حالانکہ میں بھی اسی کے دین پر ہوں؟ پھر کمان اس کے سر پر اس زور سے ماری کہ اس کا سر پھٹ گیا۔ [12]

چوتھا واقعہ جب اسلام کو غلبہ نصیب ہو گیا تو آپ ﷺ فتح مکہ کیلئے تشریف لائے اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے فرمایا "تم اپنے ساتھیوں کو لیکر مکہ کے نشیبی علاقہ سے داخل ہونا اور پھر صفا کے پاس جمع ہو جانا ہم سب کے ملنے کی جگہ یہی ہوگی۔ [13]

گویا صفا پہاڑی کو اسلام کی عمومی دعوت کے ابتدائی دور اور پھر اسلام کے عروج کے ساتھ ایک خاص نسبت حاصل ہے۔

پانچواں واقعہ فتح مکہ سے فارغ ہو کر آپ ﷺ حجر اسود کے پاس تشریف لائے اور طواف کیا، طواف

---

[11] مسند احمد، حدیث نمبر ۲۱۶۶ حدیث صحیح، نمبر ۲۳۳۳ حدیث صحیح، تفسیر ابن کثیر ۸۸/۵

[12] سیرت ابن ہشام ۲۹۱/۱ [13] دیکھئے صحیح مسلم کتاب الجہاد، حدیث نمبر ۱۷۸

کے بعد صفا کے پاس تشریف لائے اور اس پر چڑھ کر بیت اللہ کی طرف رُخ کیا اور ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد دعائیں مانگتے رہے۔

گویا بے سروسامانی کے عالم میں صفا پر اسلام کی عمومی دعوت کا آغاز ہوا تھا تو آج اسلام کے غلبہ کے بعد اسی صفا پر تشکر وامتنان سے لبریز جذبات کے ساتھ دعائیں ہو رہی ہیں۔

اس طرح صفا وہ مقام ہے جہاں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرنی چاہیے، دعائیں کرنی چاہئیں اور اللہ تعالیٰ کے انعامات پر شکر ادا کرنا چاہیے، اور وہ وقت یاد کر کے اپنی اسلامی وابستگی اور دعوتی ہمت وجذبہ کو حوصلہ تازہ دینا چاہیے، جب آپ ﷺ نے صفا پر کھڑے ہو کر لوگوں کو اسلام کی دعوت دی اور اذیتیں برداشت کیں۔ بالآخر اسلام کو غلبہ نصیب ہوا تو اللہ کا شکر ادا کیا اور مخالفین کیلئے عام معافی کا اعلان فرمایا۔

چھٹا واقعہ عفو ودرگذر کا منظر

راہ میں کانٹے جس نے بچھائے گالیاں دیں پتھر برسائے
اس پر چھڑکی پیار کی شبنم صلی اللہ علیہ وسلم

فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ صفا پر تشریف لائے آپؐ کے آس پاس حضرات انصار بھی جمع ہو گئے، آپؐ نے اعلان فرمایا ''جو شخص ابوسفیان کے گھر [11] میں داخل ہو جائے وہ امن میں ہے، اور جو ہتھیار ڈال دے وہ بھی امن میں ہے، جو اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے اس کو بھی امان دی جاتی ہے، یہ سنکر انصار مدینہ نے آپس میں کہا '' آپ ﷺ اپنے خاندان وبستی کے لوگوں سے نہایت نرمی کا معاملہ فرما رہے ہیں جس سے لگتا ہے کہ آپؐ یہیں ٹھہر جائیں گے (اور مدینہ واپس تشریف نہیں لے جائیں گے) آپ ﷺ کو ان کی معنیٰ خیز باتیں محسوس ہوئیں تو فرمایا: تم لوگوں نے کیا کہا؟ حضرات انصار نے اپنا یہ تاثر ظاہر کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ کی پناہ، میری زندگی اور موت تمہارے ساتھ ہے'' [12]

ساتواں واقعہ وقت کی نیرنگیاں

ابھی کل ہی کی بات ہے کہ اس صفا کے اردگرد سرورِ دوعالم ﷺ اور آپؐ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو ستایا جاتا تھا، قسم قسم کی اذیتیں پہنچائی جاتی تھیں، تکلیف پہنچانے کا وہ کون سا

---

[11] ابوسفیان کا گھر شارع مدعیٰ کے شروع میں مروہ پہاڑی سے قریب تھا زمانہ دراز تک یہ گھر معروف اور مشہور رہا یہاں تک کہ سنہ ۱۰۸۲ھ/۱۶۷۱ء میں یہ مکان ''القبان ہسپتال'' میں شامل کر دیا گیا اس کے بعد ۱۳۸۵ھ/۱۹۶۵ء میں جب اس سمت کی توسیع ہوئی تو اس مکان کو منہدم کر دیا گیا۔ اخبار مکۃ للفاکہی ۴/۱۸۱، مرآۃ الحرمین ۱/۱۸۱، التاریخ القویم ۲/۸۲۔

[12] صحیح مسلم، الجہاد حدیث نمبر ۱۷۸۰، سیرت ابن ہشام ۲/۴۱۶۔

طریقہ تھا جو ان مظلوموں پر نہ آزمایا گیا ہو۔حتی کہ سرور دوجہاں ﷺ اور آپؐ کے صحابہ ؓ کو مکہ چھوڑنا پڑا، مدینہ تشریف لائے تو انہی کفار مکہ نے مدینہ پر پے در پے چڑھائی کی، بدرواُحداور خندق کی ساری جنگیں ان کی شرارتوں کا شاخسانہ تھیں، آج یہ لوگ بھی اسی صفا پہاڑی کے اردگرد جمع ہیں اور اسی دعوت توحید کا اقرار کررہے ہیں جس کو کل تک ٹھکرایا کرتے تھے اور اسی نبی کی نبوت ورسالت کا دل وزبان سے اعتراف کررہے ہیں جنہیں کل تک تکلیفیں پہنچاتے تھے، بلاشبہ حق کو بالآخر غلبہ نصیب ہوتا ہے اور اس میں عبرت ہے، عبرت حاصل کرنے والوں کیلئے۔

آٹھواں واقعہ ایک انوکھی بیعت ابھی آپ ﷺ صفا پر ہی تشریف فرما تھے کہ ابوسفیان کی اہلیہ ہند قریش کی چند دیگر خواتین کے ساتھ حاضر ہوئیں اور اسلام پر بیعت کی، حضرت عمر ؓ حضور ﷺ کی طرف سے ان عورتوں کو تلقین فرمارہے تھے، جب انہوں نے یہ کہا ''یہ عہد لیں کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گی، تو ہند نے کہا: اگر اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود ہوتا تو وہ آج ہمارے لیے کافی ہوجاتا، جب آپؐ نے کہا کہ چوری نہ کرنے کا عہد کرو، تو ہند کہنے لگی کیا آزاد اور شریف عورت چوری بھی کرسکتی ہے؟ پھر جب آپ نے فرمایا'' کہ بدکاری نہ کرنا''تو ہند کہنے لگی یارسول اللہ ﷺ کیا آزاد اور شریف عورت بدکاری بھی کرسکتی ہے؟ پھر آپؐ نے فرمایا''کسی شرعی حکم میں نبی ﷺ کی نافرمانی نہ کرنا۔تو ہند نے پھر کہا یارسول اللہ ﷺ آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں آپ کی دعوت کیا ہی شریفانہ ہے، اور کتنی اچھی ہے۔ (1)

صفا پر انسان کی طرح بولنے والے جانور کا ظہور قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے:

﴿وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ أَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ﴾ [النمل ۸۲]

ترجمہ: اور جب ان کے بارے میں (عذاب کا) وعدہ پورا ہوگا تو ہم ان کے لئے زمین سے ایک جانور نکالیں گے جو ان سے بیان کرے گا کہ لوگ ہماری آیتوں پر ایمان نہیں لاتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا''نیک اعمال کرنے میں جلدی کرو، اس سے پہلے کہ سورج مغرب سے طلوع ہو، اور دجال کا ظہور ہو اور بولنے والا جانور نکل آئے''۔

یہ جانور کہاں سے ظاہر ہوگا اس بارے میں تین قول مشہور ہیں ایک قول یہ ہے کہ یہ جانور صفا

---

(1) الروض الأنف ۷/۱۳۹۔

سے ظاہر ہوگا دوسرا یہ ہے کہ جبل ابی قیس (حرم شریف کے پاس ایک پہاڑ کا نام ہے) سے نکلے گا تیسرا قول یہ ہے کہ سب سے بڑی اور افضل مسجد سے نکلے گا اس کے علاوہ بھی اقوال ہیں مگر یہ تینوں قول زیادہ مشہور اور صحیح ہیں۔ [61] غور سے دیکھا جائے تو تینوں قول ایک ساتھ جمع ہو سکتے ہیں اس لئے کہ صفا جبل ابی قیس ہی کا حصہ ہے اور سب سے بڑی اور مکرم و مقدس مسجد مسجدِ حرام میں واقع ہے۔

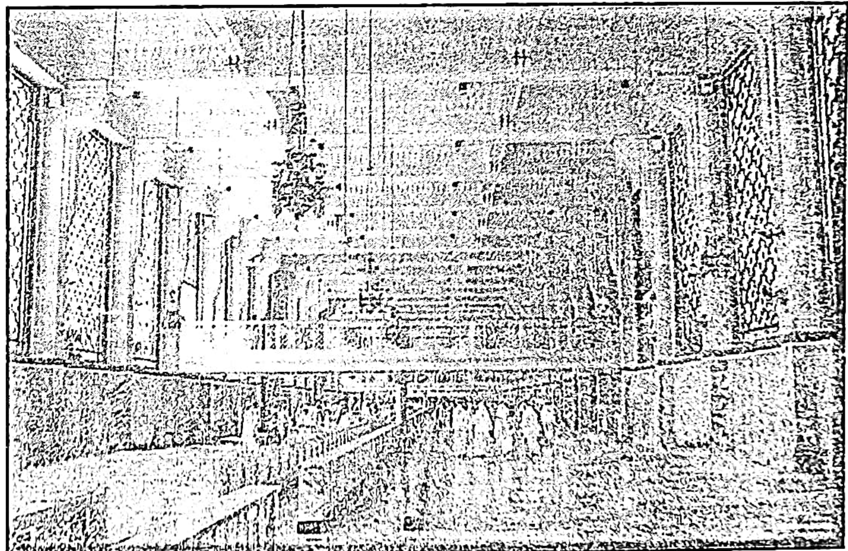
مروہ یہ بھی ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے، اس کے پتھر کا نام مَروہ ہے، جو مائل بسفیدی اور نہایت سخت ہوتا ہے کعبہ شریف کے رکن شامی سے اس کا فاصلہ تقریباً تین سو میٹر شمال مشرقی جانب ہے۔ اس کے پاس آ کر سعی کی انتہا ہوتی ہے، یہ مبارک پہاڑی بھی اللہ تعالیٰ کے شعائر میں سے ہے ارشاد ربانی ہے:

﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ﴾ [بقرہ:۱۵۸]

ترجمہ: صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں۔

نظر آئیں جب موج در موج جلوے   بہ اوقاتِ سعیِ صفا یاد رکھنا

مَسْعیٰ صفا و مروہ کے درمیان میدانی پٹی ہے اس کو مسعیٰ (سعی کرنے کی جگہ) کہا جاتا ہے یہ سعی حج اور عمرہ کے اہم ارکان میں سے ہے، اور حضرت ابراہیم اور حضرت ہاجر علیہما السلام کی سنت ہے جس کی ادائیگی کا ہم کو حکم دیا گیا ہے، رسول اللہ ﷺ نے بھی اس سنت ابراہیمی پر عمل فرمایا۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب ابراہیم علیہ السلام کو اعمال حج ادا کرنے کا حکم دیا گیا تو سعی کے



صفا مروہ کے درمیان سعی کی جگہ (گراؤنڈ فلور)

مقام پر شیطان آڑے آیا اور سعی میں مزاحمت کی لیکن آپ ہی اس پر سبقت لے گئے۔ [62]

حضرت ابن عباسؓ کی روایت میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی اہلیہ حضرت ہاجر اور بیٹے

---

[61] تفسیر طبری ۲۰/۱۴، ۱۵، تفسیر فتح القدیر ۴/۱۵۱۔ [62] مجمع الزوائد ۳/۲۵۹ قال الہیثمی رجالہ ثقات۔

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو لیکر آئے اور ان دونوں کو بیت اللہ شریف کے پاس اس جگہ لا کر چھوڑا جو مسجد حرام کا بلند حصہ اور زمزم کے قریب ٹیلہ نما تھا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا یہ زمانہ دودھ پینے کا تھا، مکہ کی حالت اس وقت یہ تھی کہ نہ تو یہاں انسانی آبادی تھی، نہ پانی کا وجود، صرف ایک تھیلی کھجوروں کی اور ایک مشکیزہ پانی کا تھا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ماں بیٹے کو دیا جب وہ واپس ہونے لگے تو حضرت ہاجرؑ نے عرض کیا اے ابرہیم آپ ہمیں اس ویران وادی میں کہاں چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ بار بار پوچھنے کے باوجود حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کوئی جواب نہیں دیا پھر حضرت ہاجرؑ نے عرض کیا ''کیا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ ''ہمیں اس وادی میں چھوڑ جائیں''؟ تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: ہاں اللہ کا حکم یہی ہے۔ یہ سن کر حضرت ہاجرؑ نے کہا ''تب تو اللہ تعالیٰ ہمیں ضائع نہیں کرے گا'' اور آپ واپس آگئیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی تشریف لے گئے اور ثنیہ (ایک ٹیلہ) کے پاس جا کر ایسی جگہ کھڑے ہوئے جہاں اہلیہ نہ دیکھ سکیں اور قبلہ رو ہو کر آپ نے ہاتھ اٹھا کر یہ دعا فرمائی:

﴿رَبَّنَا إِنِّيْ أَسْكَنتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِندَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْ إِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُم مِّنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ﴾ [ابراھیم: ۳۷]

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار میں نے اپنی اولاد میدان (مکہ) میں لا بسائی ہے جہاں کھیتی نہیں، تیرے عزت والے گھر کے پاس، اے ہمارے رب تا کہ یہ نماز پڑھیں، آپ لوگوں کے دلوں کو ایسا کر دیں کہ ان کی طرف جھکے رہیں اور ان کو میووں سے روزی دے تا کہ تیرا شکر کریں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے جانے کے بعد حضرت ہاجرؑ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو دودھ پلاتی رہیں اور وہ پانی استعمال کرتی رہیں لیکن کچھ ہی دن گذرے تھے، کہ پانی ختم ہو گیا، اب دونوں ماں بیٹا پیاس سے پریشان تھے، وہ خود تو پیاس کی پریشانی برداشت کر لیتیں لیکن جب بچہ کی بےچینی دیکھتیں تو پریشانی مزید بڑھ جاتی، بالآخر وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئیں کہ پانی تلاش کیا جائے سب سے نزدیک جگہ صفا (پہاڑی) تھی اس پر چڑھ گئیں اور اِدھر اُدھر دیکھا شاید کوئی نظر آجائے (اور وہ پانی کا انتظام کر دے) مگر کوئی نظر نہ آیا تو آپؑ پہاڑی سے نیچے اتر کر مروہ کی طرف گئیں اس پر چڑھ کر دیکھا تو وہاں بھی کوئی نظر نہ آیا، اسی کشمکش اور بےچینی کے عالم میں سات مرتبہ صفا مروہ کے درمیان چکر لگائے (اس دوران

آپ کی نظر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پر جمی رہی البتہ جب وادی میں سے گذرتیں، تو بچہ نظر سے اوجھل ہو جاتا لہٰذا وادی کو دوڑ کر کراس کرتیں (تو جہاں آپؑ چلیں وہاں چلنا ان کی سنت ٹھہرا اور جہاں وہ دوڑیں وہاں دوڑنا ان کی سنت ٹھہرا۔ اب اس وادی کی حدود کو سبز نشانوں سے متعین کیا گیا ہے جن کے درمیان سعی کے دوران دوڑ کر گزرتے ہیں)

حضرت ابن عباسؓ ارشاد نبوی نقل کرتے ہیں کہ ''ان دونوں (صفا مروہ) کے درمیان لوگوں کی سعی کا پس منظر یہی ہے۔ (یعنی یہ سعی حضرت ہاجرؑ کی یادگار ہے)

یاد آتی ہیں مجھ کو یہاں ہاجرہؑ ہر قدم ہی یہاں یاد ایّام ہے (ولی)

ساتویں بار جب وہ مروہ پر آئیں تو ایک آواز سنی، جس پر ان کو یقین نہ آیا، تو پھر کان لگا کر غور سے سننے لگیں۔ کہ شاید کوئی فریادرس ہی ہو، تو دیکھا کہ ایک فرشتہ نے اپنا پَر زمین پر مارا ہے جس سے پانی کا چشمہ ابل پڑا، حضرت ہاجرؑ آئیں اور اس چشمہ کو حوض نما بنا کر پانی کو بہنے سے روک دیا۔ (1)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم وادی کی نشیبی جگہ (2) پر تیزی سے چلتے تھے۔ آج کل اس کی علامت کیلئے سبز بتیاں روشن کردی گئیں ہیں، اور دیواروں پر سبز رنگ کی پٹیوں سے اس کی نشاندہی کی گئی ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجۃ الوداع کے ضمن میں فرماتے ہیں... پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دروازہ سے باہر صفا کی جانب تشریف لائے، صفا کے قریب جا کر یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی: ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ﴾ [بقرہ: ۱۵۸] پھر فرمایا ''میں سعی اسی سے شروع کرتا ہوں جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے شروع میں فرمایا ہے (یعنی آیت میں صفا کا ذکر پہلے ہے اور مروہ کا بعد میں)

اس طرح آپؐ نے سعی کا آغاز صفا سے کیا اس کے اوپر چڑھے اور بیت اللہ کی طرف رُخ کیا اس طور پر کہ وہ نظر آ جائے، تکبیر کہی اور یہ دعا پڑھی ''لا إلٰهَ إلّا اللهُ وَحْدَهُ لاشَرِيْکَ لَهُ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيءٍ قَدِيْرٌ، لا إلٰهَ إلَّا اللهُ وَحْدَهُ أَنْجَزَ وَعْدَهُ وَنَصَرَعَبْدَهُ وَهَزَمَ الأَحْزَابَ وَحْدَهُ'' اور دعاءِ مذکور تین دفعہ پڑھی اور اس دوران مزید دعائیں بھی فرمائیں، پھر

---

(1) صحیح بخاری، احادیث الأنبیاء حدیث نمبر ۳۳۶۴۔

(2) وادی ابراہیم کے بہاؤ کی اس جگہ کو بطن سیل کہا گیا ہے بعد میں اس کو ہموار کر دیا گیا تو اس کی دونوں حدوں پر سبز بتیوں کی نشانی لگادی گئی ہے تاکہ دوران سعی تیز رفتاری کیلئے یہ علامت کا کام دے سکے اسی جگہ کے پہلو میں حضرت عباس بن عبدالمطلب کا گھر تھا اور تاریخ کے مختلف ادوار میں اس گھر کی اصلاح ومرمت ہوتی رہی یہاں تک کہ ۱۳۷۶ھ میں صفا و مروہ کے درمیان اس جگہ کی توسیع ہوئی تو اس مکان کو منہدم کر دیا گیا (اخبار مکہ للفاکہی ۳/۲۷۰، الزہور المقتطفہ ص ۱۰۰، التاریخ القویم ۸/۲۷)۔

مروہ کی جانب تشریف لے گئے جب آپؐ نشیبی جگہ (میلین اخضرین) پہنچتے تو تیز چلتے جب اوپر چڑھتے تو عام چال چلتے مروہ پہنچ کر وہی عمل کیا جو صفا پر کیا تھا۔ یعنی قبلہ رو ہو کر دعائیں کیں اور ''لا إلٰه الا اللہ...... پڑھا[1]

معلوم ہوا کہ سعی کے دوران دعاؤں کا اہتمام مسنون ہے۔ سات چکروں کی کوئی مخصوص دعا نہیں جو چاہیں اور جس زبان میں چاہیں دعائیں مانگیں۔

بہت سے لوگ تو سعیِ صفا و مروہ میں   قدم بڑھائے دعا کرتے جا رہے ہوں گے

سببِ نزول آیت ''إِنَّ الصَّفَا...'' کا شان نزول یہ ہے کہ اہل کتاب کا یہ عقیدہ تھا کہ اساف نامی مرد اور نائلہ نامی عورت نے خانہ کعبہ میں زنا کیا جس کی سزا میں ان کی شکل مسخ کر کے پتھر بنا دیا گیا، لوگوں نے اساف کو لا کر صفا پر رکھ دیا اور نائلہ کو مروہ پر، تاکہ لوگ عبرت حاصل کریں، وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کو مقدس سمجھا جانے لگا اور ان کی پوجا شروع ہو گئی۔

اُدھر زمانہ جاہلیت میں بھی صفا مروہ کی سعی کی جاتی تھی، جب اسلام آیا تو بعض لوگوں کو خیال ہوا کہ صفا مروہ کی سعی ان مذکورہ بتوں کی وجہ سے کی جاتی تھی، لٰہذا زمانہ اسلام میں اس سے بچنا چاہیئے، اسی اشکال کا ازالہ آیت ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ...﴾ کے نزول سے ہوا۔[2]

مسعیٰ کی تجدید و اصلاح صفا مروہ کے درمیان جہاں سعی کی جاتی ہے وہ غیر ہموار اور اونچی نیچی تھی، اس کی اصلاح و مرمت کا کام مختلف ادوار میں بار ہا ہوا، یہاں تک کہ آج وہ نہایت خوبصورتی اور صفائی و ستھرائی کی آئینہ دار ہے، چھت بنا کر پوری میدانی پٹی کو دو منزلہ بنایا گیا ہے، ایک وقت وہ تھا جب مسعیٰ مسجد حرام سے علیحدہ تھی حتی کہ درمیان میں مکانات و عمارتیں حائل تھیں، نیز مسعیٰ کی دونوں جانب دکانیں تھیں جن کے بیچ سے گزر کر سعی کی جاتی تھی، سعودی حکومت نے عمارتوں اور دکانوں کو خرید کر اس انداز سے تعمیر کیا کہ مسعیٰ کو مسجد حرام سے ملا دیا، نیز صفا مروہ کی درمیانی مسافت کو ہموار کر کے عمدہ قسم کا فرش بنا دیا گیا ہے، مسعیٰ کی لمبائی ۵،۳۹۴ میٹر ہے، یہ پیمائش صفا کی بلندی پر دیوار سے شروع ہو کر مروہ کی بلندی پر دیوار تک ہے۔ مسعیٰ کی پٹی کا عرض ۲۰ میٹر ہے، گویا مسعیٰ کی ایک منزل کا مساحتی رقبہ ۵،۳۹۴×۲۰=۷۸۹۰ مربع میٹر ہے اور دونوں منزلوں کا مساحتی رقبہ ۱۵۷۸۰ مربع میٹر ہے پہلی منزل کی بلندی ۵،۱۱،۷ میٹر جبکہ دوسری منزل کی بلندی ۵،۸ میٹر ہے، صفا مروہ کے درمیان مسعیٰ کی دوسری منزل پر جانے کیلئے متحرک سیڑھیاں اور لفٹیں

[1] صحیح مسلم، کتاب الحج حدیث نمبر ۱۲۱۸۔ [2] اخبار مکۃ للفاکہی ۵/۱۶۴ نمبر ۱۴۳۸ با سناد حسن، شفاء الغرام ۲/۲۷۹۔

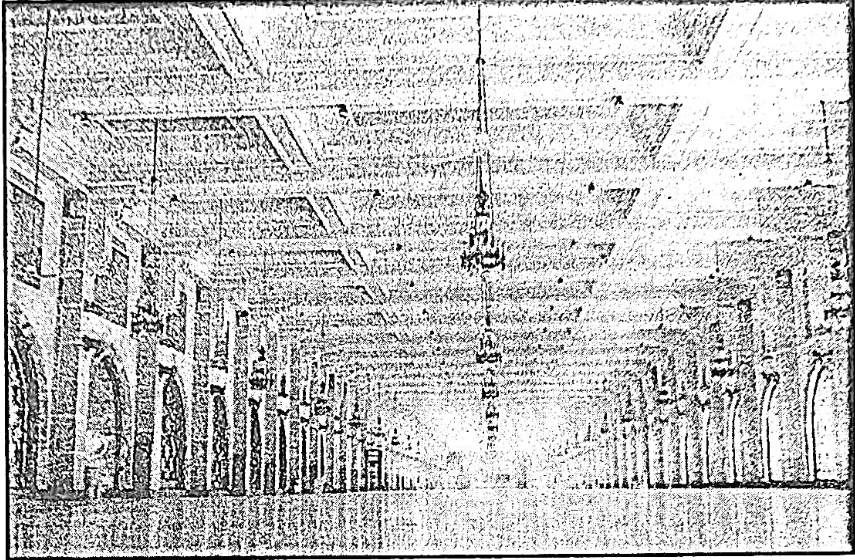
المروة
٣٣
٣٥ باب مراد
باب المروة ٣١
شمال
جنوب
متحرک سیڑھی
٣٦
٣٤
باب المدعى ٣٠
٣٧ باب المحصب
م = میٹر
٣٨ باب عرفة
باب المعلاة ٢٩
٣٩
بالائی گزرگاہ ٢٨
٤١ ٤٠
باب الحجون ٢٧
متحرک سیڑھی
بالائی گزرگاہ
٤٢
باب بني شيبة ٢٦
(٣٠٠)
بالائی گزرگاہ ٢٥
باب السلام ٢٤
بالائی گزرگاہ ٢٣
باب النبي صلى الله عليه وسلم ٢٢
بالائی گزرگاہ ٢١
باب العباس رضي الله عنه ٢٠
سبز پٹی
للرجال
زمزم پینے کیلئے تہ خانہ
للنساء
باب علي رضي الله عنه ١٩
بالائی گزرگاہ ١٨
سبز پٹی
باب بني هاشم ١٧
بالائی گزرگاہ ١٦ ١٥
(٢١٠)
متحرک سیڑھی
١٤
الصفا
١٣
باب الصفا

صفا مروہ کے درمیان سعی کی جگہ (مسعیٰ) کا خاکہ جس میں دروازوں، گذرگاہوں اور متحرک سیڑھیوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔ نیز ان دروازوں کے نام اور نمبر اور کعبہ شریفہ سے صفا اور مروہ کا تقریبی فاصلہ اور مطاف کے نیچے زمزم پینے کیلئے تہہ خانہ کی نشاندہی کی گئی ہے۔



ہیں۔ متحرک سیڑھیاں باب الصفا کے باہر اور لفٹیں باب الصفا کی اندرونی جانب ہیں۔

صفامروہ کی پہلی منزل میں عام دروازوں کے علاوہ سات ایسی گزرگاہیں ہیں جو پل نما ہیں ان کا فائدہ یہ ہے کہ جو لوگ صفا مروہ کی جانب سے براہ راست مسجد حرام میں داخل ہونا چاہیں وہ ان پل نما گزرگاہوں کے ذریعہ جا سکتے ہیں، تا کہ ان کی وجہ سے سعی کرنے والوں کی سعی میں کوئی خلل واقع نہ ہو، واضح رہے کہ مسعیٰ کی پہلی منزل دو حصوں میں تقسیم ہے ایک حصہ صفا سے مروہ جانے کیلئے خاص ہے اور دوسرا حصہ مروہ سے



صفامروہ کے درمیان سعی کی جگہ (بالائی منزل)

صفا واپسی کیلئے ہے، ان دونوں راہوں کے درمیان جالی دار رکاوٹ کے ذریعہ دو چھوٹی گزرگاہیں بنائی گئی ہیں جن میں سے معذور و کمزور لوگوں کو وہیل چیئر (Wheel Chair) کے ذریعہ سعی کرائی جاتی ہے، یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ پہلی منزل کو ائیر کنڈیشنڈ کر دیا گیا ہے، سعی کے دوران دو جگہ سبز رنگ اور سبز لائٹ کی نشانی ظاہر کی گئی ہے ان کے درمیان مردوں کیلئے تیز رفتاری سے چلنا مسنون ہے۔ (۱)

کبھی محوِ سعیِ صفا اور مروہ کبھی آبِ زمزم کا جام اللہ اللہ (ولی)

۱۴۱۷ھ اور ۱۴۲۳ھ میں مروہ پہاڑی پر پتھروں کی ناہمواری کو ختم کر کے ہموار کر دیا گیا ہے، اور اس کے گرد مختلف دروازے لگائے گئے ہیں تا کہ سعی کرنے کے بعد باہر نکلنا آسان ہو، اسی سمت میں دو پل نما گزرگاہیں بھی بنادی گئیں ہیں جن میں سے ایک تو بالائی سڑک پر جانے کیلئے استعمال ہوتی ہے۔ جبکہ دوسری گزرگاہ آخری چھت سے براہ راست قرارہ (۲) کی جانب عام سڑک پر آنے جانے کیلئے استعمال ہوتی ہے۔ (۳)

---

(۱) التاریخ القویم ۱۱۲/۵، تطور عمارۃ وتوسعۃ المسجد الحرام ص ۹۰، قصۃ التوسعۃ الکبریٰ نمبر ۱۳۷۔ **نوٹ**: بوڑھے اور معذور حضرات کیلئے وہیل چیئرز (Wheel Chair) کا مفت انتظام ہے جن پر انہیں سعی وطواف کرایا جا سکتا ہے، جبکہ کچھ وہیل چیئرز ایسی ہیں جن کی اجرت ادا کر کے سعی کرائی جاتی ہے۔ ماضی قریب میں ایسی وہیل چیئرز کا انتظام بھی کر دیا گیا ہے جو حجاج ومعتمرین کو ضروری دستاویز جمع کرانے کے بعد مفت مہیا کی جاتی ہیں تا کہ وہ اپنی رہائش سے مسجد تک آمد و رفت کیلئے استعمال کر سکیں۔

(۲) قرارہ مسجد حرام کی شمالی سمت میں ایک مقام ہے۔ (۳) درر الجامع الثمین ص ۷۸۔

مسجد حرام

جب مسجد حرام کا لفظ بولا جائے تو اس سے مراد کعبہ شریفہ، اس کے آس پاس مطاف کی جگہ، اور وہ ساری توسیعات ہوتی ہیں جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد سے شاہ فہد کے زمانہ تک مختلف تاریخی ادوار میں ہوتی رہی ہیں نیز مسجد حرام کے اطلاق میں وہ صحن بھی شامل ہیں جو مسجد کے اردگرد نماز کیلئے تیار کیے گئے ہیں۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ روئے زمین پر سب سے پہلے مسجد کونسی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''مسجد حرام'' پھر پوچھا کہ اس کے بعد دوسری مسجد کونسی ہے؟ آپ نے جواب دیا ''مسجد اقصیٰ'' مزید پوچھا کہ ان دونوں کے درمیان کتنا فاصلہ تھا؟ فرمایا چالیس سال۔ (۱)

ابن قیمؒ فرماتے ہیں مسجد اقصیٰ سے وہ تعمیر مراد ہے جو حضرت یعقوب بن اسحاق علیہما السلام نے کی، اس لئے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کو اوّلاً بنایا نہیں بلکہ پرانی عمارت کی تجدید کی تھی۔ (۲)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسجد حرام میں ایک نماز کا اجر وثواب ایک لاکھ نمازوں سے زیادہ ہے۔ (۳)

چنانچہ مسجد حرام میں ایک نماز پچپن سال چھ ماہ، بیس رات کی ان نمازوں کے برابر ہوتی ہے جو عام مساجد میں پڑھی گئیں ہوں، یہ بات واضح رہے کہ اجر وثواب کی زیادتی کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ مسجد حرام میں ایک نماز کی ادائیگی ایک سے زائد نمازوں کے قائم مقام بن سکتی ہے، نیز ایک نماز کی ادائیگی پرانی نمازوں کی قضا نہیں بن سکتی۔ لہٰذا اگر کسی کے ذمہ دو نمازوں کی قضا تھی اور اس نے ایک نماز کی قضا مسجد حرام میں پڑھی تو یہ ایک نماز ہی کی ادائیگی ہوئی دوسری نماز کی قضا باقی رہے گی۔ (۴) معلوم ہوا کہ یہ صرف اجر وثواب کی زیادتی ہے اصل تعداد کی نہیں۔

خانہ کعبہ کے چاروں طرف گول صفوں کی ابتداء ایک زمانہ تک لوگ امام کی اقتداء میں نماز باجماعت مقام ابراہیم کے پیچھے ادا کرتے رہے اور صرف اسی ایک جانب جماعت قائم ہوتی باقی سمتوں میں صفیں نہیں ہوتی تھیں لیکن جب نمازیوں کی کثرت ہوگئی تو یہ سمت تنگ پڑگئی، مکہ کے گورنر خالد بن عبداللہ القسری متوفی ۱۲۰ھ نے بیت اللہ کے چاروں طرف گولائی میں صفیں بنوادیں، جس کی تائید اس وقت کے علماء فقہاء اور تابعین نے کی، چنانچہ اس وقت سے آج تک چاروں طرف صفیں قائم ہوتی چلی آرہی ہیں۔

---

(۱) صحیح مسلم، المساجد، نمبر ۱۱۶۱۔ (۲) زاد المعاد ۱/۲۱

(۳) سنن ابن ماجہ۔ ابواب اقامۃ الصلوٰۃ حدیث نمبر ۱۴۰۶ (۴) الزہور المقتطفہ۔ ص ۳۴

زہے سرور و خوشا لذت رکوع و سجود جب اپنے سامنے بیت الحرام ہوتا ہے

ابن جریج کہتے ہیں میں نے حضرت عطاءؒ سے پوچھا: جب لوگ تھوڑے ہوں تو وہ مقام ابراہیمؑ کے پیچھے نماز ادا کریں یا کعبہ شریفہ کے چاروں طرف حضرت عطاءؒ نے جواب دیا بہتر یہ ہے کہ ان کی صف کعبہ کی چاروں طرف پھیلی ہو، پھر یہ آیت پڑھی:

﴿وَتَرَى الْمَلَآئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ﴾ [زمر:۷۵]

ترجمہ: اور اے پیغمبر آپ فرشتوں کو دیکھیں گے کہ عرش کے چاروں طرف حلقہ باندھے ہوئے اپنے رب کی حمد وثنا کی تسبیح کر رہے ہوں گے۔

یہ بات ذہن میں رہے کہ جو شخص خانہ کعبہ کے پاس نماز ادا کرے اس پر لازم ہے کہ بعینہٖ کعبہ کا رخ کرے، جیسا کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ "مشرق و مغرب کے درمیان سارا قبلہ ہے سوائے اس شخص کے جو کعبہ کے پاس ہو۔ ❶

یعنی جو شخص خانہ کعبہ کے قریب نماز پڑھے وہ اپنا رُخ سیدھا بیت اللہ کی طرف کرلے، اور جو بیت اللہ سے دور ہے تو اس کیلئے صرف اس سمت رُخ کرلینا کافی ہے جس سمت میں بیت اللہ واقع ہے۔ حضرت ابن ابوالحسین کہتے ہیں: کعبہ شریفہ مسجد حرام میں موجود لوگوں کا قبلہ ہے، اور مسجد حرام اہل حرم کا قبلہ ہے۔ ❷

سعودی دور حکومت میں جو دو توسیعات ہوئی ہیں اس میں تہ خانہ چھتیں، مسعیٰ اور مسجد حرام کے صحن وغیرہ شامل ہیں جہاں تمام نمازیوں کیلئے بیت اللہ شریف دیکھ کر بعینہٖ اس کی طرف رُخ کرنا ایک مشکل کام تھا لہٰذا سعودی حکومت نے کعبہ شریفہ کے چاروں طرف صفوں کا صحیح رخ متعین کرنے کیلئے فرش میں کھدائی کر کے اس میں نیلے رنگ کی لائنیں لگا دی ہیں جن سے بعینہٖ کعبہ کی طرف صف بندی آسان ہوگئی ہے۔

نماز تراویح کی چودہ سو سالہ تاریخ

رمضان المبارک کی خصوصی عبادات میں سے روزہ اور تراویح ہیں۔ آئندہ سطور میں حرمین شریفین میں تراویح کی تعداد کی بابت ایک تاریخی جائزہ پیش کیا جا رہا ہے۔

نماز تراویح عہد نبوی میں صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (رمضان کی) ایک رات مسجد میں نماز تراویح پڑھی، لوگوں نے بھی آپ ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھی، پھر دوسری رات آپ ﷺ نے نماز پڑھی تو مقتدیوں کی تعداد بڑھ گئی۔ پھر تیسری

❶ اخبار مکہ للفاکہی باسناد صحیح، نمبر ۲۹۱۔ ❷ اخبار مکہ للأزرقی ۱۹/۲۔

یا چوتھی رات آپ ﷺ نماز تراویح کیلئے مسجد میں تشریف نہ لائے، اور صبح آ کر فرمایا: میں نے تمہارا شوق دیکھ لیا، اور میں اسی ڈر سے مسجد میں نہیں آیا کہ یہ نماز تراویح تم پر فرض کر دی جائے گی۔ (۱۱)

معلوم ہوا کہ آنحضور ﷺ نے اپنی زندگی میں دو یا تین دفعہ رمضان کی راتوں میں یہ نماز باجماعت پڑھائی امام ابن تیمیہؒ اور علامہ شوکانیؒ فرماتے ہیں کہ نماز تراویح کی بابت تمام احادیث کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ آنحضور ﷺ نے تراویح کی تعداد مقرر نہیں کی۔

عہد صدیقی خلیفہ راشد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم انفرادی طور پر یا چھوٹی چھوٹی جماعتوں کی صورت میں تراویح کا اہتمام کرتے۔

عہد فاروقی خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے دوران ان سب کو ایک جماعت کے تحت منظّم کر دیا، چونکہ اب تراویح کے فرض ہو جانے کا احتمال نہیں تھا۔ یوں پورا رمضان نماز عشاء کے بعد باجماعت بیس تراویح اور تین وتر پر تمام صحابہ کرام کا اجماع و اتفاق ہو گیا۔ (۱۲)

آج کل بعض حضرات پورے رمضان میں باجماعت تراویح اور باجماعت وتر ادا کرتے ہیں، چونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں حضرات صحابہؓ نے ایسا ہی کیا تھا لیکن تراویح کی تعداد کے بارے میں انہیں اشکال ہو جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں درج ذیل روایت پیش نظر رکھی جائے تو یہ اشکال بھی رفع ہو جائے گا۔ ارشاد نبوی ہے:

اوصیکم بتقوی اللّٰہ والسمع والطاعة وان کان عبداً حبشیاً فانهٗ من یعش منکم بعدی فسیریٰ اختلا فاً کثیراً فعلیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المهدیین تمسکوا بها وعضوا علیها بالنواجذ (۱۳)

ترجمہ: میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ تقویٰ اختیار کرو، امیر کی اطاعت کرو چاہے وہ حبشی غلام ہو تم میں سے جو میرے بعد زندہ رہے گا وہ بہت اختلاف دیکھے گا پس تم میری سنّت اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنّت کو لازم پکڑو اس سے وابستہ رہو اور اپنی داڑھوں کے ساتھ مضبوط پکڑے رکھو۔

☆ اس حدیث میں آنحضور ﷺ نے اپنی امت کو تاکید کی ہے کہ میری سنت پر عمل کرنا تمہارے لیے ضروری ہے، اور میرے بعد میرے خلفاء راشدین کی سنت پر عمل کرنا بھی ضروری ہے۔ اور اس اصول پر سختی سے کاربند رہو۔ یوں آپ ﷺ نے خلفاء راشدین کے جس طریقے کو قابل عمل سنت قرار دیا ہے اسے ناقابل عمل بدعت کیونکر کہا جا سکتا ہے؟

---

(۱۱) صحیح مسلم، باب الترغیب فی صلاۃ التراویح۔ (۱۲) موطا امام مالک۔ باب ماجاء فی قیام رمضان۔ نصب الرایہ ج ۲ ص ۱۵۴
(۱۳) ترمذی حدیث نمبر ۲۶۷۶ (حدیث حسن صحیح) البانی نے بھی اس کی سند کو صحیح لکھا ہے۔ مشکاۃ محقق ۱/۲۸۔

اور جس طریقے کو آپؐ نے مضبوط تھامے رکھنے کا حکم دیا ہے اسے چھوڑنے کی تلقین کیسے کی جاسکتی ہے؟اور جس عمل پر حضرات صحابہ کرام کا اتفاق ہوگیا ہواس میں اختلاف کی گنجائش کہاں رہتی ہے؟

الغرض تراویح کی بابت خلیفہ راشد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ سنت مندرجہ بالا حدیث کا مصداق ہے۔لہٰذا پورا رمضان عشاء کے بعد باجماعت بیس تراویح اور تین وتر پڑھنے چاہئیں۔

عہد عثمانی تیسرے خلیفہ راشد حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بھی باجماعت بیس تراویح اور تین وتر کا معمول رہا ①

عہد علی چوتھے خلیفہ راشد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بھی باجماعت بیس تراویح اور تین وتر ادا کیئے جاتے تھے۔②

حرم مکی شریف میں تراویح صحاح ستہ کی مشہور کتاب جامع ترمذی میں ہے کہ اکثر اہل علم کا وہی مسلک ہے جو حضرت عمرؓ وحضرت علیؓ اور دوسرے صحابہ کرام ؓ سے منقول ہے کہ تراویح بیس رکعت ہیں، حضرت سفیان ثوریؒ اور حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کا بھی یہی قول ہے۔امام شافعیؒ فرماتے ہیں: میں نے خود دیکھا ہے کہ اہل مکہ بیس تراویح پڑھتے ہیں۔③

امام شافعیؒ اپنی مشہور کتاب ''الأم ج ۱ ص ۱۴۲'' میں لکھتے ہیں کہ بیس تراویح حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہیں اور اہل مکہ بھی بیس تراویح اور تین وتر پڑھتے ہیں۔

تیسری صدی ہجری کے مشہور مورخ مکہ محمد بن اسحاق فاکہی نے رمضان کے دوران اہل مکہ کے معمولات میں پانچ ترویحوں کا ذکر کیا ہے۔④ (واضح رہے کہ ایک ترویحہ چار رکعات پر مشتمل ہوتا ہے،تو اہل مکہ کی کل تراویح بیس رکعات ہوئیں)

الغرض چودہ سو سالہ دور گواہ ہے کہ حرم مکی شریف میں بیس تراویح پڑھی جاتی رہیں اور اب بھی یہی معمول ہے۔تاریخ اسلامی میں ایک دن بھی ایسا نہیں ملتا جب حرم مکی شریف میں آٹھ تراویح پڑھی گئی ہوں۔



---

① سنن کبریٰ بیہقی باب عدد رکعات القیام فی رمضان
② سنن کبری بیہقی۔باب عدد رکعات القیام فی رمضان
③ جامع ترمذی، باب ماجاء فی قیام رمضان۔
④ اخبار مکۃ للفاکہی ۲ / ۱۵۶ - ۱۵۷

مسجد نبوی شریف میں تراویح سعودی عرب کے نامور عالم مشہور مفسر اور شیخ الحدیث مدینہ منورہ کے سابقہ قاضی اور مسجد نبوی شریف کے مدرس شیخ عطیہ سالمؒ نے مسجد نبوی شریف میں تراویح کی چودہ سو سالہ تاریخ پر عربی زبان میں ایک کتاب لکھی ہے جسکا عنوان ہے: ''ایک ہزار سال سے زائد عرصہ میں مسجد نبوی میں تراویح کی تاریخ''، جس میں انہوں تاریخی حوالوں سے ثابت کیا ہے کہ چودہ صدیوں سے مسجد نبوی شریف میں بیس تراویح ادا کی جارہی ہیں [11] وہ لکھتے ہیں کہ چودھویں صدی میں سعودی حکومت قائم ہوجانے کے بعد بھی حرم مکی اور حرم مدنی میں بیس تراویح اور تین وتر پڑھے جاتے ہیں اور آج تک اسی پر عمل ہورہا ہے [12]

حرمین شریفین میں نماز تراویح کی ادائیگی کا یہ روح پرور اور حسین منظر مواصلاتی سیارے کے توسط سے دنیا کے مختلف ممالک میں ٹی وی اور ریڈیو پر دیکھا اور سنا جاسکتا ہے۔

چودہ سو سالہ عمل پہلی صدی ہجری سے پندرھویں صدی تک حرمین شریفین میں بیس رکعات تراویح پڑھی جارہی ہیں۔

مسجد حرام میں نمازی کے آگے سے گزرنا اس موضوع پر سعودی سکالر ڈاکٹر عبداللہ بن عبدالعزیز جبرین نے ایک کتابچہ لکھا ہے جس میں اہل علم کی آراء اور اس موضوع سے متعلق دلائل ذکر کئے ہیں۔ ذیل میں ان کی تحقیق کے نتائج کا تذکرہ کیا جارہا ہے: [13]

(۱) نمازی کے سُترہ کے آگے سے گزرنا جائز ہے (سُترہ سے مراد وہ رکاوٹ ہے جو اس کی سجدہ گاہ کے آگے ہو)

(۲) جماعت ہورہی ہو تو مقتدیوں کے سامنے سے گزرنا جائز ہے۔

(۳) مطاف (طواف کرنے کی جگہ) میں نمازیوں کے آگے سے طواف کرتے ہوئے گزرنا جائز ہے۔

(۴) نمازی کی سجدہ گاہ یعنی تقریباً سوا میٹر جگہ چھوڑ کر گزرنا درست ہے۔

(۵) ایسی صورت میں بھی نمازی کے آگے سے گزرنے کی گنجائش ہے جب وہ مسجد کے راستوں اور گزرگاہوں میں نماز پڑھ رہا ہو، اور لوگ مسجد میں داخل ہورہے ہوں یا نکل رہے ہوں۔

(۶) امام اور منفرد (تنہا نمازی) کی سجدہ گاہ کے اندر سے گزرنا جائز نہیں، سوائے کسی شدید ترین

---

[11] التراویح اکثر من الف عام فی مسجد رسول اللہ ﷺ ص ۴۱۔۵۸ [12] حوالۂ بالا ص ۶۵

[13] تفصیل کیلئے دیکھئے کتاب ''حکم المرور بین یدی المصلی داخل المسجد الحرام۔

مجبوری کے، جسے شریعت کی اصطلاح میں اضطراری کیفیت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ چونکہ جس حدیث میں نمازی کے آگے سے گزرنے کی ممانعت ہے اس میں مسجد نبوی یا مسجد حرام کو مستثنیٰ نہیں کیا گیا بلکہ اسمیں بالعموم نمازی کے آگے سے گزرنے پر وعید ہے، ارشاد نبوی ہے ''اگر نمازی کے آگے سے گذرنے والے کو یہ معلوم ہو جائے کہ اس گزرنے کا کیا وبال ہے تو اس کے لئے چالیس تک کھڑا رہنا گزرنے کی نسبت آسان ہو۔ (۱)

یہ تفصیل اس لئے بیان کر دی گئی ہے کہ عام لوگ مسجد نبوی اور مسجد حرام میں بے دھڑک نمازیوں کے آگے سے گذرتے ہیں اور اسے شرعی طور پر جائز سمجھتے ہیں، جبکہ اسکا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

تاریخ اسلامی میں مسجد حرام کی توسیع بارہا ہوئی ہے ذیلی نقشہ سے مرحلہ وار توسیع اور صاحب توسیع اور تاریخ توسیع معلوم ہو سکتی ہے۔

نمبر	توسیع کنندگان	سنہ توسیع
۱	حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ	۱۷ھ مطابق ۶۳۹ء
۲	حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ	۲۶ھ مطابق ۶۴۸ء
۳	ابو جعفر منصور عباسی رحمہ اللہ	۱۳۷ھ مطابق ۷۵۵ء
۴	عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما	۶۵ھ مطابق ۶۸۵ھ
۵	ولید بن عبدالملکؒ	۱۳۷ھ مطابق ۷۵۵ء
۶	محمد المہدی عباسیؒ	۱۶۰ھ مطابق ۷۷۷ء
۷	معتضد عباسیؒ	۲۸۴ھ مطابق ۸۹۷ء
۸	مقتدر عباسیؒ	۳۰۶ھ مطابق ۹۱۸ء
۹	ملک عبدالعزیزؒ	۱۳۷۵ھ مطابق ۱۹۵۵ء
۱۰	شاہ فہد بن عبدالعزیز حفظہ اللہ	۱۴۰۹ھ مطابق ۱۹۸۸ء (۲)

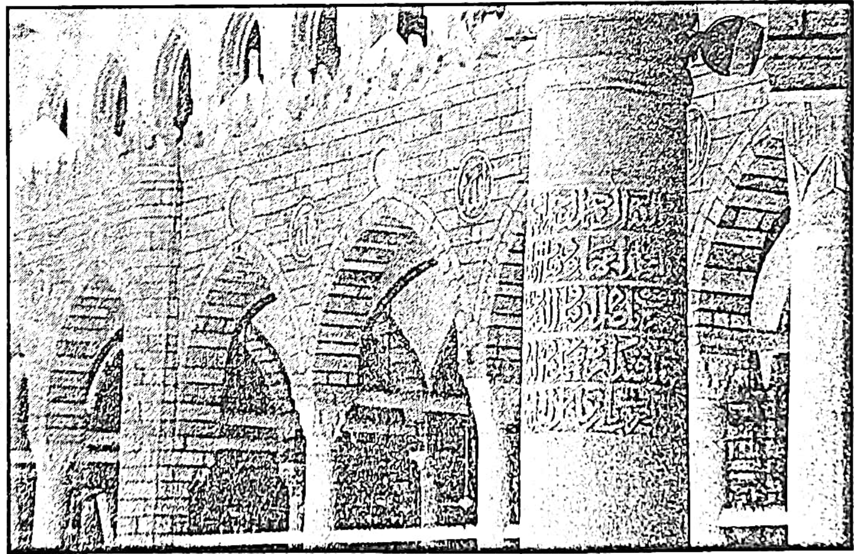
آئندہ صفحات میں ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور مہدی عباسی کی توسیع مسجد حرام کا ذکر قدرے تفصیل سے کریں گے، نیز عثمانی ترکی تعمیر اور سعودی توسیع اول و دوم کا بیان بھی ذرا تفصیل سے کیا جائے گا اس لیے کہ اس وقت یہ آخر الذکر تعمیرات ہر حاجی و زائر کی جلوہ نگاہ ہیں۔

---

(۱) صحیح بخاری کتاب الصلواۃ حدیث ۵۰۱ (۲) الأرج المسکی ص ۱۶۴، ۱۶۶، توسعۃ وعمارہ الحرمین الشریفین ۲/۴۰

حضرت عمرؓ کی توسیع رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ کے عہد مبارک میں مسجد حرام کے اطراف میں چار دیواری نہ تھی، بلکہ چاروں طرف رہائشی مکانات تھے، حضرت عمرؓ کے دور میں مسجد حرام میں جگہ کی قلت محسوس کی گئی تو آپؓ نے آس پاس کے مکانات خرید کر مسجد حرام میں شامل کردیئے، کچھ لوگوں نے اپنے مکانات بیچنے سے انکار کیا تو آپؓ نے فرمایا ''تم لوگ کعبہ کی قریبی زمین پر آکر آباد ہوئے تھے، کعبہ شریفہ تمہاری زمین پر آباد نہیں ہوا، الغرض آپؓ نے ان مکانات کو گرا کر مسجد میں شامل کردیا اور ان کی قیمت کعبہ شریفہ کے خزانہ میں بطور امانت رکھوادی، جب مالکان نے دیکھا کہ حضرت عمرؓ نے اجتماعی مصلحت کی خاطر اپنے عزم کی تکمیل کرلی ہے تو انہوں نے اپنے مکانات کی قیمت وصول کرلی۔ اسی دوران حضرت عمرؓ نے مسجد حرام کے اطراف میں چار دیواری بنوائی، دروازے لگائے، اور مطاف کی زمین کو ہموار کرایا۔ ⓫

مہدی عباسی کی توسیع حضرت عمرؓ کی توسیع مشرق مغرب، اور شمال میں ہوئی جنوبی سمت میں توسیع نہ ہوسکی، چونکہ اس طرف وادی ابراہیم واقع تھی، عباسی خلیفہ مہدی متوفی ۱۶۹ھ نے مسجد کی تعمیر نو اور اس سمت میں بھی توسیع کا حکم دیا، تاکہ خانہ کعبہ درمیان میں، ہو انجینیروں کو بلایا گیا تو انہوں نے رپورٹ دی کہ یہ منصوبہ بڑا پُر مشقت اور مہنگا ہے چونکہ اس کیلئے ہمیں وادی کے بہاؤ کے رُخ کو دوسری جانب پھیرنا پڑے گا،



ایک قدیم ستون اور ترکی عمارت کا ایک منظر

مہدی نے یہ سن کر تاریخی جملہ کہا ''یہ توسیعی منصوبہ ہر حال میں مکمل کرنا ہے چاہے اس کے لئے مجھے بیت المال کا سارا خزانہ خرچ کرنا پڑے''، انجینیروں نے امیر المؤمنین کا عزم دیکھا تو اس منصوبہ پر کام شروع کردیا جو بفضل الٰہی تکمیل کو پہنچا۔ اس تعمیر کی مضبوطی اور استحکام کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ یہ

⓫ اخبار مکۃ للأزرقی ۶۸/۲، مثیر الغرام ص ۱۴۲، شفاء الغرام، ۲۲۴/۱

توسیعی تعمیر آٹھ سو دس سال باقی رہی یعنی ۱۶۹ھ ۷۸۵ء سے ۹۷۹ھ ۱۵۷۱ء تک بلکہ اس تعمیر کے کچھ ستون مسجد حرام کی ترکی تعمیر میں آج بھی باقی ہیں اور بعض پر تاریخی کتبے تحریر ہیں نیز ان میں سے اکثر ستون سنگ مرمر کے ایک ہی پتھر سے تراش کر نصب کیے گئے ہیں۔

ترکی تعمیر ۹۷۹ھ ۱۵۷۱ء میں مسجد حرام کے متصل مدرسہ قایتبائی کے گر جانے کی وجہ سے مسجد کی مشرقی چھت میں شگاف پڑ گیا، اس لئے سلطان سلیمان قانونی نے حکم دیا کہ مسجد حرام کی تعمیر نو کی جائے ۹۸۰ھ ۱۵۷۲ء میں تعمیراتی کام شروع کر دیا گیا جس کی تکمیل سلطان سلیمان کے بیٹے سلطان مراد کے زمانہ ۹۸۴ھ/ ۱۵۷۶ء میں ہوئی یہ تعمیر مطاف کے چاروں سمت ہے اور آج ۴۴۰ سال سے زیادہ عرصہ گزر جانے کے باوجود قائم ہے۔

واضح رہے کہ اس تعمیر میں مسجد حرام کی مساحت میں کوئی اضافہ نہیں ہوا۔ (۱)

سعودی دورِ حکومت میں مسجد حرام کی توسیع ۱۳۴۴ھ ۱۹۲۵ء میں شاہ عبدالعزیزؒ نے ایک فرمان جاری کیا، جس میں یہ ہدایت کی گئی، کہ مسجد حرام میں جو بھی اصلاح و مرمت کا کام ہے ا س کو بحسن وخوبی انجام دیا جائے، مسعیٰ میں پختہ فرش لگا دیا جائے اور اس کی چھت نئی بنائی جائے، مطاف میں موجود تعمیرات کو گرا کر طواف کی جگہ کو کشادہ کر دیا جائے۔ اس کے علاوہ شاہ عبدالعزیز مسجد حرام کی اصلاح و مرمت اور دیگر ضروریات کا بہت خیال رکھتے تھے۔

ادھر مسجد حرام میں صرف پچاس ہزار افراد نماز ادا کر سکتے تھے ۳۰۶ھ ۹۱۸ء سے کوئی قابل ذکر توسیع نہیں ہوئی تھی جبکہ آمد و رفت کے وسائل کی کثرت ہوائی جہاز، سمندری جہاز بس و کار وغیرہ کی بہتات کی وجہ سے حج کا سفر آسان ہو گیا، مزید یہ کہ سعودی دور حکومت میں امن و امان قائم ہو چکا تھا۔ نتیجتاً حجاج کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ ہو گیا، اور مسجد حرام کی توسیع کی شدید ضرورت پیش آئی، چنانچہ شاہ عبدالعزیز نے ۱۳۶۸ھ ۱۹۴۸ء میں مسجد حرام اور مسجد نبوی کی توسیع کا عزم ظاہر کیا اور اس کی تیاریاں شروع کر دی گئیں، ابھی تعمیر و توسیع کے منصوبے تیار ہو رہے تھے کہ ملک عبدالعزیز ۱۳۷۳ھ/ ۱۹۵۳ء میں انتقال فرما گئے۔

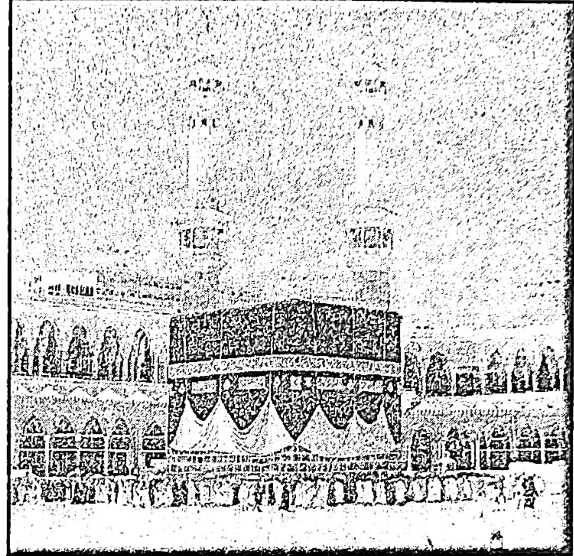
پہلی سعودی توسیع شاہ عبدالعزیز کی وفات کے بعد اس کام کا آغاز ان کے بیٹے شاہ سعود کے دور میں شروع ہوا یہ تعمیر و توسیع ۱۳۷۵ھ ۱۹۵۳ء میں شروع ہو کر مختلف مرحلوں میں بیس سال کے عرصہ میں

---

(۱) التاریخ القویم ۴/ ۵۳۳، قصۃ التوسعۃ الکبریٰ ص ۱۹۵۔

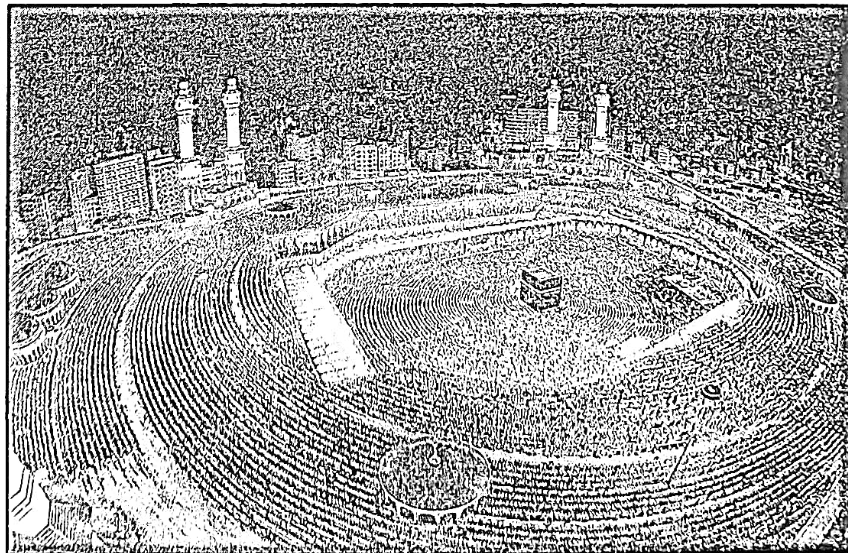
پوری ہوئی، جس کی لاگت باسٹھ کروڑ ریال سے زائد ہے، اس تعمیر میں حصہ لینے والے ملازمین و ماہرین کی تعداد پچپن ہزار سے زائد تھی، اور بن لادن کمپنی کے ذریعہ یہ کام انجام پایا۔ (۱۱)

نماز کیلئے چھت کا استعمال اس تعمیر وتوسیع کے بعد ایک قابل ذکر کام یہ ہوا کہ خادم حرمین شریفین شاہ فہد نے شاہی فرمان جاری کیا کہ مسجد حرام کی چھت کو اس طرح تیار کر دیا جائے کہ چھت پر بھی نماز ادا ہو سکے، وہاں آواز، روشنی اور پانی کا بندوبست کر دیا جائے، اوپر جانے کیلئے متحرک سیڑھیاں لگا دی جائیں، اور چھت پر ٹھنڈے پتھر کا فرش لگا دیا جائے۔ الغرض اس مقصد کیلئے تمام مطلوبہ اقدامات کیے جائیں ۱۴۰۶ھ ۱۹۸۶ء میں اس پر عمل درآمد کیا گیا، جس کے اخراجات کا اندازہ تقریباً تین کروڑ ریال ہے، اس اصلاح و مرمت کے بعد چھت کا ۴۲،۰۰۰ مربع میٹر رقبہ اس قابل ہو گیا کہ اس پر (۱۰۵،۰۰۰) افراد نماز پڑھ سکتے ہیں۔ (۱۲)



خانہ کعبہ کے پس منظر میں ترکی اور سعودی عمارت کا ایک منظر

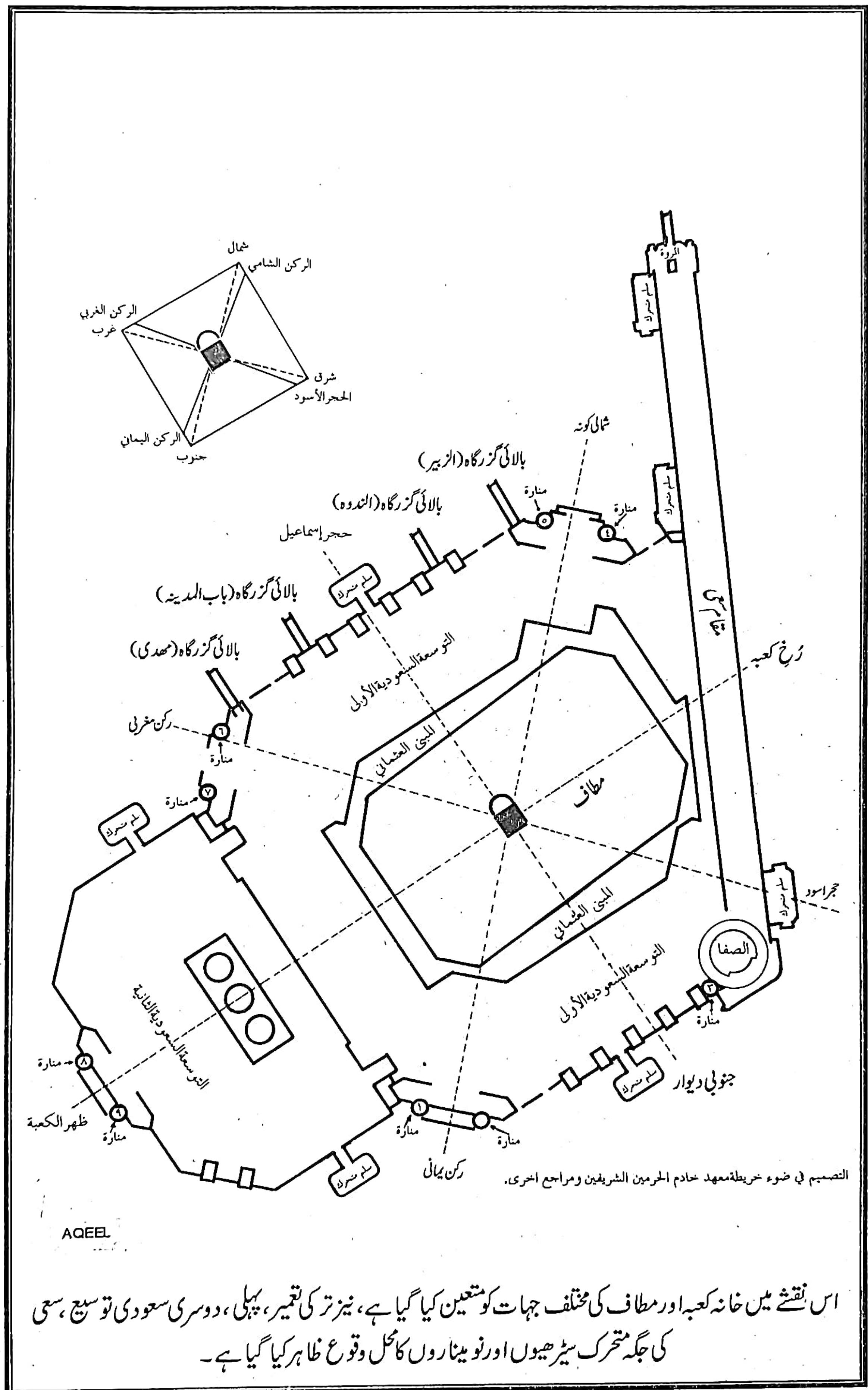
دوسری سعودی توسیع شاہ فہد بن عبد العزیز نے صفر ۱۴۰۹ھ ۱۹۸۸ء میں دوسری سعودی توسیع کا سنگ بنیاد رکھا یہ تعمیری وتوسیعی کام ذیقعدہ ۱۴۱۳ھ ۱۹۹۳ء میں پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ اس توسیع میں باب عمرہ اور باب عبد العزیز کے درمیان ایک وسیع عمارت تعمیر کی گئی جس کی اصل جگہ ۱۹،۰۰۰ مربع میٹر ہے اس میں نماز کیلئے درج ذیل چار منزلیں ہیں:



مسجد حرام کی چھت (ایک خوبصورت منظر)

---

(۱۱) تطور عمارة وتوسعة المسجد الحرام ص ۹۱، القافلہ شوال ۱۴۱۹ھ ص ۶۱ (۱۲) قصة التوسعة الكبرىٰ ص ۲۸، درر الجامع الثمين ص ۷۵،



اس نقشے میں خانہ کعبہ اور مطاف کی مختلف جہات کو متعین کیا گیا ہے، نیز ترکی تعمیر، پہلی، دوسری سعودی توسیع، سعی کی جگہ متحرک سیڑھیوں اور نو میناروں کا محل وقوع ظاہر کیا گیا ہے۔

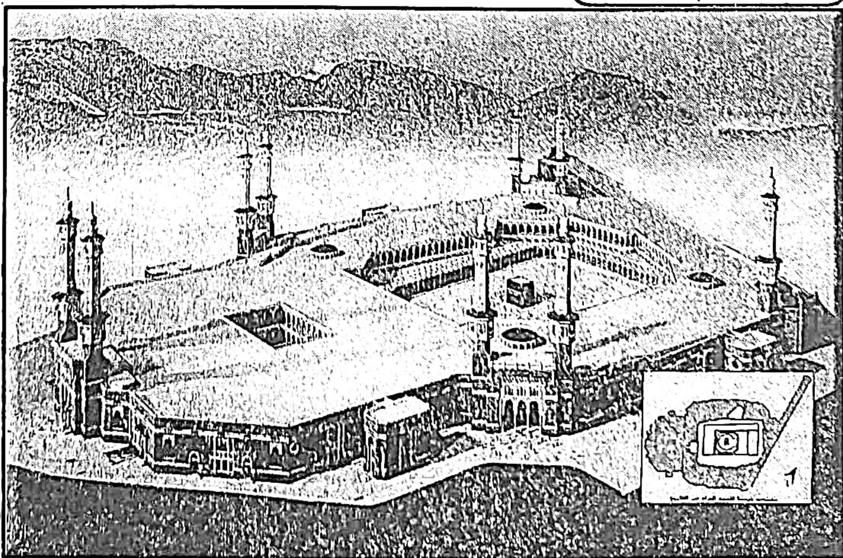


دوسری سعودی توسیع کا سنگ بنیاد

تہہ خانہ اس کے اوپر پہلی اور دوسری منزل ہے اس پر چھت کی پلاننگ اس انداز سے کی گئی ہے کہ اس پر بہت بڑی تعداد نماز ادا کر سکتی ہے، ان چاروں منزلوں (تہہ خانہ، پہلی منزل، دوسری منزل اور چھت) کا کل رقبہ ۱۹،۰۰۰x۴=۷۶۰۰۰ مربع میٹر ہے، اس نئی عمارت کی بنیادیں ایسی مستحکم و مضبوط بنائی گئیں ہیں کہ ضرورت پڑنے پر مزید ایک منزل تعمیر کی جا سکتی ہے اس عمارت میں تین گنبد ہیں ہر گنبد کا رقبہ ۱۵x۱۵ = ۲۲۵ مربع میٹر ہے۔ اور ہر ایک کی بلندی ۱۳ میٹر ہے تہ خانہ میں اترنے کیلئے اور دوسری منزل اور چھت پر جانے کیلئے اس توسیعی عمارت کے دونوں طرف عام سیڑھیوں کے علاوہ متحرک سیڑھیاں بھی ہیں ہر منزل میں ستونوں کی تعداد ۵۳۰ ہے۔ جن میں سے ایئر کنڈیشن سسٹم کی ٹھنڈی ہوا کی نکاسی بھی ہوتی ہے۔

نوٹ: مسجد حرام کی دوسری توسیعی عمارت میں دو تہ خانہ ہیں، ایک نماز کیلئے اور دوسرا مسجد حرام کے فنی اور ٹیکنیکل معاملات کے کنٹرول کیلئے، جس میں عمومی داخلہ منع ہے، اس لیے ہم نے سطور بالا میں صرف ان چار منزلوں اور ان کے مساحتی رقبہ کا ذکر کیا ہے جو عملاً نماز کیلئے استعمال ہوتی ہیں۔

مسجد حرام کے صحن شاہی فرمان کے مطابق مسجد حرام کے چاروں طرف توسیع کر کے صحن بنا دیئے گئے ہیں جن پر سفید ٹھنڈے پتھر کا فرش لگایا گیا ہے اور اس پر صفوں کے نشانات دیئے گئے تا کہ نمازیوں کی صفیں ٹھیک رُخ پر قائم ہو سکیں صحن میں پینے کا پانی، نکاسئ آب اور روشنی کا انتظام عمدہ طریقہ پر کیا



دوسری سعودی توسیع کا ماڈل

گیا ہے، ہر طرف وضو خانے اور بیت الخلاء بنا دیئے گئے ہیں۔

کبھی صحنِ حرم میں بیٹھکر محوِ حرم ہونا وہ موقع یاد آتا ہے وہ جذبہ یاد آتا ہے

صحنوں سے متعلق مزید معلومات:

مسعیٰ کی مشرقی جانب قشاشیہ میں صحن کا رقبہ	باب عبدالعزیز کے سامنے صحن کا رقبہ	شامی سمت صحن کا رقبہ	تمام صحنوں کا مجموعی رقبہ	ان میں نمازیوں کی گنجائش
۴۶،۰۰۰ مربع میٹر	۲۸،۰۰۰ مربع میٹر	۱۴،۰۰۰ مربع میٹر	۸۸،۰۰۰ مربع میٹر	۲۲۰،۰۰۰

پہلی اور دوسری سعودی توسیع کی بابت اہم معلومات:

تہ خانے کی اندرونی اونچائی	پہلی منزل کی بلندی	دوسری منزل کی بلندی	بیرونی دیوار کی بلندی	ہر منار کی بلندی	دروازوں کی تعداد	مسجد کے گرد متحرک سیڑھیاں
۴ میٹر	۹،۸۰ میٹر	۹،۶۴ میٹر	۲۰،۹۶ میٹر	۸۹ میٹر	۹۵ سے زائد	۷ عدد

مسجد حرام کا رقبہ اور اس میں نمازیوں کی گنجائش:

نمبر شمار	بیانات	رقبہ	کل رقبہ	نمازیوں کی گنجائش	کل نمازیوں کی گنجائش
۱	پہلی سعودی توسیع سے قبل مسجد کا رقبہ جس میں صرف مطاف اور ترکی تعمیر تھی	۲۹،۰۰۰ مربع میٹر	۲۹،۰۰۰ مربع میٹر	۵۰،۰۰۰اافراد مطاف کی تعمیرات کے ازالہ سے پہلے	۷۲،۰۰۰افراد مطاف میں تعمیرات کے انہدام کے بعد
۲	سعودی دور کی پہلی توسیع (تہہ خانہ اور دوسری منزل پر مشتمل)	+ ۱۳۱،۰۰۰ مربع میٹر	= ۱۶۰،۰۰۰ مربع میٹر	+ ۳۲۷،۰۰۰ افراد	= ۳۹۹،۰۰۰ افراد

۳	۱۴۰۶ھ میں پہلی سعودی توسیع کی چھت کو نمازیوں کیلئے تیار کیا گیا	+ ۴۲،۰۰۰ مربع میٹر	= ۲۰۲،۰۰۰ مربع میٹر	+ ۱۰۵،۰۰۰ افراد	= ۵۰۴،۰۰۰ افراد
۴	دوسری سعودی توسیع (تہ خانہ پہلی اور دوسری منزل، چھت)	+ ۷۶،۰۰۰ مربع میٹر	= ۲۷۸،۰۰۰ مربع میٹر	+ ۱۹۰،۰۰۰ افراد	= ۶۹۴،۰۰۰ افراد
۵	مسجد حرام کے اطراف میں صحن کا رقبہ	+ ۸۸،۰۰۰ مربع میٹر	= ۳۶۶،۰۰۰ مربع میٹر	+ ۲۲۰،۰۰۰ افراد	= ۹۱۴،۰۰۰ ازدحام کے وقت دس لاکھ سے زیادہ افراد نماز ادا کرتے ہیں

مسجد حرام کے دروازے کعبہ شریفہ کے اطراف میں مطاف کے اردگرد قریش آباد تھے، انہوں نے مطاف اور بیت اللہ تک آنے جانے کیلئے مکانوں کے درمیان گلی نُما جگہ خالی چھوڑی ہوئی تھی ان کے مکانات اور بیت اللہ کے درمیان کوئی دیوار حائل نہیں تھی، سب سے پہلے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد حرام کی توسیع کی تو مطاف کے گرد دیواریں بھی بنادیں اور ان میں دروازے لگوادیئے پھر جیسے جیسے مسجد حرام کی توسیع ہوتی گئی دروازوں کی تعداد بھی بڑھتی رہی یہاں تک کہ دوسری سعودی توسیع کے بعد ان کی تعداد ۹۵ سے متجاوز ہوگئی، اس میں وہ دروازے بھی شامل ہیں جو تہ خانہ، پہلی اور دوسری منزل میں داخل ہونے کیلئے ہیں، نیز متحرک سیڑھیوں کے دروازے اور پل نما گزرگاہوں کے دروازے بھی شامل ہیں، ان کی گنتی کا آغاز باب ملک عبدالعزیز سے شروع ہوکر دوسری سعودی توسیع کے آخری دروازہ نمبر ۹۵ پر ختم ہوتا ہے۔ [1]

واضح رہے کہ بعض دروازے کچھ عرصہ قبل ہی بنائے گئے ہیں جو مذکورہ تعداد میں شامل نہیں ہیں مثلاً مسعیٰ میں باب بنی شیبہ کی جانب پل نما گزرگاہ اور مروہ کے قریب بنائے گئے نئے دروازے وغیرہ۔ اس طرح مسجد کے دروازوں کی تعداد ۱۱۲ سے متجاوز ہوگئی۔

منارہ ہائے بلند و بالا حریفِ اوجِ مَہ و ثریّا

مسجد حرام کے مینار مسجد حرام کی عمارت میں نو مینار ہیں جن میں سے آٹھ مینار چار صدر دروازوں (باب ملک عبدالعزیز، باب فتح، باب عمرہ اور باب ملک فہد) پر بنائے گئے ہیں، جبکہ نواں مینار صفا سے

[1] التاریخ القویم ۴/۴۲۱، قصۃ التوسعۃ الکبریٰ ص ۳۸۷۔

متصل دروازے پر بنایا گیا ہے ہر مینار ایک مستحکم بنیاد پر قائم ہے جس کا گھیرا ۲۷ مربع میٹر ہے ان میناروں کے اندر گول سیڑھی ہے جس سے میناروں پر چڑھا جاسکتا ہے۔ ⑪

جہاں دیکھتے تھے جدھر دیکھتے تھے حرم کے منارے نمایاں نمایاں

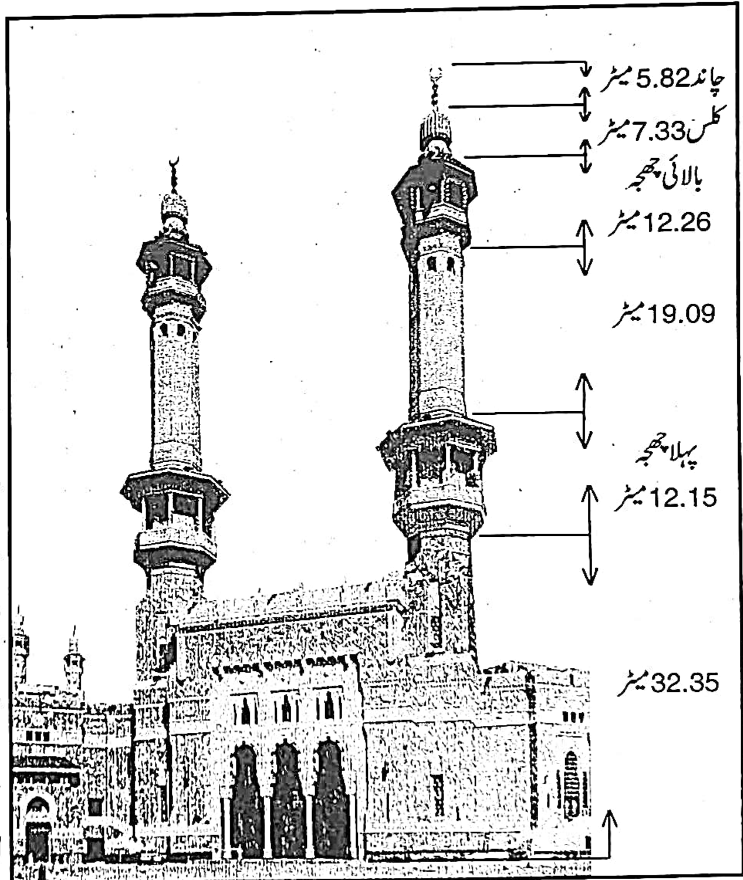
ہر مینار چھ اجزاء پر مشتمل ہیں جن کی بلندی درج ذیل ہے:

مینار کی بیرونی چوکور بنیاد	مینار کا پہلا چھجہ	مینار کا گول حصہ	منار کا دوسرا چھجہ	مینار کا گنبد	مینار کا چاند	مکمل مینار کی بلندی
۳۲،۳۵ میٹر	۱۲،۱۵ میٹر	۱۹،۰۹ میٹر	۱۲،۲۶ میٹر	۷،۳۳ میٹر	۵،۸۲ میٹر	۸۹ میٹر

متحرک سیڑھیاں خادم حرمین شریفین کے دور میں مسجد حرام کی عمارت کے گرد سات متحرک سیڑھیاں نصب کی گئی ہیں جو بجلی سے چلتی ہیں، تاکہ ان کے ذریعہ دوسری منزل اور چھت پر جانا آسان ہو۔ حتی کہ دوسری سعودی توسیع میں تہ خانہ میں اترنے کیلئے بھی متحرک سیڑھیاں نصب ہیں مسجد کے گرد یہ ساتوں سیڑھیاں درج ذیل مقامات کے قریب ہیں۔

☆باب اجیاد سے متصل ☆باب صفا کے پاس ☆مروہ کے نزدیک ☆باب الفتح کے قریب ☆شامیہ کی جانب باب عمرہ کے قریب ، دوسری توسیع کے شمال وجنوب دونوں طرف۔

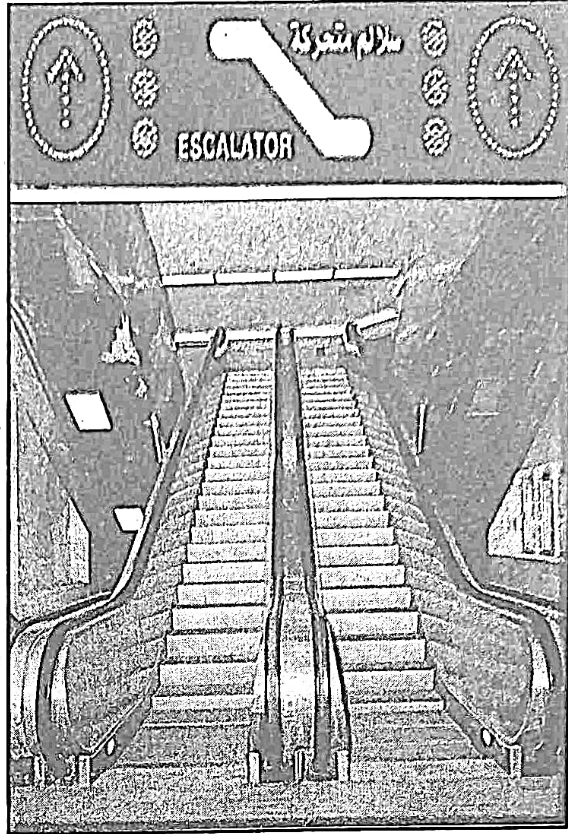
ہر گروپ چار عدد سیڑھیوں پر مشتمل ہے اس کیلئے جو عمارت تیار کی گئی ہے ان میں سے ہر ایک کا رقبہ ۳۷۵ مربع میٹر ہے، ایک سیڑھی ایک گھنٹہ میں میں پندرہ سو افراد منتقل کرسکتی ہے ، ان کے علاوہ بعض



مسجد حرام کے مینار اور بعض پیمائشیں

⑪ توسعۃ وعمارۃ الحرمین الشریفین ص ۵۲

متحرک سیڑھیاں ہیں جو عمارت کے اندرونی حصوں میں ہیں ❶ نیز باب صفا کے قریب دو لفٹیں ہیں جو عمومی استعمال کیلئے ہیں، جبکہ چاروں صدر دروازوں کے قریب دو دو لفٹیں خصوصی استعمال کیلئے ہیں۔



مسجد حرام میں متحرک سیڑھیوں کا ایک منظر

ائیر کنڈیشن اسٹیشن دوسری سعودی توسیع اور مسعیٰ کی پہلی منزل کو ائیر کنڈیشنڈ کرنے کیلئے مسجد حرام سے ۶۰۰ میٹر دور اجیاد روڈ پر پلانٹ قائم کیا گیا ہے، جو چھ منزلہ عمارت پر مشتمل ہے اس میں جدید ترین مشینری کے ذریعے ہوا کو ٹھنڈا کر کے پائپ لائن کے ذریعہ دوسری سعودی تعمیر کے نچلے تہ خانہ میں پہنچایا جاتا ہے۔ جو اس عمارت کے ستونوں میں موجود خلا سے نکل کر مطلوبہ حصے کی فضا کو ٹھنڈا کرتی ہے۔ ❷

وضو خانے اور بیت الخلاء صحن کے مختلف اطراف میں ایسی عمارات تیار کی گئی ہیں جو وضو خانوں اور استنجا خانوں پر مشتمل ہیں ان میں عورتوں، مردوں کیلئے علیحدہ علیحدہ انتظام ہے، ایک عمارت عبدالعزیز گیٹ کے سامنے زیر زمین ہے، جو دو منزلوں پر مشتمل ہے۔ اس میں ۶۹۰ بیت الخلاء اور ۴۴۹ وضو کی ٹوٹیاں ہیں۔ جبکہ دوسری عمارت مروہ کے صحن میں ہے یہ بھی دو منزلہ ہے، ان وضو خانوں کا کل رقبہ ۱۴۰۰۰ مربع میٹر ہے، ان وضو خانوں اور استنجا خانوں میں اعلیٰ قسم کے ٹائل لگے ہیں، اور ان کے اندر کپڑے یا بیگ وغیرہ لٹکانے اور نہانے کا انتظام موجود ہے۔ اس میں ۱۴۴۰ بیت الخلاء اور ۱۰۹۱ وضو کی ٹوٹیاں۔ ان کے علاوہ مسجد حرام کے شمالی جانب بھی وضو خانے اور استنجا خانے ہیں۔ ❸

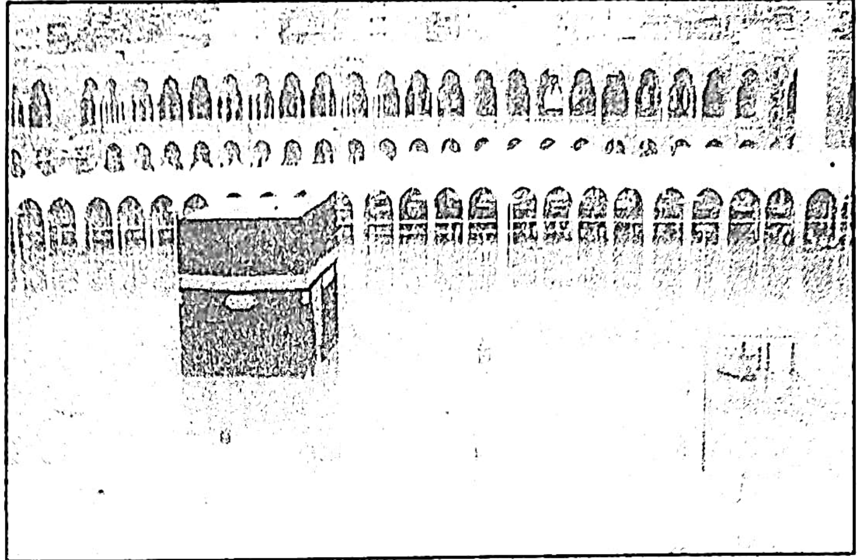
سیلابی پانی اور مستعمل پانی کی نکاسی مسجد حرام چونکہ وادی میں واقع ہے اس لیے ہمیشہ سیلابوں کی زد میں رہی۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور آپ کے بعد دیگر خلفاء اپنے اپنے زمانہ میں اس خطرہ کی روک تھام کیلئے کوششیں کرتے رہے خادم حرمین شریفین شاہ فہد نے اس مقصد کیلئے ایک جامع پروگرام

---

❶ تطور عمارۃ وتوسعۃ المسجد الحرام ص ۱۰۰، الکعبۃ المعظمۃ ص ۲۱۴۔ ❷ قصۃ التوسعۃ الکبریٰ ص ۳۶۳۔

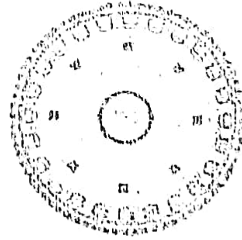
❸ قصۃ التوسعۃ الکبریٰ ص ۳۴۲، عمارۃ المساجد ص ۵۴۔

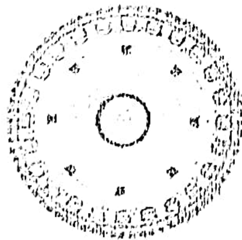
بنانے کا فرمان جاری کیا تا کہ اس پورے خطہ سے بارش اور سیلاب کے پانی کی نکاسی ممکن ہو سکے چنانچہ پانی کی نکاسی کیلئے زیر زمین پکی گذرگاہیں تیار کی گئیں جن کی بلندی چار میٹر ہے۔ ①



خانہ کعبہ کے اردگرد مطاف میں سیلابی پانی کا ایک (قدیم) منظر

گاڑیوں کیلئے سرنگ گاڑیوں کی آمدورفت کیلئے باب ملک عبدالعزیز کے سامنے ایک سرنگ تیار کی گئی ہے تا کہ پیدل چلنے والے سکون واطمینان سے مسجد میں داخل ہوں اور ازدحام کی شکل بھی نہ بنے نیز مسجد کے متصل گاڑیوں کا شور نہ ہو اور باب عبدالعزیز کے سامنے کا سارا صحن نماز کیلئے استعمال ہو سکے، یہ سرنگ مغرب میں شبیکہ پل سے شروع ہو کر مشرق میں جبل ابوقبیس کے پاس ختم ہوتی ہے اس کی لمبائی ۱۵۰۰ میٹر ہے، اور اس کا چھتا ہوا حصہ ۶۶۱ میٹر ہے، اس سرنگ میں دو راستے ہیں ایک مکہ کی مغربی جہت سے آنے والوں کیلئے ہے اور دوسرا مکہ مکرمہ کی مشرقی سمت اور منیٰ، مزدلفہ وعرفات سے آنے والوں کیلئے ہے، اس سرنگ میں چار عدد پارکنگ ہیں جہاں گاڑیاں رک کر نمازیوں کو اتار دیتی ہیں اور وہ متحرک سیڑھیوں کے ذریعہ مسجد حرام کے صحن تک پہنچتے ہیں اس سرنگ میں روشنی اور ہوا کا بہترین انتظام ہے۔ سرنگ کی نگرانی اور احتیاطی تدابیر کے پیش نظر سرنگ میں کیمرے نصب کیے گئے ہیں تا کہ پوری سرنگ پر نظر رکھی جا سکے۔





① شفاء الغرام ۲/۲۶۰، قصۃ التوسعۃ الکبریٰ ص ۳۴۲۔

منیٰ کا معنی بہنا ہے، چونکہ یہاں پر ایام عیدالاضحیٰ میں قربانیاں کی جاتی ہیں اوران کا خون بہتا ہے، اس لیے اس جگہ کو منیٰ کہا جاتا ہے، ایک قول یہ بھی ہے کہ اہل عرب ایسی جگہ کو منیٰ کہتے ہیں جہاں لوگ جمع ہوتے ہوں، یہاں پر بھی لوگ حج کے موقع پر جمع ہوتے ہیں اس مناسبت سے اسے منیٰ کہا جانے لگا، اس کا محل وقوع مکہ اور مزدلفہ کے درمیان ہے یہ مسجد حرام سے مشرقی جانب ۷ کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے جبکہ سرنگ کے راستہ سے پیدل صرف ۴ کلومیٹر کا فاصلہ ہے، منیٰ میں حجاج کرام ۸/۱۱/۱۲/اور بعض لوگ ۱۳/ذی الحجہ کو رات گذارتے ہیں، اس سلسلہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاذْكُرُوا اللهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْدُودَاتٍ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلا إِثْمَ عَلَيْهِ وَمَنْ تَأَخَّرَ فَلا إِثْمَ عَلَيْهِ لِمَنِ اتَّقٰى...﴾ [البقرہ:۲۰۳]

ترجمہ: اور گنتی کے چند دنوں میں اللہ کا ذکر کرتے رہو پھر جو کوئی منیٰ سے جلدی کر کے دو ہی دن میں چلا گیا اس پر کوئی گناہ نہیں اور جس نے دو دن سے تاخیر کی اس پر بھی کوئی گناہ نہیں، یہ سب باتیں اس شخص کیلئے ہیں جو اللہ سے ڈرے۔

ببولوں کی گھنیری چھاؤں اور وہ خاک کا بستر　　وہ خاص انداز میں حاجی بہم خوابیدہ خوابیدہ

یہ مشعر ہے اور حدود حرم کے اندر ہے، یہیں پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شیطان کو کنکریاں ماریں جب وہ آپ کے راستے میں رکاوٹ بنا، اسی مقام پر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے بدلہ میں جنت سے آیا ہوا دنبہ ذبح کیا گیا، حجۃ الوداع کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سنت ابراہیمی پر عمل کرتے ہوئے انہی تین مقامات پر کنکریاں ماریں اور جانور ذبح فرمائے، اسی سنت پر عمل کرتے ہوئے تمام حجاج کرام جمرات کو کنکریاں مارتے ہیں اور قربانی کرنے والے قربانی کرتے ہیں

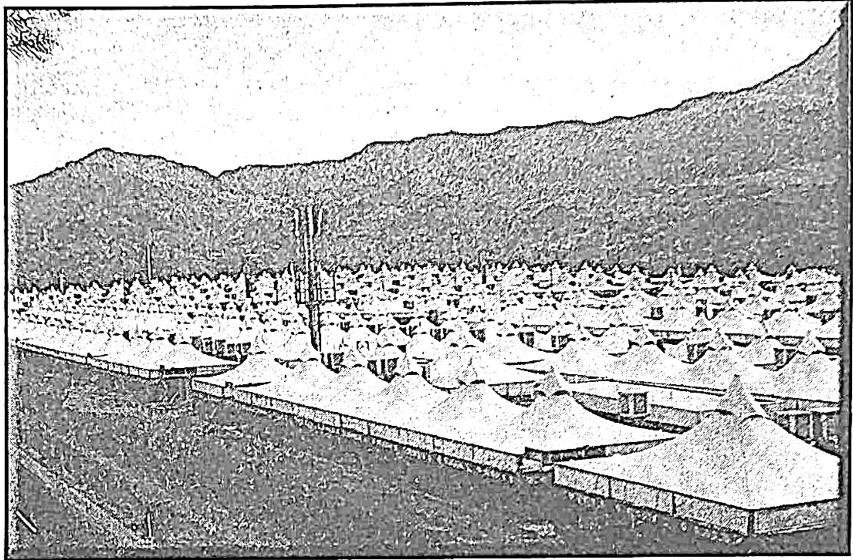
واں ذبیح وخلیل اور چھری اور گلا　　راہِ حق میں شہادت کا پیغام ہے
شکر ہے امتحاں آج ویسا نہیں　　ہدیِ حج پہ ہی حاصل وہ انعام ہے (ولی)

یہیں پر مسجد خیف ہے جس میں بہت سے انبیاء کرام اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہم اجمعین نے نمازیں ادا کیں۔ اسی منیٰ کے ایک پہاڑ کے دامن میں حضرات انصار رضی اللہ عنہم نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت عقبہ اولیٰ اور ثانیہ کی جس کے نتیجہ میں مدینہ منورہ میں اسلام پھیلا اور آنحضور ؐ وصحابہ کرام ؓ نے مدینہ منورہ ہجرت کی، منیٰ میں سورۃ النصر اور سورۃ المرسلات نازل ہوئیں، حجۃ الوداع کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں راتیں گذاریں اور قربانی کے بعد ارشاد فرمایا: ”میں نے اس جگہ قربانی کی ہے

اور سارا منیٰ قربان گاہ ہے۔ لہٰذا اپنے اپنے خیمہ میں قربانیاں کرو۔ (1)

منیٰ کی چاندنی راتیں کبھی نہ بھولینگی   وہ تازگاہ قناتیں کبھی نہ بھولینگی (نفیس)

سعودی اقدامات سعودی حکومت حجاج کے آرام وراحت کیلئے نمایاں خدمات انجام دیتی ہے، حجاج کی کثرت کی بنا پر منیٰ کی جگہ تنگ ہوتی جا رہی تھی، حکومت نے منیٰ کے پہاڑوں کو کاٹ کر اونچی نیچی جگہ کو ہموار کر کے خیموں کی جگہ میں اضافہ کیا ہے، بڑے منظّم طریقہ پر سڑکوں اور پلوں کا جال بچھا دیا ہے، فلٹر شدہ شیریں پانی وافر مقدار میں فراہم کیا ہے، ایسے خیمے نصب کیے ہیں جو فائر پروف ہیں، جگہ جگہ وضو خانوں اور حمامات کا انتظام ہے، ہر تھوڑے فاصلہ پر ڈسپنسریاں قائم کی گئی ہیں جن میں حجاج کرام کے علاج کا فری انتظام ہے، سکیورٹی پولیس اور ٹریفک پولیس کی خدمات بھی قابل ستائش ہیں، منیٰ کی حدود ظاہر کرنے کیلئے بڑے بڑے بورڈ لگائے گئے ہیں، ان وسائلِ راحت کو خوب سے خوب تر کرنے کیلئے حکومتی کوششیں مسلسل جاری ہیں۔



منیٰ میں آگ پروف خیمے

پیدل کا راستہ مسجد حرام سے منیٰ کے فاصلہ کو مختصر کرنے کیلئے سرنگیں بنا دی گئی ہیں۔ سرنگوں سے نکلیں تو پیدل چلنے والوں کیلئے سایہ دار راستہ بنایا گیا ہے، جس میں جگہ جگہ پر پینے کا ٹھنڈا پانی، وضوخانے اور استنجا خانے موجود ہیں۔

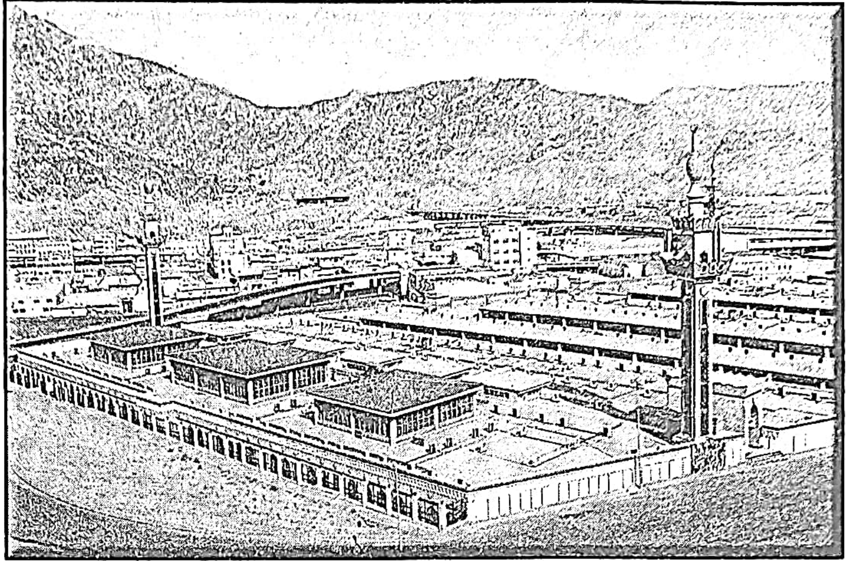
کمالِ ذوق وشوق سے رواں ہیں اہلِ کارواں   پیادہ چل رہا ہے کوئی اور کوئی سوار ہے

مسجد خیف یہ منیٰ کے جنوبی پہاڑ کے دامن میں واقع ہے اور چھوٹے جمرہ کے نزدیک ہے، اس

---

(1) سیرت ابن ہشام ۱/۴۳۱، ۴۴۰، اخبار مکۃ للفاکہی ۴/۲۴۶، فتح الباری ۸/۳۴۷ صحیح مسلم، کتاب الحج، حدیث نمبر ۱۲۱۸ فتح القدیر ۵/۵۰۸ صحیح بخاری کتاب جزاء الصید حدیث نمبر ۱۸۳۰۔

مبارک مسجد میں رسول اللہ ﷺ اور آپؐ سے پہلے بہت سے حضرات انبیاء علیہم السلام نے نمازیں پڑھیں ہیں، حضرت یزید بن اسود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کیا، اور فجر کی نماز آپؐ کے ساتھ مسجد خیف میں ادا کی۔ ❶ حضرت عبد الرحمٰن بن معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منیٰ میں خطبہ دیا، آپؐ نے مہاجرین کو فرمایا کہ مسجد کے اگلے حصہ میں خیمہ زن ہو



مسجد خیف

جائیں، اور انصار مسجد کے پچھلے حصہ میں قیام کریں ان کے بعد باقی لوگ قیام کریں، ❷ یہ مسجد مسلم خلفاء وحکمرانوں کی توجہ کا مرکز رہی، ماضی قریب میں اس کی تعمیر وتوسیع کا کام ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۷ء میں مکمل ہوا۔ جس پر تین کروڑ پندرہ لاکھ ریال کی لاگت آئی، اس میں چار مینار ہیں، مسجد کی اندرونی فضا کو ٹھنڈا رکھنے کیلئے ۴۱۰ ایر کنڈیشن سیٹ اور ۱۱۰۰ سے زائد پنکھے لگائے گئے ہیں۔ مسجد سے متصل ایک ہزار سے زائد بیت الخلاء اور تین ہزار سے زائد وضو کی ٹوٹیاں ہیں۔ ❸

غار مرسلات اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ آنحضور ﷺ اس غار میں تشریف فرما تھے کہ سورۂ مرسلات نازل ہوئی جیسا کہ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ہم لوگ منیٰ کی غار میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے، کہ آپؐ پر سورۃ والمرسلات نازل ہوئی، آپؐ تلاوت فرماتے اور میں آپ کے منہ مبارک سے سن سن کر اس کو یاد کرتا جاتا اور آپ کا منہ مبارک اس سورت کی تلاوت سے تر تھا۔ ❹

علامہ فاسی (متوفی ۸۳۲ھ) کہتے ہیں کہ منیٰ میں یہ غار مشہور ومعروف ہے اس کا محل وقوع مسجد خیف کے پیچھے پہاڑ کے اس حصہ پر ہے جو یمن کی سمت میں ہے یہ غار زمانہ قدیم سے معروف ومشہور ہے۔ ❺

---

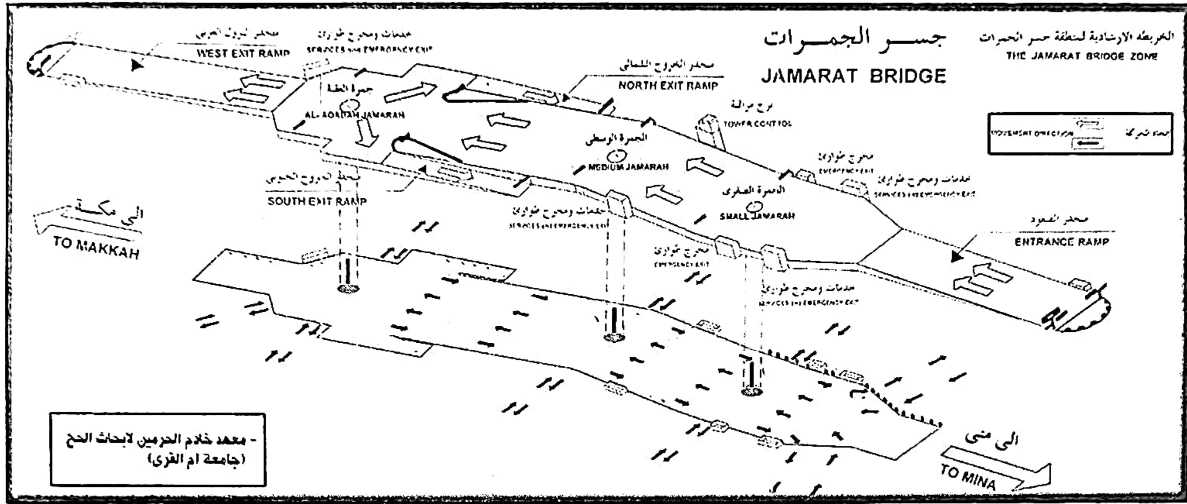
❶ جامع ترمذی، ابواب الصلوۃ حدیث نمبر ۲۱۹ حسن صحیح ❷ سنن ابوداؤد، کتاب المناسک حدیث نمبر ۱۹۵۷ صحیح

❸ مختار الصحاح خ ی ف، التاریخ القویم ۵/۳۰۱۔۳۰۸، قصۃ التوسعۃ الکبریٰ ص ۵۵۔

❹ صحیح بخاری جزاء الصید حدیث نمبر ۱۸۳۰ ❺ شفاء الغرام ۱/۲۸۳، الأرج المسکی ص ۷۵

معاصر مؤرخ بلادی کہتے ہیں کہ غار مرسلات منیٰ میں مشہور ومعروف ہے اور مسجد خیف سے متصل پہاڑ پر مسجد خیف کے جنوب میں کچھ بلندی پر واقع ہے۔ ❶

جمرات جمرۃ کی جمع ہے، جمرہ چھوٹی کنکری کو کہتے ہیں یہاں تین جمرات ہیں پہلے کو چھوٹا جمرہ، دوسرے کو درمیانہ جمرہ، اور تیسرے کو بڑا جمرہ کہتے ہیں، رمی جمرات کا معنی ہے کنکریاں مارنا، ❷



جمرات کے پُل اور جمرات کے گراؤنڈ فلور کا نقشہ

یہ حج کے واجبات میں سے ہے، رمی کرنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے جن کی اتباع کا حکم اللہ جل شانہ نے اس آیت میں دیا ہے: ﴿قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ...﴾ [ممتحنه: ٦]

ترجمہ: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی تمہارے لئے اچھا نمونہ ہے۔

نیز حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی اتباع ہے جنہوں نے دوران حج رمی کی اور فرمایا ''خُذُوا عَنِّي مَنَاسِكَكُمْ'' مجھ سے احکام حج سیکھو۔ گویا کنکریاں مارنا اس جذبہ کا اظہار واعلان ہے کہ شیطان ہمارا ازلی دشمن ہے جس کو ہم کنکریاں مار رہے ہیں، ان پتھروں کے ستونوں کو کنکریاں مارنے سے شیطان کی ذلت وتحقیر ہوتی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جس وقت حضرت جبریل علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مناسک حج کی ادائیگی کیلئے لیکر چلے، تو جمرہ عقبہ کے پاس شیطان ظاہر ہوا، آپؑ نے سات کنکریاں اس پر ماریں جس سے وہ چلا گیا، جمرہ وسطیٰ کے پاس پھر ظاہر ہوا پھر آپ نے سات کنکریاں ماریں۔ ❸

دس ذی الحجہ کو چاشت کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے جمرے کو کنکریاں ماریں

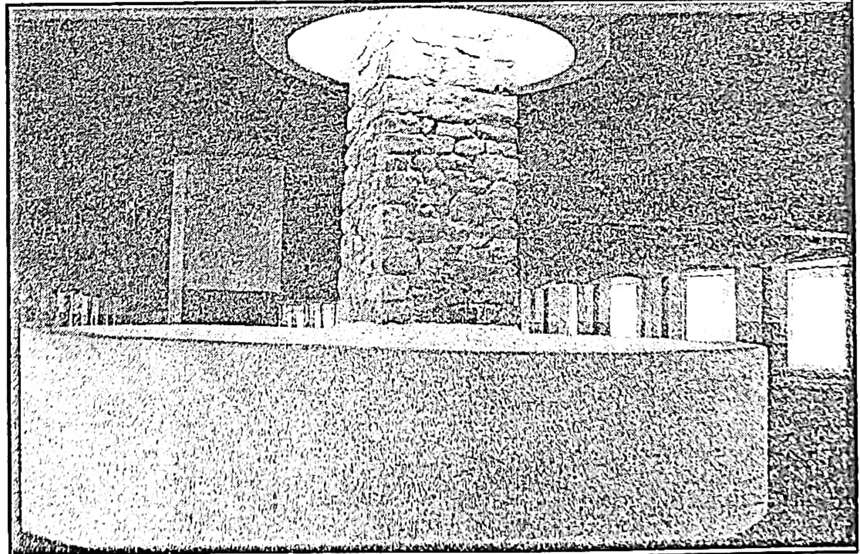
❶ معالم مكة التاريخية ص ٢٧٦۔ ❷ القاموس المحيط ج م ر۔ ❸ قال الهيثمي: رجاله ثقات مجمع الزوائد ٣/٢٥٩

اور ۱۱، ۱۲، ۱۳ ذی الحجہ کو زوال کے بعد تینوں جمرات کو کنکریاں ماریں۔ (۱۱)

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے "رمی کرنے اور صفا مروہ کی سعی کرنے کا مقصد اللہ کا ذکر کرنا ہے (۱۲)

حضور پاک ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر دس ذی الحجہ کو جمرات کے درمیان خطبہ دیا جس میں ارشاد فرمایا "لوگو! آج کیا دن ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: احترام والا دن ہے، پھر آپؐ نے پوچھا یہ کونسا شہر ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: یہ احترام والا شہر ہے، پھر آپؐ نے پوچھا یہ کونسا مہینہ ہے؟ عرض کیا گیا: یہ مہینہ احترام والا ہے، تب آپ ﷺ نے فرمایا: "تمہارا خون، تمہارا مال اور تمہاری عزت و ناموس ایک دوسرے پر اسی طرح حرام ہے جس طرح دس ذی الحج کا دن، مکہ شہر اور ذی الحج مہینہ کا تقدس پامال کرنا حرام ہے یہ جملہ آپ نے بار بار دُہرایا۔ پھر آسمان کی طرف منہ مبارک کر کے فرمایا: اے اللہ کیا میں نے پہنچا دیا؟ اے اللہ کیا میں نے پہنچا دیا؟ یہاں جو لوگ موجود ہیں وہ میری باتیں ان لوگوں تک پہنچا دیں جو غائب ہیں۔ میرے بعد دین سے نہ پھرنا، کہ آپس میں ایک دوسرے کی گردن مارو۔ (۱۳)

پتھر کے ستون تینوں جمرات پر گول دائروں میں پتھر کے ستون بنے ہوئے ہیں جنہیں عام طور پر لوگ شیطان کہتے ہیں، ان کی حقیقت یہ ہے کہ یہ اس جگہ کی تعیین کے لئے علامتی نشان ہیں جہاں شیطان ظاہر ہوا تھا، اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کو کنکریاں ماری تھیں، البتہ ان ستونوں کے اردگرد جو حوض نما دائرے ہیں یہ ۱۲۹۲ھ کے بعد بنائے گئے ہیں، جن کی تعمیر کا مقصد بڑھتے ہوئے ازدحام کے پیش نظر رمی کی جگہ کو وسیع کرنا تھا" نیز یہ کہ کنکریاں ایک جگہ جمع ہوتی رہیں، اور پھیل کر لوگوں کی تکلیف کا سبب نہ بنیں یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ بڑے جمرہ کے گرد صرف نصف دائرہ بنا ہوا ہے چونکہ یہ جمرہ ایک



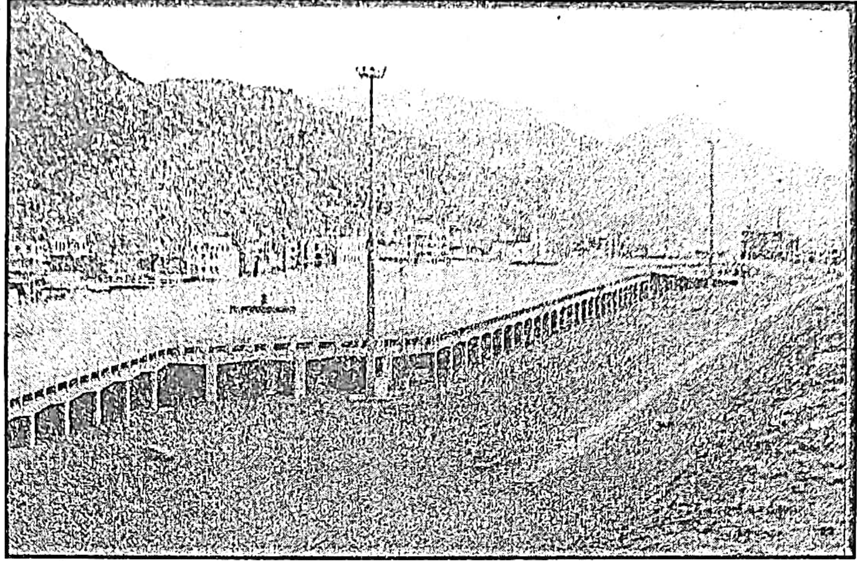
گراؤنڈ فلور پر ایک جمرہ کا منظر

---

(۱۱) جامع ترمذی، کتاب الحج حدیث نمبر ۸۹۴ حدیث حسن صحیح (۱۲) جامع ترمذی، کتاب الحج حدیث نمبر ۹۰۲ حدیث حسن صحیح

(۱۳) صحیح بخاری، کتاب الحج حدیث نمبر ۱۷۴۲، و نمبر ۱۷۳۹

چھوٹی سی پہاڑی سے متصل تھا اوراس کی رمی صرف ایک سمت سے کی جاتی تھی پھر جب سڑک کو کشادہ کرنے کے لئے اس پہاڑی کوختم کیا گیا تو یہ نصف دائرہ اسی پرانی جگہ پر پرانی حالت میں باقی رہا، تاکہ جس طرف سے پہلے رمی ہوتی تھی آئندہ بھی اسی سمت سے ہوتی رہے تاریخی معلومات سے دلچسپی رکھنے والوں کیلئے واضح ہو کہ سڑک کی توسیع کیلئے جس پہاڑی کوختم کیا گیا اس کی بلندی تقریبا ایک سو میٹر تھی۔ حجاج کرام کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر ۱۳۸۳ھ میں جمرات پر ایک پل بنا دیا



منیٰ میں جمرات کا پل

گیا جس کے اوپر سے بھی رمی کی جا سکتی ہے، حجاج کی مزید سہولت کیلئے کئی مرتبہ اس پل کی توسیع دونوں جانب سے ہو چکی ہے۔ واضح رہے کہ جمرہ کبریٰ اور جمرہ وسطیٰ کی درمیانی مسافت ۲۴۷ میٹر ہے جبکہ جمرۂ وسطیٰ اور جمرہ صغریٰ کی درمیانی مسافت ۲۰۰ میٹر ہے۔ ⑪

وادی محسّر منیٰ اورمزدلفہ کے درمیان وہ جگہ ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے ابرھہ کے ہاتھیوں والے لشکر کو تباہ کیا تھا جس کا ذکر سورۂ فیل میں ہے، یہاں پر حاجیوں کیلئے مسنون یہ ہے کہ تیزی سے چلیں جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وادی محسر سے گزرے تو آپ ﷺ نے رفتار تیز کردی۔ ⑫

ابن قیمؒ اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ یہ تھی کہ جب کسی ایسی جگہ سے گزرتے جہاں عذاب الٰہی نازل ہوا ہوتو تیزی کے ساتھ گزر جاتے، اس وادی محسّر میں بھی ہاتھیوں والے لشکر پر عذاب نازل ہوا تھا، ایک دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ زمانہ جاہلیت میں عرب کے قبائل یہاں جمع ہوتے اور اپنے آباء واجداد کے کارنامے بڑھا چڑھا کر بیان کرتے، لہٰذا ان کی مخالفت کے طور پر شریعت اسلامیہ میں یہ مستحب قرار پایا کہ یہاں سے جلدی گزرا جائے۔ ⑬

---

⑪ مرآۃ الحرمین الشریفین ۱/۳۲۸، التاریخ القویم ۵/۲۹۴۔ ⑫ صحیح مسلم، کتاب الحج حدیث نمبر ۱۲۱۸۔ ⑬ زاد المعاد ۲/۲۷۴۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شعر میں اسی طرف اشارہ کیا ہے جو وادی محسّر سے گزرتے ہوئے کہا۔

إليك نعدو قلقا وضينها مخالفا دين النصارىٰ دينها

وادی محسر کی حدود کی تعیین کیلئے منیٰ اور مزدلفہ کے درمیان بڑے بڑے بورڈ لگے ہیں یہ جگہ حدودِ حرم میں شامل ہے البتہ مشعر نہیں ہے کہ اس کی تعظیم کی جائے۔

ہاتھیوں والا لشکر شاہ حبشہ کی طرف سے ابرھہ (عیسائی) یمن کا گورنر تھا، اس نے دیکھا کہ لوگ حج کیلئے خانہ کعبہ کا رُخ کرتے ہیں۔ چنانچہ اس نے یمن کے دارالحکومت صنعاء میں ایک گرجا بنایا تا کہ اپنے گردو پیش کے لوگوں کو حج کیلئے کعبہ مشرفہ کی بجائے اس گرجے میں آنے پر مجبور کیا جائے، ابرھہ کو اس عمل کی سزا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملی اور ملے گی کہ اس نے اپنے بنائے ہوئے گھر کو اللہ کے گھر کے مقابل لانے کی کوشش کی لیکن بنو کنانہ کے ایک عرب نے کہا کہ ابرھہ کے اس گرجے کی حیثیت بیت الخلاء سے زائد کچھ نہیں لہٰذا اس نے پائخانہ سے اس کو آلودہ کردیا۔ ابرھہ کو معلوم ہوا تو وہ آگ بگولا ہو گیا، اور اس نے طیش میں آکر ایک اور غلط فیصلہ کرلیا کہ ایک بڑا لشکر لیکر کعبہ کو منہدم کرنے کی غرض سے نکلا، اس لشکر میں بہت سے ہاتھی بھی تھے، یہ لشکر جب وادی محسّر پہنچا تو ابرھہ کا بڑا ہاتھی بیٹھ گیا، اس کو کعبۃ اللہ کی طرف ہانکا جاتا تو پیچھے ہٹتا اور اگر کسی دوسری سمت موڑا جاتا تو تیزی سے دوڑتا، اسی دوران اللہ تبارک وتعالیٰ نے چھوٹے چھوٹے پرندوں کا جُھنڈ بھیجا جن کی چونچ میں کنکریاں تھیں یہ پرندے ان کنکریوں کو اس لشکر کے اوپر گراتے جس پر بھی کنکری آکر گرتی اس کے ٹکڑے ہو جاتے اور وہ وہیں گر کر مرجاتا، بچے کھچے لوگ مدہوشی کے عالم میں گرتے پڑتے واپس بھاگے اور ان کے لیڈر ابرھہ کا یہ عبرتناک انجام ہوا کہ اس کا گوشت گل سڑ کر گرنے لگا، صنعاء پہنچا تو اس کی انگلیاں گر چکی تھیں اور اس کا جسم ہڈیوں کا پنجر تھا، وہاں اس کا سینہ پھٹا اور ہلاک ہو گیا۔

یہ واقعہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سے کچھ پہلے ۵۷۱ء میں رونما ہوا، اسی کا ذکر سورۂ ''فیل'' میں ہے:

﴿اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ٥ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِىْ تَضْلِيْلٍ وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ٥ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ٥ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ٥﴾

ترجمہ: اے پیغمبرؐ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کے پروردگار نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیسا

برتاؤ کیا، کیا اس نے اصحاب فیل کی تمام چالیں بے کار اور ضائع نہیں کر دیں اور
ان پر غول کے غول پرندے بھیجے جو ان ہاتھی والوں پر کنکریاں پھینکتے تھے، پھر اللہ
نے ان کو ایسا کر دیا جیسے کھایا ہوا بھس۔

مزدلفہ یہ مقام عرفات اور منیٰ کے درمیان ہے، اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ حاجی لوگ یہاں رات کے اندھیرے میں پہنچتے ہیں، یا اس لیے کہ یہاں سے حاجی لوگ بیک وقت کوچ کرتے ہیں، یا اس مناسبت سے کہ زمین پر اترنے کے بعد حضرت آدم علیہ السلام و حضرت حواء اس مقام پر ایک دوسرے کے قریب ہوئے۔ مزدلفہ کی حد وادی محسّر سے لیکر مأزمین (دو پہاڑ جو آمنے سامنے ہیں) تک ہے، اس کا طول چار کلومیٹر ہے اور رقبہ ۱۲،۲۵ کلومیٹر مربع ہے۔

مزدلفہ کی حدود واضح کرنے کیلئے بڑے بڑے بورڈ لگے ہیں مزدلفہ کا طول بلد ۳۹،۵۴،۲۴ مشرق میں اور عرض بلد شمال میں ۲۱،۲۳،۰۰ ہے واضح رہے کہ مزدلفہ مشعر ہے اور حدود حرم میں داخل ہے۔

مزدلفہ کا ذکر قرآن کریم میں وارد ہے:

﴿فَإِذَا أَفَضْتُمْ مِنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ﴾ [بقرہ:۱۹۸]

ترجمہ: جب تم عرفات سے واپس ہو تو مشعر حرام (مزدلفہ) میں اللہ کا ذکر کرو۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ''مشعر حرام'' سے مراد سارا مزدلفہ ہے۔ (۱۱)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر مزدلفہ میں مغرب وعشاء کی نماز ایک ساتھ ادا فرمائی۔ (۱۲) آپ کا قیام (موجودہ) مسجد کے قبلہ کی سمت تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''میں نے یہاں قیام کیا مگر سارا مزدلفہ قیام گاہ ہے۔ (۱۳) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرتے ہوئے حجاج کرام غروب آفتاب کے بعد عرفات سے مزدلفہ کیلئے روانہ ہوتے ہیں۔ یہاں پہنچ کر مغرب وعشاء ایک ساتھ قصر اور تاخیر سے پڑھتے ہیں، دونوں نمازوں کیلئے ایک اذان اور ہر نماز کیلئے علیحدہ تکبیر کہی جاتی ہے یہاں پر دعاؤں کا خوب اہتمام کرنا چاہئے، نماز فجر کے بعد حجاج کرام منیٰ کیلئے روانہ ہوتے ہیں، بڑے شیطان کو کنکریاں مارنے کیلئے، یہ کنکریاں مزدلفہ سے چن لینی چاہئیں ورنہ منیٰ وغیرہ سے بھی چن لیں تو کوئی حرج نہیں۔

حجاج کرام کی راحت وآرام کی خاطر حکومت سعودیہ نے مزدلفہ میں مسجد مشعر حرام کی توسیع وتعمیر کی ہے، نیز مزدلفہ کے میدان کو کافی حد تک ہموار کر دیا ہے، جگہ جگہ وضو اور پینے کیلئے صاف پانی کی

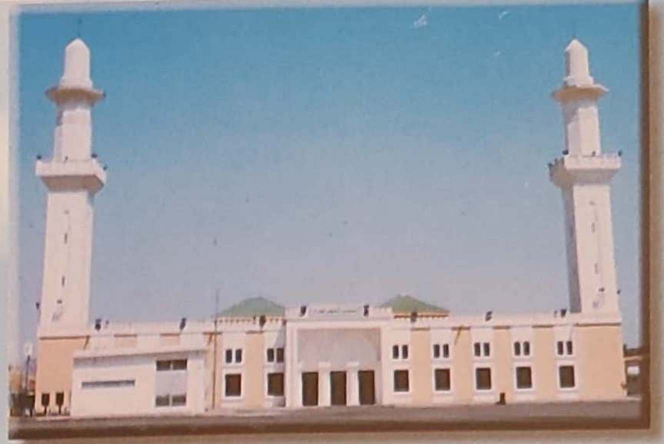
---

(۱۱) تفسیر ابن کثیر ۱/۳۵۲، اخبار مکۃ للفاکہی نمبر ۲۶۹۹ اسنادہ حسن (۱۲) صحیح بخاری کتاب الحج حدیث نمبر ۱۶۷۴

(۱۳) صحیح مسلم، کتاب الحج حدیث نمبر ۱۲۱۸۔

Masjid Kheef in Mina | منیٰ میں مسجد خیف

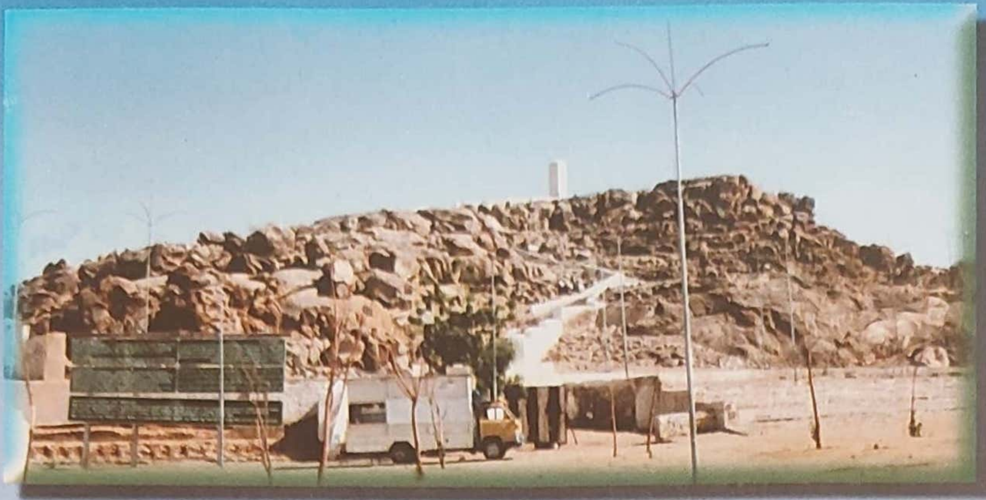
Fire Proof Tents in Mina | منیٰ میں آگ پروف خیمے

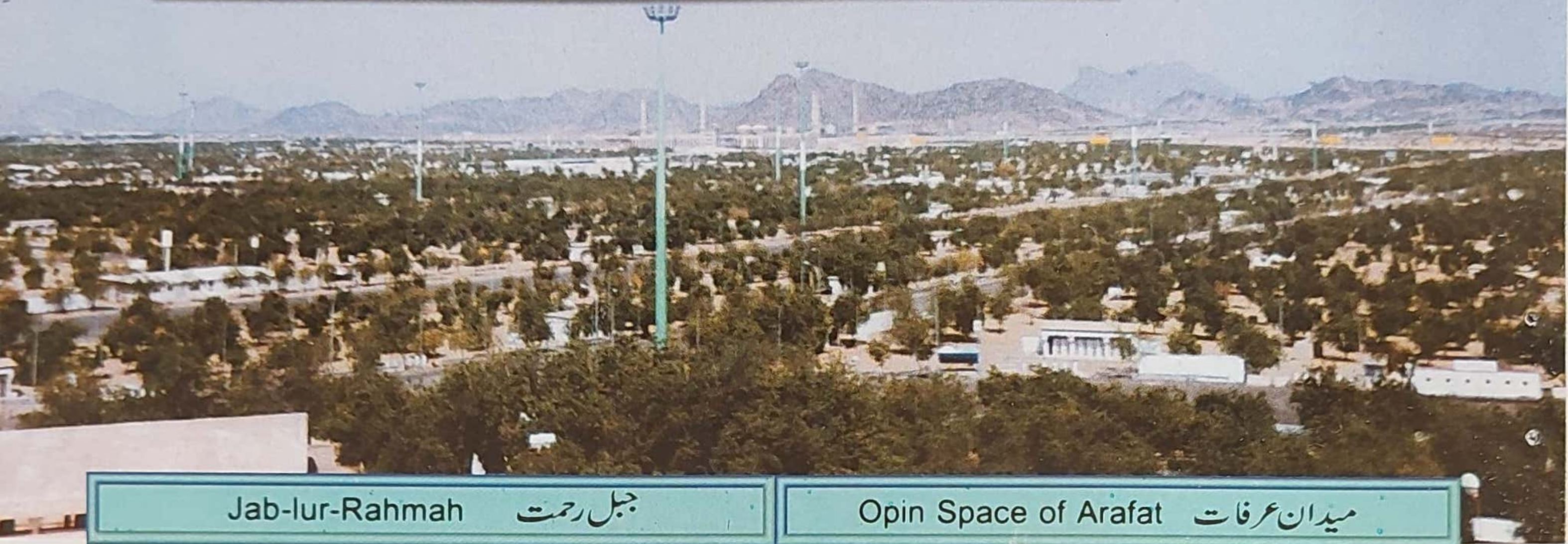




Masjid in Muzdalfa مزدلفہ کی مسجد

Masjid Namra in Arafat عرفات میں مسجد نمرہ





Jab-lur-Rahmah جبل رحمت

Opin Space of Arafat میدان عرفات

Masjid Baiat Aqba in Mina منیٰ میں مسجد بیعتِ عقبہ



Masjid Khalid bin Waleed مسجد خالد بن ولیدؓ

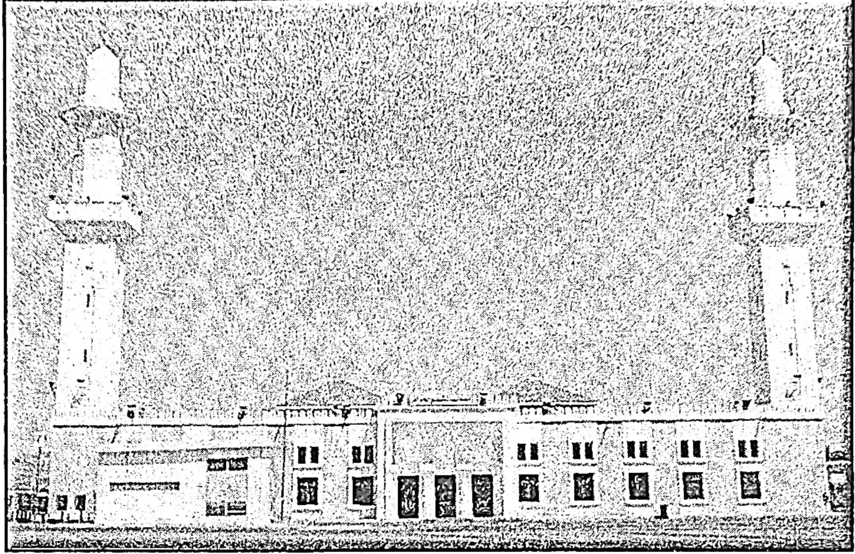


Masjid Rayah مسجد رایہ

Masjid Hudaibia مسجد حدیبیہ

ٹوٹیاں لگادی ہیں نیز مردوں عورتوں کیلئے علیحدہ بیت الخلاء بنادیئے ہیں بہت سی ڈسپنسریاں کھول دی ہیں جن میں طبی سہولیات فراہم ہیں، سڑکیں کشادہ اور پختہ بنادی گئیں ہیں، اور مزید راحت رسانی کے کام جاری ہیں۔ (۱۱)

مسجد مشعر حرام یہ مسجد سڑک نمبر ۵ پر واقع ہے رسول اللہ ﷺ اس کے قبلہ کی سمت میں قیام فرماتے تھے، اس جگہ پر مسجد بعد میں بنی، بالآخر سعودی حکومت نے اس کی جو تعمیر و توسیع کی ہے اس کی لاگت تقریبا پچاس لاکھ ریال ہے، اس کا طول مشرق سے مغرب کی جانب ۹۰ میٹر اور عرض ۵۶ میٹر ہے، کل رقبہ ۵۰۴۰ مربع میٹر ہے اس میں بارہ ہزار سے زیادہ افراد نماز ادا کر سکتے ہیں، اس مسجد کے دو مینار ہیں جن کی اونچائی ۳۲ میٹر ہے، سمت قبلہ کے علاوہ بقیہ تینوں طرف دروازے ہیں، مسجد سے متصل وضوخانے اور بیت الخلاء ہیں جو مردوں اور عورتوں کیلئے الگ الگ ہیں۔ مسجد مشعر حرام سے مسجد خیف کا فاصلہ پانچ کلومیٹر ہے جبکہ مسجد نمرہ کا فاصلہ سات کلومیٹر ہے۔ (۱۲)



مزدلفہ میں مسجد مشعر حرام

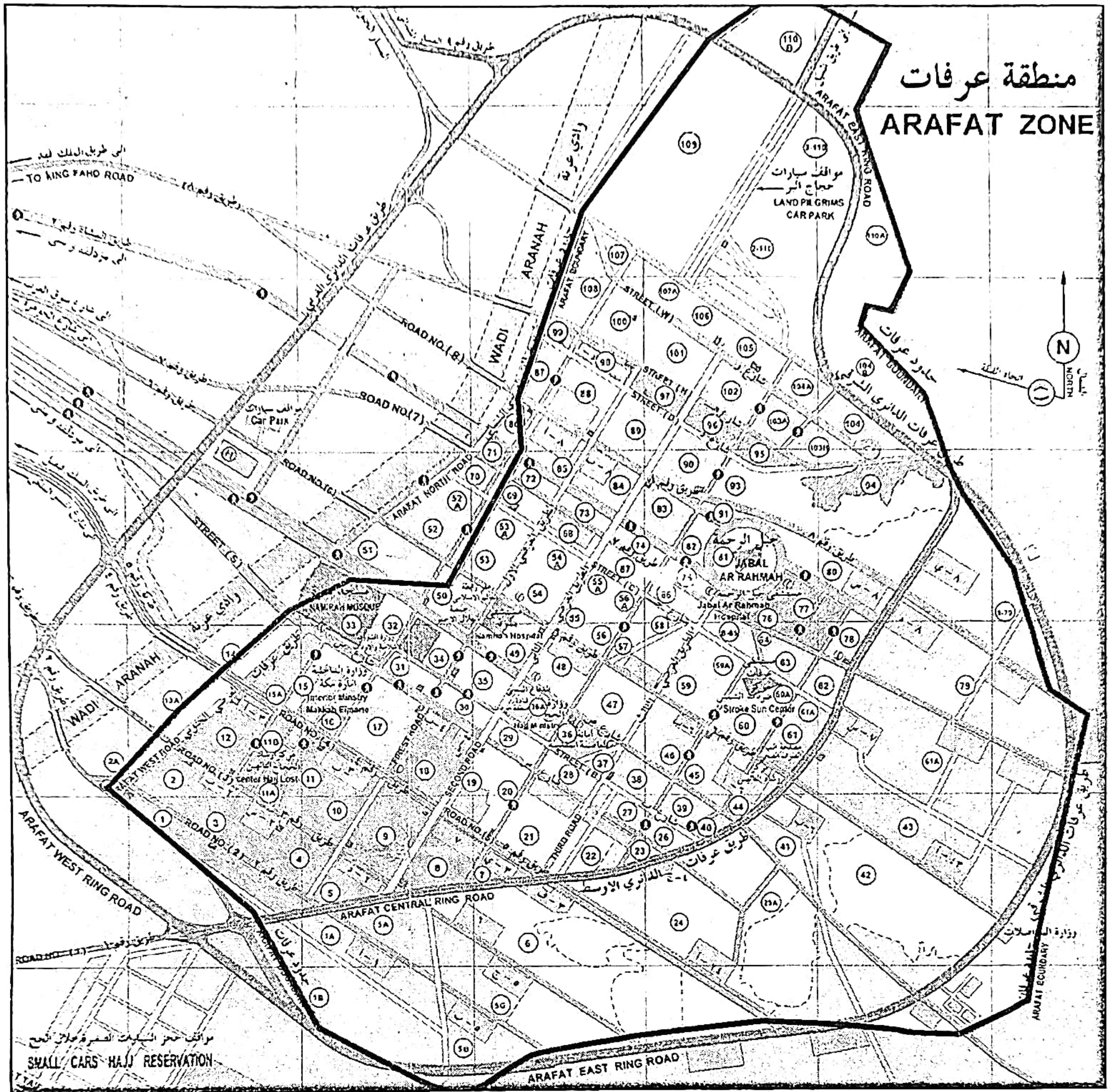
بوادیِ عرفات و سوادِ مزدلفہ   نیاز ورازکی باتیں کبھی نہ بھولینگی (نفیس)

میدان عرفات عرفۃ کے معنی پہچاننے کے ہیں حضرت آدم وحضرت حواء علیہما السلام جنت سے زمین پر اترے تو دونوں ایک دوسرے سے دور تھے، بالآخر اس میدان میں پہنچ کر انہوں نے ایک دوسرے کو پہچانا تھا، اس مناسبت سے اس جگہ کو عرفات کہا جانے لگا، دوسری وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ حضرت جبریلؑ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو احکام حج سکھائے اور یہاں آکر پوچھا ''ھل عرفت؟''

---

(۱۱) مجلۃ البحوث عدد ۴۵، ص ۱۶، قصۃ التوسعۃ الکبریٰ ص ۴۷۔

(۱۲) التاریخ القویم ۱/ ۶۵، مجلۃ البحوث عدد ۴۵ ص ۱۰۱ قصۃ التوسعۃ الکبریٰ ص ۵۲۔



میدان عرفات کا نقشہ جس میں عرفات کی شرعی حدود کی نشاندہی کی گئی ہے، نیز مسجد نمرہ، جبل رحمت، عرفات کے گرد دائری سڑک اور اندرونی سڑکوں کی نشاندہی کی گئی ہے

کیا آپ نے متعلقہ احکام و مقامات کو پہچان لیا؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اثبات میں جواب دیا، حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں اسی وجہ سے اس جگہ کو عرفات کہا جانے لگا، ایک قول یہ بھی ہے کہ یہاں پر لوگ اپنے گناہوں کا اعتراف کر کے توبہ کرتے ہیں اس لئے اس کو عرفات کہا جاتا ہے۔

واضح رہے کہ حج کی مرکزی عبادت عرفات کی حاضری ہے۔ جہاں حجاج کرام دعائیں مانگتے ہیں اور توبہ و استغفار کرتے ہیں۔

اس دل پہ خدا کی رحمت ہو جس دل کی یہ حالت ہوتی ہے
اک بار خطا ہو جاتی ہے سو بار ندامت ہوتی ہے

☆ حضرت اُم سلمیٰؓ فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ عرفات والے دن (۹ /ذوالحجہ) آسمان دنیا پر نازل ہوکر فرشتوں سے فرماتے ہیں: یہ لوگ پراگندہ حال آئے ہیں اور میری رضا کے متلاشی ہیں، اے عرفات والو میں نے تمہاری مغفرت کردی۔

☆ عرفات والے دن آنحضور ﷺ کثرت سے یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

لاالہ الا اللّٰہ وحدہ لاشریک لہ ، لہ الملک ولہ الحمد بیدہ الخیر وھو علیٰ کل شئ قدیر۔

یہ مشعر ہے (عظمت والی جگہوں میں سے ہے) البتہ حد حرم سے خارج ہے اور مسجد حرام کے جنوب مشرق میں ۲۲ کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے اس کا عرض بلد ۹ ۴، ۱۹،۱۲، اور ۲ ۴، ۲۲، ۲۱ شمال کی سمت، اور طول بلد ۲۱، ۵۷، ۳۹ اور ۹ ۴، ۹ ۴، ۹ ۳۹ مشرقی جانب ہے اس کا کل رقبہ ۱۰۴ کلومیٹر مربع زمین پر محیط ہے، اس کی تعیین کیلئے رہنما بورڈ لگے ہیں جس سے حدود عرفات کا علم ہوتا ہے، اسی میدان میں سارے حاجی ۹ /ذی الحجہ کو جمع ہوتے ہیں، اور امام وقت کی اقتداء میں ظہر وعصر کی نماز قصر کے ساتھ ظہر کے وقت ادا کرتے ہیں، اس مبارک میدان کا سب سے اہم عمل دعائیں کرنا ہے، سارے اعمال کی جان اور پورے حج کا نچوڑ یہی وقوف عرفہ ہے، رسول اللہ ﷺ کا فرمان عالی ہے ''الحج عرفة'' عرفہ ہی حج ہے، نیز آپ کا ارشاد ہے ''وکل عرفة موقف'' عرفات کا سارا میدان موقف ہے، یعنی اس مخصوص خطہ میں کسی بھی جگہ وقوف کرنے سے حج ادا ہوجائے گا،

تیری عظمت کی رونق یہاں چارسو — جس کو دیکھو وہ لرزہ بر اندام ہے
منہ چھپا کر کوئی ہچکیاں لے رہا ہے — گڑگڑاتا کوئی بر سر عام ہے (ولی)

اس مقدس مقام کا ذکر قرآن کریم میں وارد ہے ارشاد ربانی ہے۔

﴿فَإِذَا أَفَضْتُمْ مِنْ عَرَفَاتٍ...﴾ [بقرہ:۱۹۸] یہیں پر سورہ مائدہ کی آیت کریمہ نازل ہوئی:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْناً﴾ [مائدہ: نمبر ۳]

ترجمہ: آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کردیا ہے اور میں نے اپنی نعمت تم پر پوری کردی ہے اور میں نے تمہارے لئے اسلام کو دین منتخب کیا۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب رسول اللہ ﷺ عرفات میں تشریف فرما تھے۔ (۱)

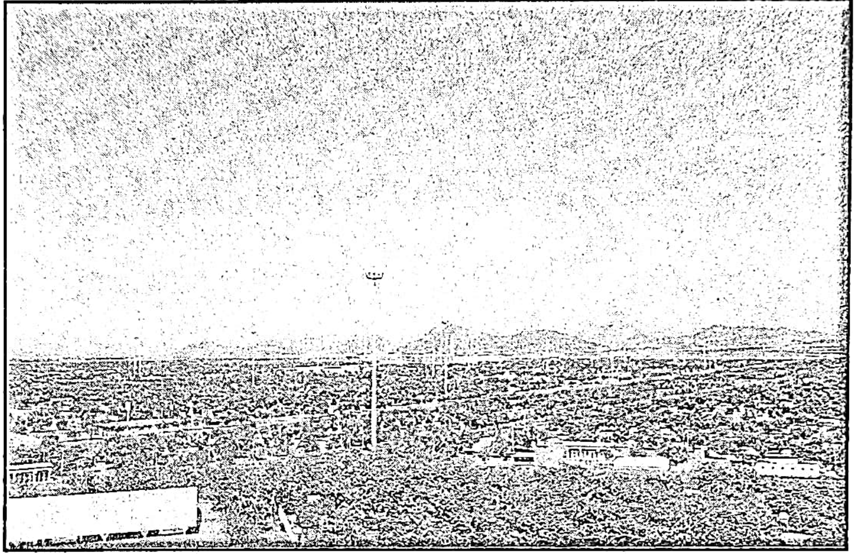
---

(۱) صحیح بخاری کتاب المغازی، حدیث نمبر ۴۴۰۷

قدم قدم پر ظہور تازہ نفس نفس میں سرور تازہ
نظر نظر میں وہ نور تازہ کہ مست و مدہوش ہو رہے ہیں
قبول سب ہو گئیں دعائیں معاف سب ہو گئیں خطائیں
سحابِ رحمت برس رہا ہے کرم بآغوش ہو رہے ہیں

اسی میدان میں وہ پہاڑ ہے جو جبل رحمت کے نام سے معروف ہے۔ جس کے پاس رسول اللہ ﷺ نے عرفہ کے دن کھڑے ہو کر اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور دعائیں کیں۔

سعودی حکومت نے اس وسیع میدان میں ایسے انتظامات کیئے ہیں جو حجاج کرام کیلئے راحت بخش و آرام دہ ہیں، کشادہ سڑکیں منظّم طریقے پر تیار کی گئی ہیں، جن پر روشنی کا معقول انتظام ہے، جگہ جگہ پینے اور وضو کیلئے پانی کا انتظام کیا گیا ہے اور بیت الخلاء بنائے گئے ہیں ڈسپنسریاں قائم کی گئیں ہیں، عرفات اور مزدلفہ کے درمیان نو بڑی سڑکیں بنائی گئیں ہیں۔



میدان عرفات کا ایک منظر

چلے آرہے ہیں سوار اور پیادہ خدا کے ضیوفِ کرام اللہ اللہ (ولی)

۱۴۱۴ھ میں مسجد نمرہ اور جبل رحمت کے آس پاس کی فضا کو ٹھنڈا کرنے کیلئے ایسے پائپ فٹ کیے گئے ہیں جن سے پانی انتہائی باریک ذرات کی شکل میں نکل کر فضا میں پھیل کر موسم کو خوشگوار بنا دیتا ہے اور گرمی کی شدت میں کمی محسوس ہوتی ہے، ایک گھنٹہ میں ۱۴۰ لیٹر مکعب پانی ہوا میں پھیل جاتا ہے۔ میدان عرفات میں تقریباً ایک لاکھ نیم کے درخت لگائے گئے ہیں، تاکہ ماحول خوشگوار رہو اور ان کے سائے سے فائدہ اٹھایا جا سکے۔ (۱)

مسجد نمرہ یہ مسجد میدان عرفات میں واقع ہے، مسجد کی مغربی سمت میں ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے جس

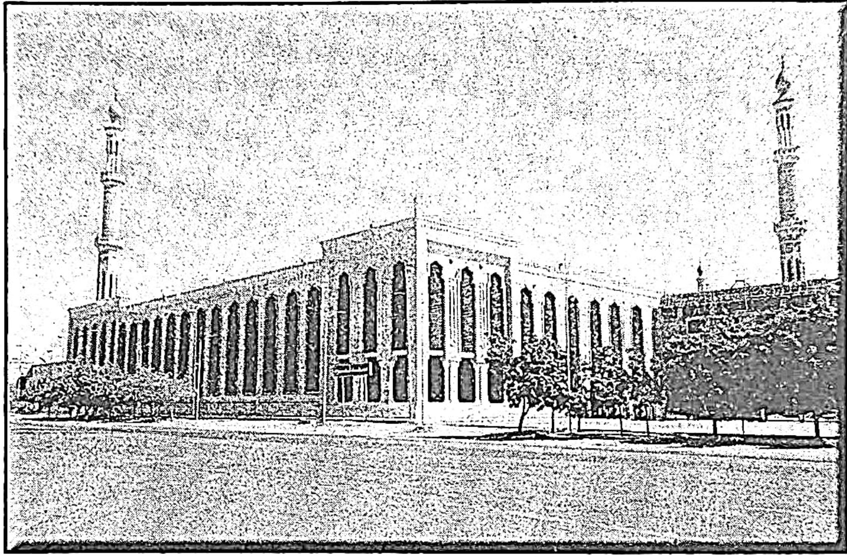
---

(۱) جبل الال بعرفات ص ۱۵، قصۃ التوسعۃ الکبریٰ ص ۵۰۔

کا نام نمرہ ہے، اسی مناسبت سے اس مسجد کو بھی مسجد نمرہ کہا جاتا ہے، عرفہ کے دن حضور اکرم ﷺ نے یہیں پر ایک خیمہ میں قیام فرمایا تھا، زوال کے بعد آپؐ نے قریب ہی وادی عُرنہ میں خطبہ دیا، اور نماز کی امامت فرمائی۔ پھر جبل رحمت کے قریب چٹانوں کے پاس تشریف لائے، یہاں سورج غروب ہونے تک قبلہ رو ہو کر دعائیں کیں، غروب آفتاب کے بعد آپؐ وہاں سے مزدلفہ کیلئے روانہ ہوئے۔ ①

زہے نمرہ وادی کہ تیری جبیں پر ہوئے مصطفیٰؐ اشکبار اللہ اللہ

جس جگہ کھڑے ہو کر آپؐ نے خطبہ دیا اور نماز ادا فرمائی وہاں دوسری صدی ہجری میں یہ مسجد بنا دی گئی۔ واضح رہے کہ آنحضور ﷺ نے وادی عرنہ میں حج کا خطبہ دیا تھا یہ وادی عرفات سے باہر ہے نتیجتاً اس جگہ جو مسجد نمرہ بنی وہ بھی عرفات سے باہر تھی، بعد میں اس مسجد کی توسیع ہوتی رہی، یہی وجہ ہے کہ


عرفات کی مسجد نمرہ

مسجد نمرہ دو حصوں میں منقسم ہے، اگلا حصہ عرفات سے باہر ہے اور یہ مسجد کا قدیمی حصہ ہے، اور پچھلا حصہ عرفات کے اندر ہے اور یہ بعد کی توسیعات ہیں، مسجد کے اندر عرفات کی حد واضح کرنے کیلئے بورڈ آویزاں ہیں تاکہ حجاج کرام نماز ظہر و عصر سے فارغ ہو کر مسجد کے پچھلے حصہ میں آجائیں یا پھر مسجد سے نکل کر عرفات کی حدود کے اندر مغرب تک رہیں۔ اس پس منظر میں اگر کسی نے زوال سے لیکر مغرب تک کا وقت مسجد کے اگلے حصہ میں ہی گزار دیا تو اس کا وقوف عرفات کا رکن ادا نہیں ہوا، اور اس کا حج نامکمل ہے یہ مسجد میدان عرفات کی مغربی حدود پر واقع ہے جانب شمال اس کا عرض بلد ۰۰ً، ۲۱َ، ۲۱ْ اور مشرقی جانب اس کا طول بلد ۰۳ً، ۵۸َ، ۳۹ْ ہے۔

مسجد نمرہ کی توسیع سعودی دور میں اس مسجد کی تعمیر و توسیع ہوئی جس پر تیس کروڑ ستر لاکھ ریال کی لاگت آئی، مشرق سے مغربی سمت اس کی لمبائی ۳۴۰ میٹر ہے، اور عرض ۲۴۰ میٹر ہے، اس کا کل رقبہ ۱۱۰ ہزار مربع میٹر ہے، جس میں ۸۰۰، ۲۸ مربع میٹر مسجد کا پچھلا حصہ ہے جو دو منزلہ ہے، اس کی لمبائی ۱۲۰

① تفصیلات کیلئے صحیح مسلم، کتاب الحج حدیث نمبر ۱۲۱۸۔

میٹر ہے، مسجد کے عقبی حصہ میں تقریباً ۸۰۰۰ مربع میٹر جگہ پر شیڈ ڈال کر سایہ دار کر دیا گیا ہے، اس مسجد میں تین لاکھ پچاس ہزار نمازیوں کی گنجائش ہے، چھ مینار ہیں، ہر ایک کی بلندی ۶۰ میٹر ہے، تین بڑے گنبد اور دس مرکزی دروازے ہیں جبکہ چھوٹے دروازوں کو ملا کر یہ تعداد ۶۴ ہو جاتی ہے، مسجد میں سات سو کے قریب ایئر کنڈیشن سیٹ لگے ہیں، مسجد سے ملحق ایک ہال میں ایسے آلات نصب ہیں جن کے ذریعہ عرفات کا خطبہ، نماز اور منظر براہ راست ٹیلی ویژن اور ریڈیو پر نشر ہوتا ہے۔ اس مسجد سے ملحق حمامات کی تعداد ایک ہزار سے زائد ہے، وضو کیلئے ٹوٹیوں کی تعداد ۱۵ ہزار ہے، پانی کی دو ٹینکیاں بنائی گئیں ہیں جن میں سے ہر ایک میں ساڑھے چار ہزار ۴۵۰۰ لیٹر مکعب پانی کی گنجائش ہے۔ ①

مسجد صخرۃ یہ مسجد عرفات میں جبل رحمت کے دامن میں دائیں طرف کی چڑھائی پر سطح زمین سے تھوڑی بلندی پر واقع ہے اس کے گرد چھوٹی سی چار دیواری ہے جس کے اندر وہ چٹانیں ہیں جن کے نزدیک رسول اللہ ﷺ عرفات کے دن قصواء اونٹنی پر تشریف فرما دعاؤں میں مشغول تھے، جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ''آپ ﷺ نے ظہر وعصر کی نماز مسجد نمرہ کی جگہ پر ادا فرمائی پھر اونٹنی پر سوار ہو کر موقف پر تشریف لائے اور اپنی اونٹنی کی پشت چٹانوں کی طرف کی، اپنے سامنے لوگوں کے گزرنے کیلئے راستہ چھوڑ دیا، اور خود قبلہ رو ہو کر غروب شمس تک دعاؤں میں مشغول رہے۔ ②

یہیں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ [سورہ مائدۃ: ۳]

ترجمہ: آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا ہے اور میں نے اپنی نعمت تم پر پوری کر دی ہے اور میں نے تمہارے لیے اسلام کو دین منتخب کیا ہے۔

اس جگہ کی نشاندہی کیلئے ایک چار دیواری بنا دی گئی ہے قبلہ کی سمت والی دیوار کی لمبائی ۱۳،۳ میٹر، داہنی اور بائیں جانب کی دیوار کی لمبائی آٹھ میٹر ہے، جبکہ عقبی دیوار دائرہ کی شکل میں گول ہے۔ ③

شیخ بکر ابو زید کہتے ہیں کہ پہاڑ کی چڑھائی کے داہنی طرف جنوبی سمت میں ایک ہموار ٹیلہ ہے جس کو تقریباً نصف میٹر اونچی دیوار سے گھیر دیا گیا ہے یہی مسجد صخرہ ہے۔ ④

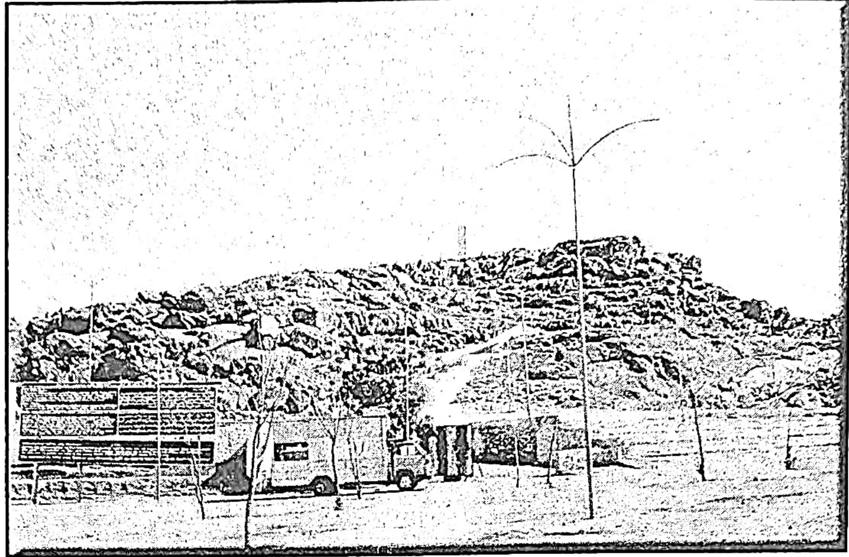
جبل رحمت یہ ایک چھوٹا پہاڑ جس کا مشہور نام ''جبل رحمت (رحمت کا پہاڑ) ہے اس کو اِلال اور

---

① التاریخ القویم ۳۲۵/۴۔ ۳۴۱، معالم مکۃ ص ۳۱۰، مجلۃ البحوث عدد ۲۷ ص ۳۴۷،۳۷، شفاء الغرام ۳۰۵/۱، قصۃ التوسعۃ الکبریٰ ص ۵۱ ② صحیح مسلم کتاب الحج حدیث نمبر ۱۲۱۸۔

③ التاریخ القویم ۳۴۱/۵۔ ④ جبل الال بعرفات ص ۱۵، ۱۶۔

نابت بھی کہتے ہیں، قُرین بھی ایک نام ہے میدان عرفات کی مشرقی سمت میں سڑک نمبر ۷ اور ۸ کے درمیان ہے یہ سخت پتھر والی پہاڑی ہے، اس کا محل وقوع خط عرض ۰۲ً، ۲۱َ، ۲۱ْ شمال میں اور خط طول ۵ً، ۶۹َ، ۳۹ْ مشرق میں ہے مسجد نمرہ سے اس کا فاصلہ تقریباً ڈیڑھ کلومیٹر ہے اس پر چڑھنے کیلئے جو سیڑھیاں بنائی گئیں ہیں، ان کی تعداد ۱۶۸ ہے اس پہاڑی کی سطح کشادہ اور ہموار ہے، جس کے چاروں طرف ۵۷ سینٹی میٹر اونچی منڈیر ہے، اس کے درمیان میں تقریباً ۴۰ سینٹی میٹر اونچا چبوترہ ہے جس کے ایک طرف آٹھ میٹر بلند، مربع ستون ہے جو دور سے اس پہاڑ کو متعین و نمایاں کرتا ہے، اس کا ہر



جبل رحمت کا منظر

ضلع ۱۸۰ میٹر ہے اس پہاڑی کے نیچے مسجد صخرہ ہے، قریب ہی نہر زبیدہ کی گزرگاہ تھی اس پہاڑی کے اردگرد تقریباً ۴ میٹر بلند پائپ ہیں جن سے ہلکی ہلکی پھوار فضا میں پھیل کر موسم کو خوشگوار بناتی ہے اور گرمی کی شدت میں تخفیف ہوتی ہے۔ جبل رحمت سے متعلق مزید معلومات: ❷

سطح زمین سے پہاڑی کی بلندی	سطح سمندر سے اس کی بلندی	جنوبی سمت کی لمبائی	شمالی جانب کی لمبائی	مغربی سمت کا عرض	مشرقی سمت کا عرض	کل رقبہ
۶۵ میٹر	۳۷۲ میٹر	۱۷۰ میٹر	۲۰۰ میٹر	۱۰۰ میٹر	۱۷۰ میٹر	۶۴۰ مربع میٹر

یہ عرفات میں جبل رحمت کے جلوے نرالے ہیں لیل ونہار اللہ اللہ

وادی عُرنہ یہ مکہ کی ایک وادی ہے، مسجد نمرہ کا اگلا حصہ اسی وادی میں ہے، یہ حدود عرفات اور حدود حرم دونوں سے باہر حِل میں واقع ہے، حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے اس وادی میں مشہور ترین خطبہ ارشاد فرمایا۔ اس اعتبار سے یہ وادی بھی ایک جداگانہ شان رکھتی ہے، اس خطبہ کا کچھ حصہ

❷ التاریخ القویم ۵/۳۳۶، ۳۴۹، معالم مکہ ص ۳۱ جبل الال ص ۱۳، ۱۶ مجلۃ البحوث عدد ۲۷ ص ۷۷

ملاحظہ ہو: ''اے لوگو تمہارا خون، تمہارا مال ایک دوسرے پر اسی طرح حرام ہے جس طرح آج کا یہ دن، یہ مہینہ (۹: ذی الحجۃ) اور یہ شہر (مکہ) حرمت والا ہے، خوب سمجھ لو کہ جاہلیت کی ہر چیز میرے پیروں تلے ہے، میں جاہلیت کے تمام خون معاف کرتا ہوں، سب سے پہلے میں اپنے خاندان کے ربیعہ بن حارث کے بیٹے کا خون معاف کرتا ہوں جو بنو سعد کے ہاں دودھ پیتا تھا اور قبیلہ ہذیل کے لوگوں نے اس کو قتل کر دیا تھا، اسی طرح زمانہ جاہلیت کا سود ختم کیا جاتا ہے سب سے پہلا سود جو میں ختم کرتا ہوں وہ ہمارے خاندان کے عباس بن عبدالمطلب کا ہے، اے لوگو! عورتوں کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو، تم نے ان کو اللہ کی امانت سمجھ کر لیا ہے، ان کی عزت و عصمت کو تم نے اپنے لئے اللہ کے نام سے حلال کیا ہے، تمہارا ان پر یہ حق ہے کہ ان کے پاس کوئی ایسا شخص نہ آئے جو تمہیں ناپسند ہو، اگر وہ ایسا کریں تو انہیں مناسب سزا دو، ان کا تم پر حق ہے کہ کھانے پینے کا انتظام کرو، حیثیت کے مطابق لباس و پوشاک مہیا کرو میں تمہارے پاس اللہ کی کتاب چھوڑے جا رہا ہوں جس کو تھامے رہنے سے تم گمراہ نہ ہو گے، تم سے میرے بارے میں پوچھا جائے گا، بتاؤ کہ تم کیا جواب دو گے؟ لوگوں نے کہا: ''ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے ہمیں (دین) پہنچا دیا، بلکہ پہنچانے کا حق ادا کر دیا، اور ہماری بھلائی و خیر خواہی میں کوئی کسر نہیں چھوڑی آپؐ نے اپنی شہادت کی انگلی آسمان کی طرف اٹھائی اور لوگوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ''اے اللہ! گواہ رہنا، اے اللہ! گواہ رہنا تین دفعہ ایسا فرمایا'' ❶

☆ حضرت عبداللہ بن اُنیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ خالد بن سفیان ہذلی مدینہ پر حملہ کرنے کیلئے خفیہ طور پر لوگوں کو جمع کر رہا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا جاؤ خالد بن سفیان مقام نخلہ یا وادی عُرنہ میں ہوگا اس کی پہچان یہ ہے کہ اس کو دیکھتے ہی تم کپکپانے لگو گے۔ تم نے اس کو قتل کرنا ہے، چنانچہ جب میں اس کے پاس پہنچا، تو اس نے پوچھا کون ہو؟ میں نے کہا بنو خزاعہ کا ایک عرب آیا ہوں، مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم اس شخص (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے خلاف جنگ کی تیاری کر رہے ہو، اس نے اثبات میں جواب دیا، اور اپنے ساتھ چلنے کو کہا پھر اپنے خیمہ میں لے جا کر دودھ پلایا اور کہا کہ دوسرے خیمہ میں سو جاؤ، جب سب سو گئے تو میں نے اس کے خیمہ میں اس کو قتل کر کے اس کا سر کاٹ لیا اور ایک غار میں جا کر چھپ گیا، پھر راتوں کو چھپ چھپا کر سفر کرتا ہوا بالآخر مدینہ منورہ پہنچ گیا، آپؐ نے مجھے دیکھا تو فرمایا: کامیاب لوٹے ہو، میں نے خالد کا سر آپ کے سامنے رکھ دیا آپؐ نے انعام کے طور پر مجھے اپنا عصا مبارک دیکر فرمایا: قیامت کے روز یہ میرے اور تمہارے درمیان نشان ہوگا۔ حضرت عبداللہ بن اُنیس رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو یہ عصائے نبوی آپؓ کے ساتھ ہی دفن کر دیا گیا۔ ❷

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الحج حدیث نمبر ۱۲۱۸ ❷ اخبار مکۃ للفاکہی حدیث نمبر ۲۷۶۶۔ سیرۃ ابن ہشام ۱/۶۴۰ معالم مکۃ ۱۸۴

تاریخی مقامات سے متعلق اہم باتیں

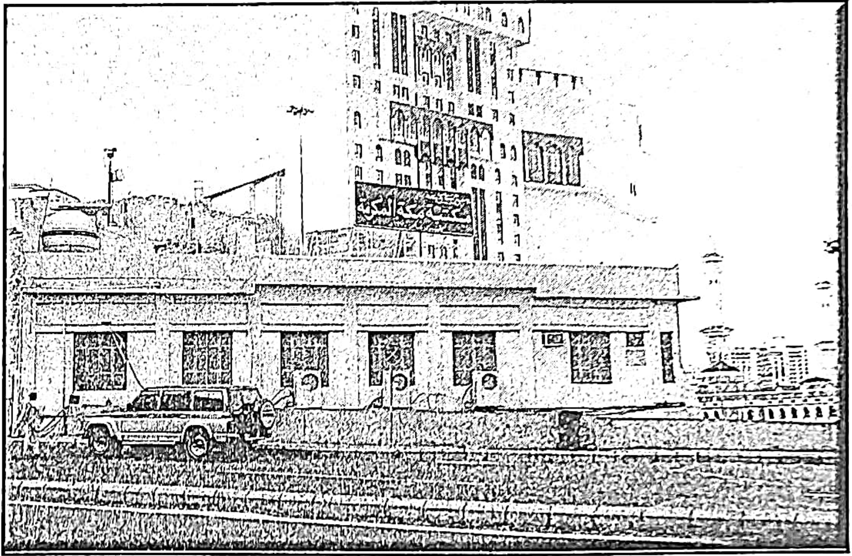
(۱) اوقات نماز میں مسجد حرام میں باجماعت نماز ادا کرنا افضل ترین عبادت ہے جس کا ثواب ایک لاکھ نماز کے برابر ہے۔

(۲) بقیہ اوقات میں حج وعمرہ کے ارکان کی ادائیگی کے علاوہ طواف کعبہ کا اہتمام کثرت سے کرنا چاہیے۔

(۳) کچھ حضرات تاریخی حوالہ سے بعض مقامات دیکھنے کا ذوق رکھتے ہیں، انہیں چاہیے کہ ان مقامات پر کوئی ایسا عمل نہ کریں جو شرک وبدعت کے زمرے میں آتا ہو۔

زبانی عشق ومجذوبی کے دعوے اور ہوتے ہیں   پیمبرؐ کی اطاعت کے تقاضے اور ہوتے ہیں

ان مقامات کو چومنا، ان سے چمٹنا، یا اپنے مزعومہ مقاصد کیلئے دھاگے باندھنا، یہاں رقعے پھینکنا اور پیسے رکھنا کہ اس سے مرادیں پوری ہونگی، یہ سب کچھ شرعی طور پر درست نہیں، اسلئے کہ ہمارے پیارے نبی رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین ﷺ نے یہاں ایسا کرنے کا حکم نہیں دیا اور پھر آپؐ کے سچے عاشق ومحبّ حضرات صحابہ کرام واولیائے عظام نے اپنے طور پر ایسا نہیں کیا۔ اندریں صورتحال کسی شرکیہ عمل کو توحید کا عنوان نہیں دیا جاسکتا، تو کسی بدعت پر نام نہاد محبت کا لیبل لگا دینے سے وہ عمل سنت نہیں بن جاتا بلکہ سچی محبت کا تقاضا ہے کہ توحید و سنت پر قائم رہیں اور شرک وبدعت سے بچیں۔



نبی اکرم ﷺ کی جائے ولادت

(۴) بعض لوگ تاریخی مقامات سے مٹی یا پتھر اٹھا کر لیجاتے ہیں جبکہ حرم کی مٹی اور پتھر کو حدود حرم سے باہر لیجانا شرعاً منع ہے۔

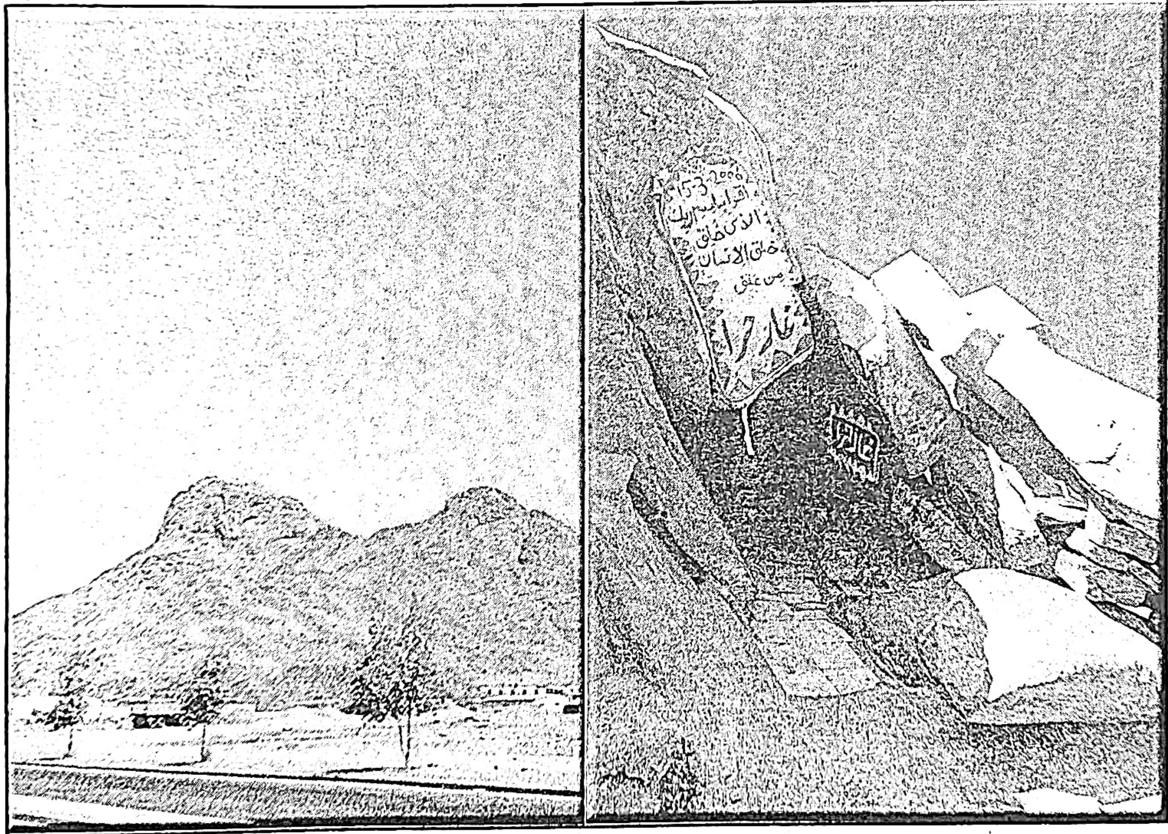
سرورکائنات ﷺ کی جائے پیدائش یہ وہ گھر ہے جس میں رسول اللہؐ کی مبارک ہستی اس دنیا میں تشریف لائی، مروہ کے مقابل اور شعب ابی طالب کے قریب آج بھی یہ جگہ مشہور ومعروف ہے، اسی شعب ابی طالب کے گردونواح میں آنحضرت ﷺ کا قبیلہ بنوہاشم آباد تھا، عباسی خلیفہ ہارون رشید

کی والدہ خیزران نے سرور دو عالم ﷺ کی جائے پیدائش پر ایک مسجد تعمیر کرادی تھی، جس کو بعد میں منہدم کر کے شیخ عباس قطانؒ نے ۱۳۷۰ھ ۱۹۵۰ء میں ایک لائبریری تعمیر کرادی تھی۔ جو اب مسجد حرام کی مشرقی صحن سے متصل برلب سڑک ہے۔ اس پر ''مکتبۃ مکۃ المکرّمۃ'' کا بورڈ لگا ہوا ہے۔ ⑪

یہ مکہ یہ وادیِ فاراں کی نگری ولادت گہِ تاجدار اللہ اللہ

اس مقام کی تاریخی حیثیت و اہمیت مسلّم ہے، مگر اس کو چومنا اس سے چمٹنا اسکے دروازے کھڑکیوں پر مزعومہ مقاصد کیلئے دھاگے باندھنا شرعی طور پر ثابت نہیں، اور حضرات صحابہ کرامؓ و اولیائے عظامؒ نے ایسا نہیں کیا۔

غارحرا یہ غار جبل نور کی چوٹی پر مسجد حرام کے شمال مشرق میں واقع ہے اسے جبل حراء بھی کہتے ہیں، سطح سمندر سے اس کی بلندی ۶۲۱ میٹر اور سطح زمین سے ۲۸۱ میٹر ہے اس پہاڑ کی چوٹی پر موجود غار تک پہنچنے



غار حراء

جبل حراء (جبل نور)

میں تقریباً ایک گھنٹہ صرف ہوتا ہے اس مبارک غار میں رسول اللہ ﷺ اپنی بعثت سے قبل عبادت کیا کرتے تھے، غار کی شمالی سمت دروازہ ہے جس تک پہنچنے کیلئے دو پتھروں کے درمیان سے گزر کر جانا

⑪ اخبار مکۃ للأزرقی ۱۹۹/۲، اخبار مکۃ للفاکہی ۲۶۹/۳، الجامع اللطیف ص ۲۰۱، فضائل مکۃ المکرّمۃ ص ۲۳۳۔

پڑتا ہے جن کا درمیانی فاصلہ صرف ۶۰ سینٹی میٹر ہے غار کی لمبائی تین میٹر، بلندی دو میٹر اور چوڑائی کہیں کم کہیں زیادہ ہے زیادہ سے زیادہ چوڑائی ۱،۳۰ میٹر ہے، اس میں دو آدمی ایک دوسرے کے آگے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں، داہنی سمت بھی تھوڑی سی جگہ ہے جس پر ایک آدمی بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے۔ ⓫

اس غار کی اہمیت وعظمت کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ یہاں حضرت جبریل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ پر پہلی وحی لیکر تشریف لائے۔ ﴿اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ﴾ [العلق: ۱]

جلوہ گاہِ محمدؐ وہ غارِ حرا — جلوہ زارِ نبوت پہ لاکھوں سلام

جبرئیلِ امیں علیہ السلام مرحبا مرحبا — راز دارِ نبوت پہ لاکھوں سلام (نفیس)

اس وحی کے نزول کے بعد ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو اسی پہاڑ کے نزدیک ان کی اصل شکل میں دیکھا، ایک مرتبہ آپ ﷺ نے اس پہاڑ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ''اسکن حراء'' حرکت نہ کرو، ذیل میں اس پہاڑ سے متعلق چند احادیث ذکر کی جاتی ہیں جن سے اس کی عظمت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پر نبوت کی ابتدا سچے خوابوں سے ہوئی، آپؐ جو بھی خواب دیکھتے وہ واضح طور پر پورے ہوتے جس طرح صبح کی روشنی، پھر آپ ﷺ کو عزلت نشینی اور تنہائی مرغوب ہوگئی چنانچہ آپؐ غار حراء تشریف لے جاتے اور وہاں کئی کئی راتیں عبادت میں گزار دیتے جب توشہ ختم ہو جاتا تو واپس تشریف لے آتے، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپؐ کے لئے توشہ تیار کر دیتیں اور آپؐ پھر تشریف لے جاتے ایک روز آپؐ غار حراء میں تھے کہ فرشتہ پیغام حق لیکر نمودار ہوا اور کہا: پڑھیے ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'' میں پڑھا ہوا نہیں ہوں'' آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ فرشتہ نے مجھے پکڑ کر خوب زور سے دبایا اور چھوڑ کر کہا: ''پڑھیے'' میں نے پھر کہا ''میں پڑھا ہوا نہیں ہوں'' اس نے مجھے پکڑ کر دبایا۔ تیسری مرتبہ مجھ سے کہا: ﴿اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ﴾

ترجمہ: ''پڑھیے اپنے اس رب کے نام سے جس نے پیدا کیا''

اس پہلی وحی کے بعد جب آپؐ غار حراء سے گھر تشریف لائے تو آپؐ کا جسم اطہر کپکپا رہا تھا۔ ⓬

☆ ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں غار حراء میں رات گزار کر نیچے اترا تو محسوس کیا کہ کوئی مجھے پکار رہا ہے، میں نے اپنے دائیں بائیں آگے پیچھے دیکھا تو کوئی نظر نہ آیا پھر میں

⓫ اخبار مکۃ للفاکہی ۴/۸۴، مرآۃ الحرمین الشریفین ۱/۵۹، معالم مکۃ التاریخیۃ ص ۸۲۔

⓬ صحیح بخاری کتاب التفسیر حدیث نمبر ۴۹۵۳۔

نے اوپر دیکھا تو کچھ نظر آیا میں فوراً ہی خدیجہؓ کے پاس آیا اور کہا مجھے کمبل اڑھا دو اور ٹھنڈے پانی سے میرے جسم کو ٹھنڈا کردو، چنانچہ انہوں نے مجھے کمبل اڑھا دیا اور پانی بھی میرے جسم پر ڈالا، اسی دوران سورۃ المدثر کی ابتدائی آیتیں نازل ہوئیں۔ ﴿یاأَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ﴾ اسی سلسلہ کی ایک اور روایت میں ہے کہ میں نے اوپر دیکھا تو جبریل علیہ السلام ہیں جو زمین وآسمان کے درمیان ایک تخت پر بیٹھے ہوئے ہیں۔

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بعض صحابہؓ کے ہمراہ جبل حراء پر تشریف فرما تھے کہ پہاڑ ہلنے لگا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہاڑ کو مخاطب بنا کر فرمایا: ''حراء پرسکون ہو جا تیرے اوپر نبی، صدیق اور شہید کے علاوہ کوئی نہیں، اس وقت وہاں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت سعد بن ابی وقاص، رضی اللہ عنہم تھے۔ ①

(اس حدیث میں ان حضرات صحابہ کی شہادت کی پیشین گوئی تھی جو حرف بحرف پوری ہوئی اور یہ حضرات شہادت کے اعلیٰ مقام پر سرفراز ہوئے)۔

دارارقمؓ اس مکان کی نسبت ایک صحابی ارقم بن ابی الأرقم رضی اللہ عنہ کی طرف ہے، حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بعد ایک مدت تک یہ مکان اسلامی دعوت کا خفیہ مرکز تھا، اہل ایمان اس میں جمع ہوتے، نماز ادا کرتے اور دینی تعلیم حاصل کرتے، اسی مکان میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حلقہ بگوش اسلام ہوئے تو مسلمانوں کی کل تعداد چالیس ہوگئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بہادری وشجاعت مسلّم تھی چنانچہ آپؓ کے مسلمان ہونے سے اسلام کو ایک خاص شان وشوکت اور دبدبہ حاصل ہوا اور کھلے عام نماز کی ادائیگی اور اسلامی تعلیمات کا چرچا ہونے لگا۔

ع دارارقم سب سے پہلا مرکز اسلام ہے

۱۷۱ھ/۷۸۷ء میں عباسی خلیفہ ہارون رشید کی والدہ خیزران نے دارارقم کی جگہ پر ایک مسجد تعمیر کرادی، صفا کی مشرقی جانب ۳۶ میٹر کے فاصلہ پر مسعیٰ سے باہر اس کی جگہ تھی اسلامی تاریخ میں مسلمان خلفاء نے اپنے اپنے دور میں اس مسجد کی تجدید وترمیم کی، ۱۳۷۵ھ ۱۹۵۵ء میں اس سمت توسیعی منصوبہ عمل میں آیا تو اس مسجد کو اس میں شامل کر دیا گیا، اور یادگار کے طور پر مسعیٰ میں صفا کے قریبی دروازہ کا نام ''باب دارالأرقم'' رکھ دیا گیا اور دارارقم بھی اس کے قریب ہی تھا۔ ②

شِعب ابوطالب یہ ایک گھاٹی ہے جس کو شعب علی اور شعب بنو ہاشم بھی کہا جاتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم

---

① صحیح بخاری، فضائل الصحابہ حدیث نمبر ۶۲۴۸۔

② اخبار مکۃ للفاکہی ۳/۳۳۰، الزہور المقتطفۃ ص ۱۰۰، الجامع اللطیف ص ۲۰۴، التاریخ القویم ۲/۸۲۔۳/۳۶۴۔

کے خاندان بنو ہاشم کے مکانات اسی گھاٹی کے قرب و جوار میں تھے۔اسی گھاٹی کے قریب آنحضور ﷺ کی جائے پیدائش ہے یہ گھاٹی جبل ابوقبیس اور جبل خنادم کے درمیان سے ہوتی ہوئی مسجد حرام سے تین سومیٹر کے فاصلہ پر بطحاء مکۃ (سوق اللیل) میں آکر ختم ہوتی ہے۔

سوشل بائیکاٹ جب کفار مکہ نے دیکھا کہ اسلام کی دعوت عام ہوتی جارہی ہے اوران کے اسلام دشمن ہتھکنڈے بےکار و بےسود ہورہے ہیں، اور بنو ہاشم و بنوعبدالمطلب بھی آنحضور ﷺ کی تائید ونصرت کرتے ہیں تو کفار نے طے کیا کہ بنو ہاشم و بنوعبدالمطلب یا تو آپؐ کی تائید و حفاظت سے دستبردار ہوجائیں ورنہ سب کا سوشل بائیکاٹ کیا جائے گا۔ادھر بنو ہاشم و بنوعبدالمطلب نے طے کیا کہ ہم سوشل بائیکاٹ کا سامنا کرنے کیلئے تیار ہیں لیکن ہم آنحضور ﷺ کی حفاظت و نصرت سے دستبردار نہ ہوں گے اس اتفاق میں دونوں خاندانوں کے سب لوگ شریک تھے خواہ مسلمان ہوں یا کافر، البتہ ابولہب اپنے خاندان سے الگ ہوکر مخالفین کے ٹولہ میں شامل تھا۔

الغرض قبائل قریش نے بائیکاٹ کا اعلان کردیا، جس میں یہ طے پایا کہ بنو ہاشم اور بنوالمطلب سے نہ شادی بیاہ کا تعلق رکھا جائے گا نہ خرید وفروخت کا معاملہ کیا جائے گا حتی کہ ان کے پاس اٹھنا بیٹھنا، بات چیت کرنا سب کچھ ممنوع رہے گا اور اگر وہ صلح چاہیں تو صلح بھی قبول نہ کی جائے گی اوران سے کوئی نرمی نہیں برتی جائے گی تاآنکہ وہ رسول اللہ ﷺ کو (معاذ اللہ) قتل کیلئے ان کے حوالہ کردیں، مذکورہ تمام باتیں لکھ کر کعبۃ اللہ میں لٹکادی گئیں، جس کے نتیجہ میں بنو ہاشم اور بنوالمطلب شعب ابوطالب میں نبوت کے ساتویں سال محصور ہوگئے ضروریات زندگی بھی صرف حرمت والے مہینوں (رجب شوال ذوالقعدہ اور ذی الحجہ) میں چھپ چھپا کر خریدی جاتیں اور وہ بھی مہنگے داموں چونکہ اول تو تاجر قافلوں کو ان سے ملنے نہ دیا جاتا، اور جن سے ملاقات ہوجاتی وہ ان کی مجبوری سے فائدہ اٹھاتے، اس طرح دن بدن بائیکاٹ کا دائرہ تنگ سے تنگ ہوتا گیا، اشیائے خوردنی کی قلت کے سبب درختوں کے پتے اور سوکھا چمڑا کھانے کی نوبت آگئی اس پریشانی کے عالم میں ایک دو دن نہیں، تین سال کی طویل مدت گزر گئی ایک روز ہشام بن عمرو، زہیر بن اُمیہ، مطعم بن عدی، ابوالبختری بن ہشام اور زمعۃ بن اسود جمع ہوئے اور آپس میں کہنے لگے کہ ہم تو کھائیں پئیں، راحت وآرام سے رہیں اور بنو ہاشم و بنوعبدالمطلب پریشان حال ہوں؟! سب نے طے کیا کہ کعبہ میں بائیکاٹ کی جو تحریر آویزاں ہے اس کو پھاڑ ڈالیں گے، چنانچہ اگلے روز صبح یہ لوگ اپنی مجلس میں پہنچے تو زہیر نے کہا "اے اہل مکہ ہم تو کھائیں پئیں اور اچھے سے

اچھا پہنیں اور بنو ہاشم ہلاکت کے دھانے پر ہوں؟ اللہ کی قسم میں اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھوں گا جب تک بائیکاٹ سے متعلق یہ ظالم تحریر پھاڑ نہ دی جائے، یہ سن کر ابو جہل بولا: اللہ کی قسم تو نے جھوٹ کہا، تو صحیفہ کو ہرگز نہیں پھاڑ سکتا، زمعہ نے (ابو جہل کو مخاطب کر کے) کہا تو سب سے بڑا جھوٹا ہے، ہم اسوقت بھی اس تحریر سے راضی نہ تھے جب یہ لکھی گئی، ابوالبختری نے کہا: زمعہ کی بات درست ہے ادھر مطعم کہنے لگے: زمعہ اور ابوالبختری نے سچ کہا: اس صحیفہ میں جو کچھ لکھا گیا ہے ہم اللہ کے ہاں اس سے اپنی براءت کا اعلان کرتے ہیں، ہشام نے بھی ان سب کی تائید کی، ابو جہل سمجھ گیا اور کہنے لگا تم نے یہ معاملہ رات ہی کو طے کر لیا تھا، ادھر رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی مطلع فرما دیا کہ صحیفہ کو دیمک نے چاٹ لیا ہے اور اس کی تحریر میں سوائے اللہ کے نام کے کچھ باقی نہیں رہا، آپؐ نے اپنے چچا ابو طالب کو اس کی خبر کر دی، ابو طالب نے قریش کی بھری مجلس میں جا کر کہا ''میرے بھتیجے کا کہنا ہے کہ صحیفہ کو دیمک نے کھالیا ہے اور صرف اللہ کا نام بچا ہے اگر بھتیجے کی بات جھوٹ ہے تو ہم تمہارے اور اس کے بیچ سے ہٹ جاتے ہیں اور اگر اس کی بات سچ ہے تو پھر تمہیں بائیکاٹ واپس لینا ہوگا، کفار قریش ابو طالب کی اس بات پر رضا مند ہو گئے۔ جب آ کر دیکھا گیا تو واقعی صحیفہ کی تحریر کو دیمک چاٹ چکی تھی اور صرف اللہ کا نام باقی تھا، اس طرح رسول اللہ ﷺ اور اس گھاٹی میں محصور لوگ باہر آ گئے اور بائیکاٹ ختم ہوا۔ [41]

غارِ حراء سے شعب ابی طالب تک

(۱) حق کی خوشبو پھیلتے ہوئے اپنا دائرہ وسیع کرتی ہے تو کفر کی بعض طاقتیں نہ صرف اپنا ناک بند کر لیتی ہیں بلکہ دوسروں کو بھی ایسا کرنے پر اکساتی ہیں تا کہ وہ بھی اس خوشبو سے مستفید نہ ہوں۔

(۲) جب آفتاب حق کی روشن کرنیں پھیل کر چار سو روشنی پھیلاتی ہیں تو باطل طاقتیں چمگادڑ کی طرح آنکھیں موند لیتی ہیں اور اپنے تمام وسائل کو بروئے کار لا کر لوگوں کو باور کرانے کی کوشش کرتی ہیں کہ واقعی اندھیرا ہے۔

(۳) جب یہ غیر فطری طرز عمل ناکام ہو جاتا ہے تو وہ مصنوعی وسائل کا سہارا لیکر اپنے مطلوبہ مقاصد حاصل کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔

(۴) آفتاب حق کو مال و منصب اور عورت کا لالچ دیکر کہا جاتا ہے کہ تم روشنی پھیلانے سے دستبردار ہو جاؤ، مگر حق کے علمبردار یہ سب کچھ ٹھکرا کر ان پر واضح کر دیتے ہیں:

---

[41] صحیح بخاری کتاب المغازی حدیث نمبر ۴۲۸۵، سیرت ابن ہشام ۱/ ۳۵۰۔ ۳۷۸، زاد المعاد ۲/ ۵۱، معالم مکۃ التاریخیہ ص ۱۴۵

مرے ہاتھوں میں لاکر چاند سورج بھی اگر رکھ دیں
مرے پیروں تلے روئے زمین کا مال و زر رکھ دیں
خدا کے کام سے میں باز ہرگز رہ نہیں سکتا
یہ بُت جھوٹے ہیں میں جھوٹوں کو سچا کہہ نہیں سکتا

⑤ حق کے علمبرداروں کو ایسی ایسی اذیتیں دیگئیں کہ انسانیت چونک اٹھی اس کا مقصد ان کو حق سے ہٹانا اور دوسروں کو متنبہ کرنا تھا کہ تم نے حق قبول کیا تو تمہارا انجام بھی یہی ہوگا۔
اس مرحلے میں صبر واستقلال کا ثبوت دینے والے حضرت بلالؓ وحضرت صہیبؓ، حضرت عمارؓ، حضرت سمیہؓ اوران کے نقش قدم کے راہی تھے جبکہ اذیتیں دینے والے ابوجہل وابولہب اوران کے جانشین کہلائے۔

⑥ جب کچھ لوگوں نے اپنا ایمان بچا کر اپنا گھر بار چھوڑ کر نجاشی کے ہاں جا کر پناہ لی تو قریش کا وفد اپنا اثر ورسوخ استعمال کر کے انہیں واپس لانے کی کوشش کرتا ہے۔

⑦ اس مرحلے میں بھی ناکامی کے بعد اہل حق کا سماجی بائیکاٹ کر کے انہیں پابند ومحدود کر دیا جاتا ہے، جہاں اہل حق نے فاقہ کشی کی، درختوں کے پتے کھا کر گزارا کیا، کٹھن حالات میں تین سال تک پہاڑ کی گھاٹی میں پابند رہے لیکن اصولوں پر کوئی سمجھوتہ نہ کیا۔

⑧ بالآخر اہل حق کامیاب وکامران ہوئے، سرفراز وسربلند ہوئے، اوراہل باطل ناکام ونامراد ہوئے۔

⑨ حق کے علمبرداروں نے عملی طور پر ثابت کر دکھایا کہ:

ا: فاقہ کشی کے ساتھ حق پر قائم رہنا منظور ہے، لیکن شکم سیری اور آرام وراحت کیساتھ باطل قبول کرنا قطعاً منظور نہیں۔

ب: دنیائے فانی کے تمام آرام قربان کیے جاسکتے ہیں لیکن دینی اصول ونظریات سے دستبرداری نہیں ہوسکتی۔

ج: کفر نے جبر واستبداد کے تمام وسائل بروئے کار لاکر حق کو دبانے کی کوشش کی، لیکن دین حق کے علمبرداروں نے اصولوں پر کوئی سمجھوتہ نہیں کیا۔

د: مسلمان کا ایمان اتنا پختہ تھا کہ دنیاوی مال ومنصب کی پیشکش یا اس سے محرومی اس کے ایمان کو چھین نہ سکی۔

ھ: کفر کی طاقت مادی وسائل اور معاشی دباؤ کیساتھ حملہ آور ہوئی تو مسلمانوں نے اپنے اللہ پر بھروسہ کر کے ایمان کا تحفظ کیا، انجام کار زندگی رہی یا موت آئی کامیابی نے مسلمانوں کے قدم چومے۔

و: جو شخص اپنے ایمان کو مادی مفادات پر قربان کردے وہ ناکام و نامراد ہو گیا۔

ز: مسلمان کی منزل مقصود آخرت کی کامیابی ہے، دنیا کی زندگی اس کا ذریعہ ہے، دنیا کے پھول یا کانٹے اسے اپنے مقصد سے نہ ہٹا سکے۔

دارالندوة آنحضور ﷺ کی ولادت سے تقریباً ڈیڑھ سوسال پہلے قصی بن کلاب نے دارالندوہ تعمیر کرایا، اس میں مشورے ہوتے جنگ وجدال کیلئے جھنڈے تقسیم ہوتے نیز اجتماعی امور سے متعلق مشورے کیلئے اس عمارت کا استعمال ہوتا، گویا یہ قبیلہ قریش کی پارلیمنٹ تھی، یہی وہ مکان ہے جس میں قریش کے سردار اکٹھے ہوتے اور اسلام کے خلاف مشورے کرتے، حتی کہ وہ آخری مشورہ بھی یہیں طے پایا جس میں معاملات پر اس انداز میں سوچا گیا کہ بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مدینہ ہجرت کر چکے ہیں۔اب امکان ہے کہ محمد ﷺ بھی مدینہ چلے جائیں گے، اوران سب کا وہاں جمع ہونا ہمارے لیے خطرناک ہے لہٰذا آنحضرت ﷺ کو یہیں قتل کر دیا جائے مگر اللہ کی قدرت سے آپؐ ان کے درمیان سے نکل کر ہجرت فرما گئے اور اللہ تعالیٰ کا دین سربلند ہوا یہ دارالندوہ چونکہ مسجد حرام سے متصل تھا اسلئے حج وعمرہ کے دوران بہت سے امراء وخلفاء اس میں قیام کرتے، ایک دفعہ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اس میں قیام فرمایا پھر عباسی خلیفہ معتضد باللہ نے سنہ ۲۸۴ھ/۸۹۷ء میں اس جگہ کو مسجد حرام میں شامل کر دیا۔اس کا رقبہ ۳۷×۳۶=۱۳۳۲ مربع میٹر ہے اس کی جگہ کعبہ کے شمال مغرب میں مطاف اور مسقّف حصے میں ہے۔یادگار کے طور پر اسی سمت میں ایک دروازہ کا نام باب الندوہ رکھدیا گیا ہے۔ (۴۱)

حضرت خدیجہؓ کا مکان حضرت خدیجہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا گھر ہماری تاریخ میں بڑی اہمیت کا حامل ہے کہ رسول اللہ ﷺ شادی کے بعد سے ہجرت تک اس میں مقیم رہے، یہیں پر آپ ﷺ کی چار صاحبزادیوں (زینبؓ، رقیہؓ، ام کلثومؓ اور فاطمہؓ) کی ولادت ہوئی، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات بھی اسی مکان میں ہوئی، بارہا اس مکان میں وحی نازل ہوئی، اسی مکان سے آپ ﷺ کا ہجرت کا سفر شروع ہوا جس کی کچھ تفصیل اس طرح ہے کہ بہت سے مسلمان مکہ سے مدینہ کو ہجرت کر چکے تھے،

---

(۴۱) سیرت ابن ہشام ۱/۴۸۰، اخبار مکۃ للفاکہی ۳/۲۱۱، اخبار مکہ للأزرقی ۲/۱۰۹، التاریخ القویم ۲/۳۷، تاریخ عمارۃ المسجد الحرام ص ۴۶۔

بسم الله الرحمن الرحيم
إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَٰجِدَ اللهِ مَنْ ءَامَنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْأٰخِرِ وَأَقَامَ الصَّلَوٰةَ وَءَاتَى الزَّكَوٰةَ
وَلَمْ يَخْشَ إِلَّا اللهَ فَعَسَىٰٓ أُولَٰٓئِكَ أَن يَكُونُوا مِنَ الْمُهْتَدِينَ .
أنشأ هذا المسجد الفتح المأثور المرحوم الشيخ حسن بكر محمّد قطب
بتاريخ : ١٣٩٧/٧/٢٧ﻫ سبع وعشرين رجب عام ألف وثلاثمائة وسبع وتسعين

Masjid Fath in Jamum	جموم میں مسجد فتح
Masjid Ayesha	مسجد عائشہؓ





Masjid Jinn مسجد جن

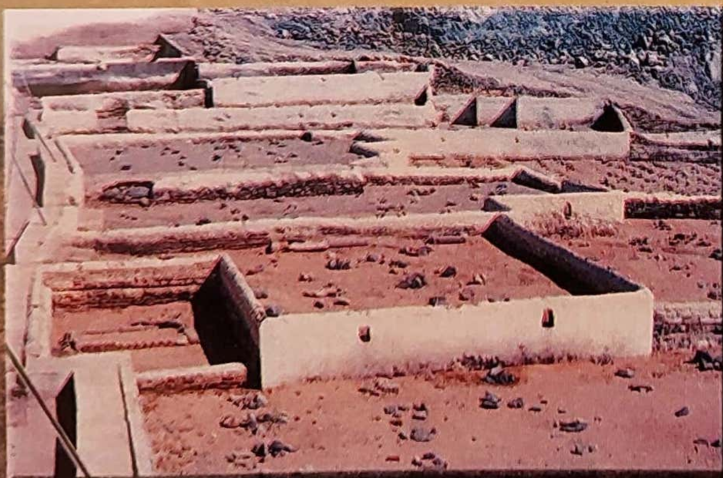
Masjid مسجد

Place of Birth of the Prophet آقا کی جائے ولادت

Cave Hira , Jabal Hira غار حرا ، جبل حرا

Interior and Exterior Scene of Cave Thaur غارثورکااندرونی وبیرونی منظر

Grave of Mymuna , Scene of Ma`ala Graveyard حضرت میمونہؓ کی قبر۔اور مقبرہ معلاہ کاایک منظر





قریش کو یہ کب گوارا تھا کہ اسلام کا درخت پھولے پھلے، ان کو یہ خبریں بھی مل رہی تھیں کہ مدینہ منورہ میں اسلام خوب پھیل رہا ہے اس لئے انہوں نے اب آخری حربہ کے طور پر طے کیا کہ محمد ﷺ کو (معاذ اللہ) قتل کر دیا جائے ورنہ وہ بھی مکہ سے مدینہ کو ہجرت کر جائیں گے۔ اس فیصلہ پر عملدرآمد کیلئے انہوں نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے گھر کا محاصرہ کر لیا کہ اسی میں سرورِ دوعالم ﷺ مقیم تھے وہ باہر اس انتظار میں بیٹھ گئے کہ جیسے ہی رسول اللہ ﷺ باہر نکلیں گے ان کو قتل کر دیا جائے گا، اُدھر آسمانوں پر کچھ اور فیصلہ ہو چکا تھا، اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی آپ ﷺ کو اس منصوبہ سے آگاہ فرما دیا، اور ہجرتِ مدینہ کا حکم دیا۔ آپؐ کے پاس لوگوں کی جو امانتیں تھیں وہ آپؐ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سپرد کیں تاکہ وہ لوگوں کو واپس کر دیں اور ان کو اپنے بستر پر سلا دیا اور محاصرہ کرنے والوں پر ایک مٹھی مٹی پھینکی جو معجزانہ طور پر تمام محاصرین کی آنکھوں میں پہنچی اور وہ آنکھیں ملنے لگے، اور آپ ﷺ ان کے درمیان سے نکل کر چلے گئے اور آپؐ سورہ یٰسین کی یہ آیت تلاوت فرما رہے تھے۔ ﴿وَجَعَلْنَا مِنْ م بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَ مِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ﴾ [سورۃ یٰسٓ: ۹]

ترجمہ: اور ہم نے ایک دیوار ان کے آگے اور ایک دیوار ان کے پیچھے کھڑی کر دی ہے اور اوپر سے ان کو ڈھانک دیا ہے لہٰذا اب وہ دیکھ نہیں سکتے۔

اس مکان کا محل وقوع حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے مکان کے متصل تھا، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کو خرید کر وہاں ایک مسجد تعمیر کرا دی تھی اور اپنے والد ابوسفیان کے مکان سے ایک دروازہ مسجد کی طرف کھلوا دیا، تاریخ اسلام کے مختلف ادوار میں اس مسجد کی تعمیر و ترمیم ہوتی رہی بالآخر ۱۳۶۹ھ میں سید عباس قطان نے اس جگہ پر لڑکیوں کا مدرسہ تعمیر کرا دیا پھر ۱۳۸۵ھ میں مسجد حرام کی توسیع ہوئی تو اس کو بھی بیرونی صحن میں شامل کر دیا گیا۔ (۱)

غارِ ثور یہ غار جبل ثور میں مسجد حرام سے چار کلومیٹر جنوبی سمت میں واقع ہے، سطح سمندر سے اس پہاڑ کی بلندی ۷۴۸ میٹر اور سطح زمین سے ۴۵۸ میٹر ہے، یہ غار اس کشتی کے مشابہ ہے جس کا نچلا حصہ اوپر کو کر دیا جائے، اس غار کی اندرونی بلندی ۱،۲۵ میٹر ہے اور طول و عرض ۳،۵×۳،۵ میٹر ہے اس غار کے دو دھانے ہیں ایک مغربی سمت میں ہے جس سے رسول اللہ ﷺ داخل ہوئے تھے، اس دروازہ سے لیٹ کر ہی اندر جایا جا سکتا تھا، نویں صدی ہجری کے آغاز سے تیرھویں صدی ہجری تک اس دھانے کو

---

(۱) اخبار مکۃ للأزرقی ۱۹۹/۲، اخبار مکۃ للکفاکہی ۳/۲۷۰، ۹۰/۷، ۹۴، سیرۃ ابن ہشام ۴۸۲/۱، الزہور المقتطفۃ ص ۹۹، معالم مکۃ ص ۲۷۱۔

مرحلہ وار وسیع کیا جاتا رہا اب اس کی اونچائی نیچے والی سیڑھی کو ملا کر تقریباً ایک میٹر ہے، دوسرا دروازہ مشرقی سمت میں ہے جو مغربی دھانے سے زیادہ کشادہ ہے اور بعد میں بنایا گیا ہے، تاکہ لوگوں کو غار میں داخل ہونے اور نکلنے میں سہولت ہو، ان دونوں دروازوں کا درمیانی فاصلہ ۳،۵ میٹر ہے، اس غار تک چڑھنا دشوار ہے عموماً غار تک پہنچنے میں ڈیڑھ گھنٹہ صرف ہوتا ہے، غار کا محل وقوع پہاڑ کی چوٹی سے ذرا نیچے ہے۔ (۱۱)



غار ثور، اندرونی اور بیرونی منظر، پس منظر میں جبل ثور

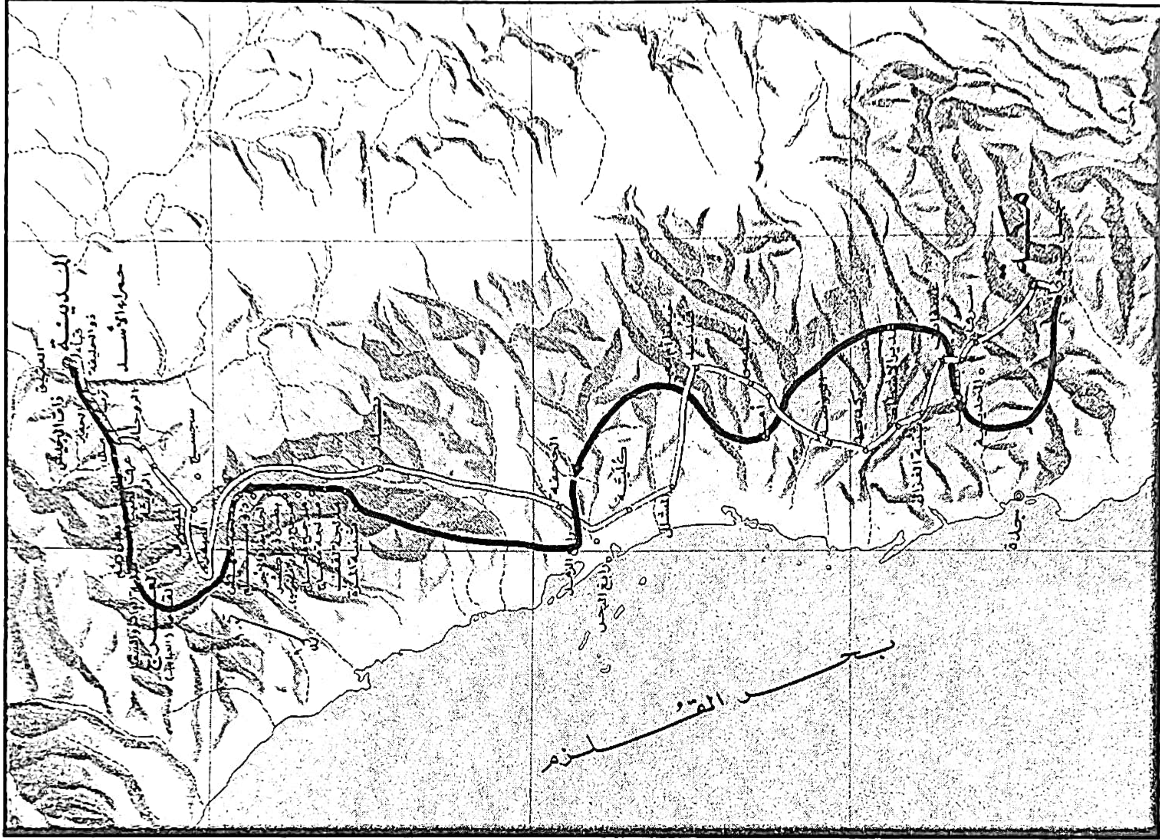
رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہجرت کے سفر میں یہاں پہنچے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پہلے خود اندر داخل ہوئے اور غار کو صاف کیا مبادا کوئی موذی جانور یا کیڑا مکوڑا ہو تو اس کی اذیت خود برداشت کرلیں اور رسول اللہ ﷺ محفوظ رہیں، جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ غار کو صاف کر چکے تو آنحضور ﷺ اندر تشریف لے گئے۔

کوئی دیکھے رفاقت ابوبکرؓ کی — یارِ غارِ نبوت پہ لاکھوں سلام (نفیس)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے عبداللہ سارا دن مکہ میں رہتے اور رات کو یہاں غار میں

(۱۱) التاریخ القویم ۲/۳۲۷، تاریخ عمارۃ المسجد الحرام ۴۶۔

آ کر مکہ کے حالات سے باخبر کرتے پھر صبح سویرے اندھیرے میں واپس مکہ مکرمہ چلے جاتے، اُدھر حضرت ابوبکرؓ کے غلام عامر بن فہیرہ دن میں اس انداز سے بکریاں چراتے کہ عبداللہ بن ابی بکرؓ کے پیروں کے نشانات مٹ جائیں اور دشمن کو کچھ سراغ نہ مل سکے۔ ⑪



مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تک ہجرت نبوی کا تقریبی نقشہ

اس مبارک غار کا تذکرہ قرآن پاک کی سورہ توبہ میں ہوا ہے۔ ﴿إِلَّا تَنصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا ، فَأَنزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَّمْ تَرَوْهَا﴾ [توبہ: ۴۰]

ترجمہ: اگر تم لوگ پیغمبر کی مدد نہیں کرو گے تو یاد رکھو اللہ ان کی اس نازک وقت میں مدد کر چکا ہے جب کافروں نے ان کو اس حال میں جلاوطن کیا تھا کہ دو شخصوں میں سے وہ ایک تھے جس وقت یہ دونوں غار (ثور) میں تھے اس وقت یہ پیغمبر اپنے ساتھی سے فرما رہے تھے کہ کچھ غم نہ کر یقیناً اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر پر تسکین نازل فرمائی اور اپنے پیغمبر کی مدد ایسے لشکروں سے فرمائی جن کو تم نے نہیں دیکھا۔

---

⑪ صحیح بخاری مناقب الأنصار حدیث نمبر ۳۹۰۵۔

رفاقت پر میں قرباں تیری بدر و قبر کے ساتھی	نبی کی بھی زباں پر ہیں ترے ایثار کی باتیں
تری تصدیق اول ہے ترا ایمان اول ہے	کلامِ پاک میں بھی ہیں ترے اقرار کی باتیں

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غار میں تھا کہ مشرکین مکہ ہمیں ڈھونڈتے ہوئے غار تک پہنچ گئے میں نے آقا سے عرض کیا: یا رسول اللہؐ اگر ان میں سے کسی نے بھی اپنے قدم کی طرف نیچے کو دیکھا تو اس کی نظر ہم پر پڑ جائے گی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا کیا خیال ہے ان دو کے بارے میں جن کے ہمراہ تیسری ذات اللہ کی ہو۔ ❶

☆ ازل سے آج تک مکڑی نے جالے تو بنے ہوں گے
جو غارِ ثور نے دیکھے تھے جالے اور ہوتے ہیں

تین راتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اسی غار میں گزاریں جب اطمینان ہو گیا کہ اب دشمن آپؐ کی تلاش میں نہیں نکلے گا تو راستہ کی رہنمائی کیلئے عبداللہ بن اریقط دو سواریوں کے ہمراہ آ پہنچا ایک اونٹنی پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہو گئے اور دوسری پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ مع اپنے غلام عامر بن فہیرہ کے جس کو انہوں نے اپنی اونٹنی پر پیچھے سوار کیا، اس طرح یہ سفر ہجرت مکمل ہوا۔ ❷

☆ حرم سے طیبہ کو آنے والے تجھے نگاہیں ترس رہی ہیں
جدھر جدھر سے گزر کے آئے اُداس راہیں ترس رہی ہیں

☆ رسولِ اطہر جہاں بھی ٹھہرے وہ منزلیں یاد کر رہی ہیں
جبینِ اقدس جہاں جھکی ہے وہ سجدہ گاہیں ترس رہی ہیں (نفیس)

جبل ابو قبیس یہ مسجد حرام کے نزدیک صفا پہاڑی سے متصل ایک پہاڑ ہے، اس کی بلندی سطح سمندر سے ۴۲۰ میٹر اور سطح زمین سے ۱۲۰ میٹر ہے، ابو قبیس ایک شخص تھا۔ جس نے اس پہاڑ پر سب سے پہلے مکان بنایا اسی نسبت سے پہاڑ کو بھی جبل ابو قبیس کہا جانے لگا۔ زمانہ جاہلیت میں اس کو ''امین'' بھی کہا جاتا تھا جس کی وجہ یہ تھی کہ اسی پہاڑ میں حجر اسود ایک زمانہ تک محفوظ رہا جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حجر اسود آسمان سے اتارا گیا اور اس کو ابو قبیس پہاڑ پر چالیس سال رکھا گیا پھر اس کو ابراہیم علیہ السلام کی تعمیر کردہ دیوار بیت اللہ میں نصب کر دیا گیا، آسمان سے اتارے جانے کے وقت یہ پتھر سفید شیشہ کی طرح شفاف تھا۔ ❸

---

❶ صحیح بخاری، التفسیر حدیث نمبر ۴۶۶۳۔ ❷ زاد المعاد ۲/۵۹ (الاستعداد للھجرۃ)
❸ منذری کہتے ہیں یہ روایت طبرانی نے معجم کبیر میں صحیح سند سے موقوفاً ذکر کی ہے۔

☆ ایک حدیث میں اس پہاڑ کا ذکر یوں ہے کہ ایک فرشتہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے محمد! ﷺ اگر آپ چاہیں تو ان لوگوں پر اخشبین کو گرادوں؟ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی اولاد کو توحید کا علمبردار بنادیں۔ ①

☆ رونق ہی اور ہے جبل بوقبیس کی　　　آئینہ دار جلوۂ رحمت ہے آجکل

اخشبین سے مراد مکہ کے دو پہاڑ ہیں ان میں سے ایک یہی جبل ابوقبیس ہے۔ اور دوسرا جبل قعیقعان ہے۔

☆ میری نظروں میں تم ہو بڑے محترم　　　یا جبال الحرم یا جبال الحرم

جبل قعیقعان یہ بلند و بالا پہاڑ مسجد حرام سے متصل شمال مغرب میں ہے اور حارۃ الباب سے لیکر شامیہ تک پھیلا ہوا ہے اس پہاڑ کو بہت سے ناموں سے موسوم کیا جاتا ہے جس محلّہ میں اس کا جو حصہ ہے اس اعتبار سے اس کا نام ہے اس کے شمال مغربی حصے کو جبل العبادی کہا جاتا ہے اور حجون و معلیٰ قبرستان سے متصل حصہ کو جبل سلیمانیہ، اور دحلہ کی سمت کو جبل السودان اور قرارۃ اور فلق کے درمیانی حصہ کو جبل القرارہ اور جنوبی حصہ کو جبل ہندی کہتے ہیں کہ اس سمت اس کے دامن میں ہندی باشندے آباد ہیں یہ پہاڑ سطح سمندر سے تقریباً ۴۱۰ میٹر اور سطح زمین سے ایک سو دس میٹر بلند ہے۔ ②

پہاڑیوں کے سلسلے جدا جدا ملے　　　کہیں پہ جوئبار ہے کہیں پہ آبشار ہے

مسجد بیعت یہ مسجد منیٰ میں اس جگہ واقع ہے جہاں انصار مدینہ نے نبوت کے بارہویں سال ۶۲۱ء میں آنحضور ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی جس میں قبیلہ اوس اور خزرج کے بارہ سربرآوردہ افراد شریک تھے، دوسری بیعت جس کو بیعتِ عقبہ ثانیہ کہا جاتا ہے وہ نبوت کے تیرھویں سال ۶۲۲ء میں اسی جگہ منعقد ہوئی اس میں بیعت کرنے والے ۷۳ مرد اور دو عورتیں تھی، اس دفعہ انصار مدینہ نے آپ ﷺ کو مدینہ آنے کی دعوت بھی دی، اس بیعت کو بیعتِ عقبہ کبریٰ بھی کہا جاتا ہے۔

یہیں جلوہ افروز تھے میرے آقاؐ　　　بہر طرف تھے جاں نثار، اللہ اللہ

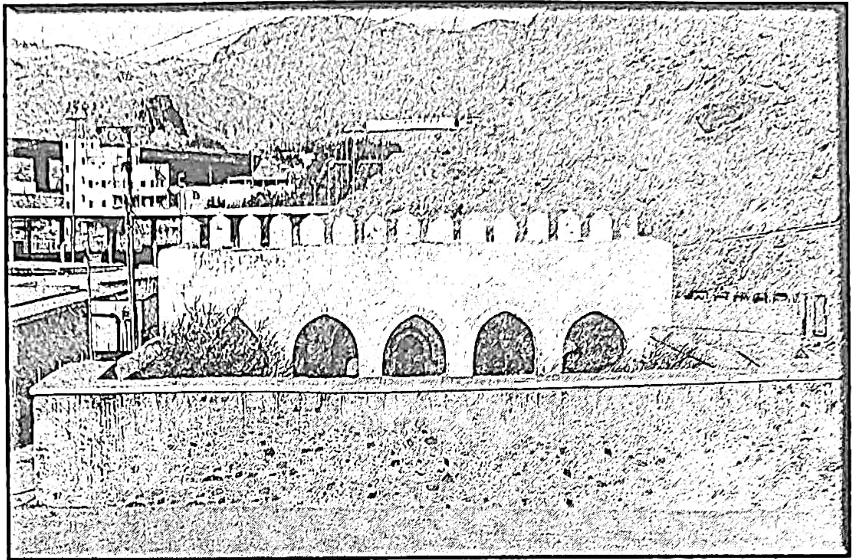
عباسی خلیفہ ابوجعفر منصور نے ۱۴۴ھ/۷۶۱ء میں اس جگہ پر ایک مسجد تعمیر کرادی جس کے نام کا کتبہ مسجد کی قبلہ رُخ دیوار میں بیرونی جانب نصب ہے، مسجد کی مضبوط چاردیواری میں اگلا حصہ چھت اور

---

① صحیح بخاری، بدء الخلق (۳۲۳۱) الترغیب والترھیب ۲/۹۵، التاریخ القویم ۱/۶۴

② صحیح بخاری کتاب بدء الخلق حدیث نمبر ۳۲۳۱۔ اخبار مکہ للأزرقی ۲/۲۶۷، اخبار مکۃ للفاکہی ۴/۴۷، معالم مکہ ۲۲۳

پچھلا حصہ صحن پر مشتمل ہے اس مسجد کا ذکر ازرقی (متوفی ۲۴۴ھ) فاکہی (متوفی ۲۷۲ھ) حربی اور ابن جوزی (متوفی ۵۹۷ھ) فاسی (متوفی ۸۳۲ھ) ابن ظہیرۃ (متوفی ۹۸۶ھ) نے اپنی اپنی کتابوں میں کیا ہے، اسلامی تاریخ کے مختلف ادوار میں مسلمان خلفاء نے اس مسجد کی تجدید و ترمیم کا اہتمام کیا، مسجد کی موجودہ تعمیر ترکی دور کی ہے جو پتھر اور چونے سے بنی ہوئی ہے، اس کا محل وقوع جمرۃ عقبہ سے تقریباً ۳۰۰ میٹر کے فاصلہ پر منیٰ سے مکہ کی طرف اترنے والے پل کے داہنی سمت پہاڑ کی گھاٹی میں ہے۔ ①



مسجد بیعت

مسجد جن یہ مسجد معلاۃ جاتے ہوئے بائیں جانب ہے اور کراسنگ پل سے متصل ہے، اس کو ''مسجد جن'' اسلئے کہتے ہیں کہ اس جگہ پر جنات کی ایک بڑی جماعت نے رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر اسلام قبول کیا، اس موقع پر آپ ﷺ کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما تھے آپؐ نے ان کیلئے زمین پر ایک خط حد فاصل کے طور پر کھینچ دیا، واضح رہے کہ اس سے قبل نبوت کے دسویں سال طائف سے واپسی پر مقام نخلہ میں بھی کچھ جنات نے آپ ﷺ سے ملاقات کی تھی۔ ②

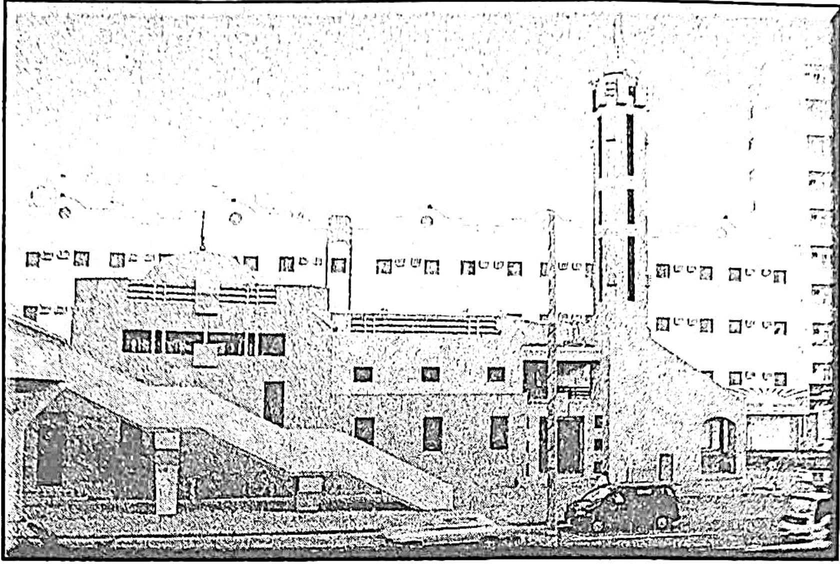
۱۴۲۱ھ میں مسجد جن کی تجدید ہوئی، اس مسجد کا دوسرا نام مسجد حرس بھی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ میں اپنے صحابہؓ سے فرمایا ''تم میں سے جو شخص جنات کے معاملہ کو دیکھنا چاہے وہ آجائے، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میرے علاوہ کوئی بھی حاضر نہ ہوا، لہٰذا ہم مکہ میں ایک جگہ معلاۃ پہنچے تو آپ ﷺ نے اپنے پاؤں مبارک سے ایک دائرہ کھینچا اور مجھ سے فرمایا کہ ''اس میں بیٹھ جاؤ'' آپؐ تھوڑا آگے

① سیرت ابن ہشام ۱/۴۳۱، ۴۴۱، اخبار مکۃ للأزرقی ۲/۲۰۶، اخبار مکۃ للفاکہی ۴/۲۶ (۲۳۱) کتاب المناسک ۵۰۳، الزہور المقتطفۃ ص ۹۸، الجامع اللطیف ص ۲۰۶، التاریخ القویم ۵/۳۱۱، مثیر الغرام ص ۱۹۱۔

② التاریخ القویم ۵/۸۱، الأرج المسکی ۳۷، مثیر الغرام ۱۹۱

چلے اور کھڑے ہو کر قرآن کی تلاوت شروع فرمادی، کہ اسی دوران جنات جھنڈ در جھنڈ آ کر جمع ہونے لگے حتی کہ آپ ﷺ میری نظر سے اوجھل ہو گئے اور آپؐ کی آواز بھی مجھ تک پہنچنا بند ہو گئی پھر وہ آپؐ کے پاس سے اس طرح متفرق ہونے لگے جس طرح بدلی چھٹتی ہے جبکہ جنات کی ایک جماعت بیٹھی رہی اور آپ ﷺ ان کے ساتھ فجر تک بات چیت میں مشغول رہے پھر آپؐ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: میں نے



مسجد جن (مسجد حرس)

ان کو ہڈی اور گوبر توشہ کے طور پر دیا ہے، لہٰذا تم لوگوں کو ہڈی اور گوبر سے استنجا نہیں کرنا چاہیئے۔ ①

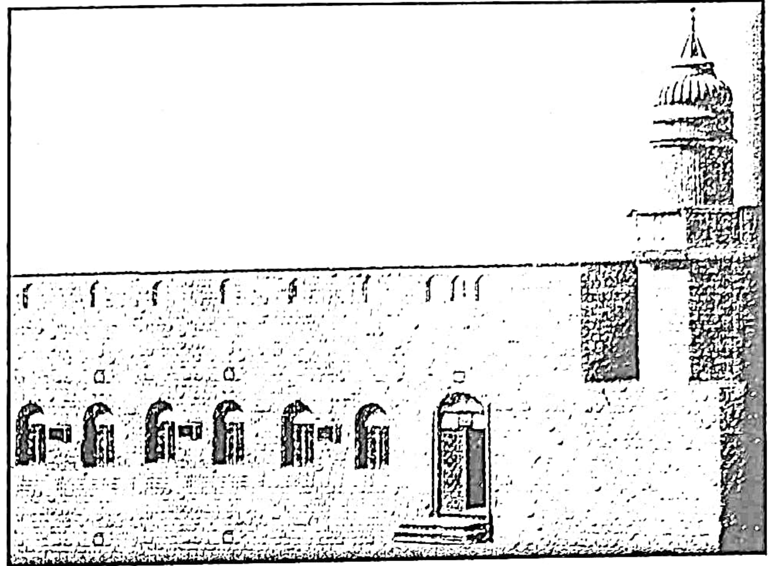
بعض روایات میں اس کی تفصیل یوں ہے کہ پرانی ہڈی پر جنات کو اس کی اصل شکل میں لگا ہوا گوشت مل جائے گا اور گوبر پر اس کی اصل شکل میں چارہ دستیاب ہوگا، یہ آپ کا معجزہ اور رہتی دنیا تک جنات پر اس رحمۃ للعالمینؐ ذات کا احسان ہے، اور پرانی ہڈی و گوبر سے استنجا کرنے سے ممانعت کی حکمت یہ ہے کہ اس سے جنات کی خوراک آلودہ ہو جاتی ہے اور ان کو اذیت پہنچتی ہے، بعض لوگ ان اسلامی تعلیمات کا خیال نہیں کرتے تو جوابی طور پر جنات انہیں پریشان کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہی سے ایک دوسری روایت میں منقول ہے کہ میں جنات سے ملاقات والی رات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا ہم حجون کے مقام پر پہنچے تو آپؐ نے میرے لئے خط کھینچا اور پہاڑ کی طرف تشریف لے گئے، دیکھتے ہی دیکھتے آپؐ کے اردگرد جنات کی بھیڑ جمع ہو گئی تو ان کے سردار وردان نے کہا: میں ان جنات کو آپ سے ذرا دور ہٹا کر رکھوں؟، آپؐ نے فرمایا: ﴿إِنِّي لَنْ يُجِيرَنِي مِنَ اللَّهِ أَحَدٌ...﴾ [سورہ جن: ۲۲] اور خدا کے ہاتھ سے مجھے کوئی پناہ نہیں دے سکتا۔ ②

نیز ایک روایت میں ہے کہ حضور پاک ﷺ کے پیچھے پیچھے عبداللہ بن مسعودؓ چلے، تو آپ ﷺ حجون نامی گھاٹی میں داخل ہوئے اور ایک خط اپنے اور دوسرا خط حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے

① تفسیر ابن کثیر ۷/۲۷۵، اخبار مکۃ للأزرقی ۲/۲۰۰۔ ② تفسیر ابن کثیر ۷/۲۷۷۔

گرد کھینچا تاکہ آپ وہیں جمے رہیں ❶ _ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جنات اس دائرہ کے پاس آتے مگر اندر داخل نہ ہو سکتے۔ پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس چلے جاتے۔ ❷



مسجد جن (قدیم تعمیر)

مسجد شجرہ

(درخت والی مسجد) ازرقی (متوفی ۲۴۴ھ ۸۵۸ء) کہتے ہیں کہ مسجد شجرہ مسجد جن کے مقابل واقع ہے، اس کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ مسجد اسی جگہ پر بنائی گئی ہے جہاں سے آپ ﷺ نے درخت کو بلایا تھا، اس وقت آپؐ مسجد جن کے قریب تشریف فرما تھے درخت چل کر آیا جب آپؐ نے اس کو واپس جانے کا حکم دیا تو وہ واپس چلا گیا، ❸ فاکہی مؤرخ کا بھی یہی قول ہے کہ مسجد شجرہ مسجد حرس (مسجد جن) کے مقابل ہے یہاں ایک درخت تھا جس کو رسول اللہ ﷺ نے بلایا تو وہ حاضر خدمت ہوا ❹ ابن سعد نے طبقات میں ذکر کیا ہے کہ آپ ﷺ مقام حجون میں رنجیدہ تھے آپؐ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ آج مجھے ایسی کوئی نشانی دکھا دیجئے کہ پھر مجھے اپنی قوم کے جھٹلانے کی پرواہ نہ ہو تو آپؐ نے دیکھا کہ شہر کی جانب سے ایک درخت زمین چیرتا ہوا آپؐ کے پاس حاضر ہوا اور سلام عرض کیا پھر آپؐ نے اس کو واپس جانے کو کہا تو وہ چلا گیا تو آپؐ نے ارشاد فرمایا: اب مجھے پرواہ نہیں کہ میری قوم مجھے جھٹلائے ❺

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ حجون میں تھے کہ مشرکین نے آپؐ کی دعوت کو جھٹلایا تو آپؐ نے یہ دعا کی: ''اے اللہ آج مجھے کوئی ایسی نشانی دکھا دیجئے کہ پھر مجھے کسی کے جھٹلانے کی پرواہ نہ ہو، آپؐ سے کہا گیا کہ درخت کو اپنے پاس بلایئے تو وہ درخت چل کر آپؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، اور سلام عرض کیا، آپؐ نے اس کو واپس جانے کا حکم دیا تو وہ اپنی جگہ واپس چلا گیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آج کے بعد مجھے پرواہ نہیں کہ میری قوم مجھے جھٹلائے ❻

---

❶ تفسیر ابن کثیر ۷/۲۷۹۔ ❷ اخبار مکہ للفاکہی نمبر ۲۳۲۱ باسناد حسن۔ ❸ اخبار مکہ للازرقی ۲/۲۰۱۔
❹ اخبار مکہ للفاکہی ۴/۲۷۔ ❺ طبقات ابن سعد ۱/۱۴۲۔ ❻ مجمع الزوائد، قال الہیثمی: اسنادہ حسن ۹/۱۰۔

ابن جوزیؒ (متوفی ۵۹۷ھ) فرماتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں مسجد شجرہ ہے، جو مسجد جن کے مقابل ہے، اس کے بارے میں مشہور ہے کہ اس جگہ پر ایک درخت تھا جو زمین کو چیرتا ہوا آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا، پھر آپؐ نے اس کو واپسی کا حکم دیا تو وہ واپس چلا گیا❶ ابن ظہیرۃ نے بھی اپنی کتاب میں اس واقعہ کا ذکر کیا ہے۔❷

ان تمام روایات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہ معجزۂ نبوی مقام حجون (معلاۃ) میں پیش آیا، اور یہ درخت مسجد شجرہ کی جگہ پر اور مسجد جن کے سامنے قریب ہی تھا، آپ ﷺ مسجد جن کی جگہ یا اس کے قریب تشریف فرما تھے کہ جنات نے آپؐ سے ایسا معجزہ طلب کیا جو آپؐ کی نبوت کی واضح دلیل ہو، چنانچہ آپؐ سے یہ کھلا ہوا معجزہ ظاہر ہوا جس کے بعد جنات نے آپؐ کے ہاتھ پر اسلام کی بیعت کی۔ فاکہی کی روایت سے یہی بات معلوم ہوتی ہے۔❸

ماضی قریب کے مؤرخین نے مسجد شجرہ کے محل وقوع کا تعین نہیں کیا، متقدمین کی تصریحات سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ مسجد جن کے قریب ہی تھی۔

مسجد رایہ (جھنڈے والی مسجد) امام بخاری رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر ارشاد فرمایا کہ آپؐ کا جھنڈا حجون کے مقام پر گاڑ دیا جائے۔❺

ابن ہشام کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے موقع پر مکہ کی بالائی جانب (معلاۃ) کی طرف سے داخل ہوئے اور وہیں پر آپؐ کیلئے خیمہ نصب کیا گیا تھا۔❻ اسی جگہ پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے عبداللہ بن عباس بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباسؓ نے مسجد تعمیر کرادی جو مسجد رایہ کے نام سے مشہور ہوگئی، فاکہی (متوفی ۲۷۲ھ) کہتے ہیں کہ مکہ کے بالائی حصہ میں جبیر بن مطعمؓ کے کنویں کے پاس ایک مسجد ہے، اس کنویں کو ''بئر علیا'' بھی کہتے ہیں اس کے قریب ہی وہ بند تھا جس کو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے معلاۃ کی طرف سے مسجد حرام آنے والے سیلابی پانی کو روکنے کیلئے تعمیر کرایا تھا۔

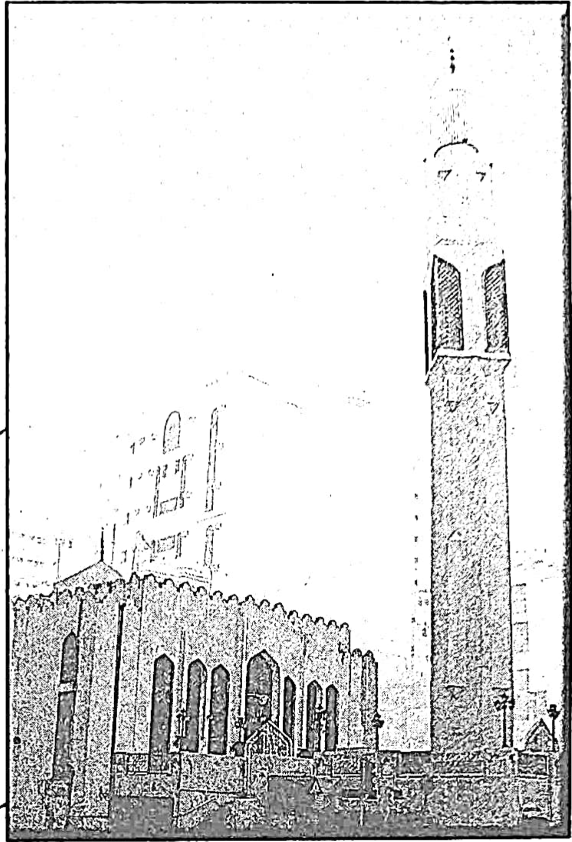
ابن ماجہ راوی ہیں کہ حضرت کیسان کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو بئر علیا کے پاس ایک کپڑے میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، اس روایت کو امام احمد نے بھی ذکر کیا ہے جس سے اس بات کو تقویت ملتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس جگہ پر تشریف لائے اور نماز ادا فرمائی ابن ظہیرہ (متوفی ۹۸۶ھ)

---

❶ مثیر الغرام ص ۱۹۱۔ ❷ الجامع اللطیف ص ۲۰۹۔ ❸ اخبار مکۃ للفاکہی ۴/ ۲۳۔

❺ صحیح بخاری (المغازی) ۴۲۸۰۔ ❻ سیرت ابن ہشام ۴۰۷/۳۔

کے کلام سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ مسجد رایہ مدعٰی کے نزدیک مکہ کے بالائی مقام پر ہے، فاسی (متوفی ۸۳۲ھ) کی رائے ہے کہ مسجد رایہ مروہ سے پانچ سو میٹر کے فاصلہ پر ہے، ❶ اس سے بھی اس مسجد کی جگہ متعین ہو جاتی ہے ابن جوزی (متوفی ۵۹۷ھ) نے بھی اس مسجد کا تذکرہ کیا ہے۔ ❷ اب یہ مسجد چونکہ محلّہ جودریہ غزہ روڈ پر ہے اس لئے اس کو مسجد جودریہ بھی کہتے ہیں، اور جدید ترین نقشہ کے مطابق مروہ سے اس مسجد کا فاصلہ ۵۵۰ میٹر ہے۔ ❸ اس مسجد کی تجدید شاہ عبدالعزیز کے دور میں ۱۳۶۱ھ/۱۹۴۲ء میں ہوئی، پھر خادم حرمین شریفین شاہ فہد کے دور حکومت میں اس کی تعمیر نو ہوئی۔



مسجد رایہ (مسجد جودریہ)

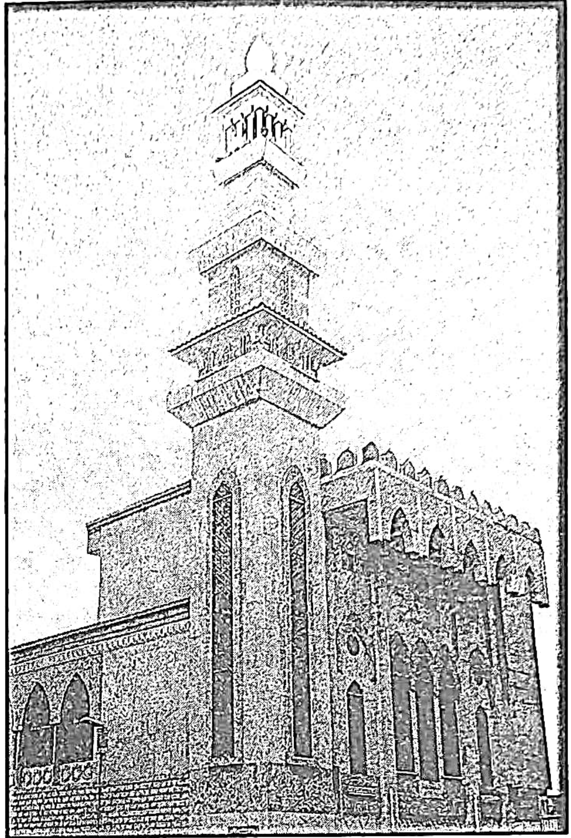
مسجد خالد بن ولید رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ وہ مکہ مکرمہ کے نشیبی علاقہ سے شہر میں داخل ہوں اور آبادی کے شروع میں اسلامی جھنڈا گاڑ دیں۔ ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے ان کو حکم دیا کہ اللیط (جرول کی سمت نشیبی جگہ کا نام) سے شہر میں داخل ہوں۔ ❹ چنانچہ جس جگہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جھنڈا گاڑا تھا وہاں ایک مسجد تعمیر کر دی گئی، اس مسجد اور اس سے متصل سڑک کو حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے نام سے منسوب کر دیا گیا، حارۃ الباب میں یہ مسجد ربیع الرسام کے مقام پر واقع ہے۔ ❺ اس کی تعمیر جدید ۱۳۷۷ھ/۱۹۵۸ء میں مکمل ہوئی۔ ❻

المحصّب یہ ایک اہم تاریخی مقام ہے جو مکہ مکرمہ کے بالائی حصہ میں منیٰ کی طرف جاتے ہوئے پہاڑوں کے درمیان ایک نشیبی ہموار جگہ ہے، محصّب اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں کنکریاں جمع ہوں چونکہ

❶ الجامع اللطیف ص ۲۰۵، شفاء الغرام ۱/۲۶۱، الأرج المسکی ص ۴۷۔ ❷ مثیر الغرام ص ۱۹۱۔
❸ نقشہ دلیل المسجد الحرام والمنطقۃ المرکزیۃ سنہ ۱۴۱۶ھ۔ ❹ کتاب المناسک للحربی ص ۴۷۴ مع حاشیہ، فتح الباری ۸/۱۰۔
❺ اس جگہ پر زمانہ قدیم میں جدہ کی سمت سے مکہ میں داخل ہونے کیلئے ایک دروازہ تھا جہاں تجارتی سامان پر محصول (ٹیکس) وصول کیا جاتا تھا لہٰذا اس دروازہ سے متصل محلّہ کا نام حارۃ الباب مشہور ہو گیا اور جہاں ٹیکس وصول کیا جاتا تھا وہ جگہ ربیع الرسام مشہور ہو گئی دیکھئے معالم مکہ ص ۲۲۹۔ ❻ التاریخ القویم ۵/۸۱، معالم مکۃ التاریخیۃ ص ۹۸۔

اردگرد کے پہاڑوں پر ہونے والی بارش کا پانی بہ کر یہاں جمع ہوتا ہے تو اس میں کنکریاں بھی جمع ہو جاتی ہیں اس لئے اس کو محصّب کہتے ہیں، اس کو خیف بنی کنانہ اور ابطح کے نام سے بھی جانا جاتا ہے،

ابطح اس جگہ کو کہتے ہیں جو گھاٹی سے نکل کر کشادہ ہو جائے، یہ جگہ چونکہ ہموار اور نسبتاً سرسبز تھی اسلئے اہل مکہ تفریح اور اہم اجتماعی فیصلوں کیلئے یہاں جمع ہوتے تھے۔ یہیں کفار مکہ نے مسلمانوں سے تاریخی بائیکاٹ کا فیصلہ کیا تھا جس کا تذکرہ شعب ابی طالب کے ضمن میں گذر چکا ہے یہ بائیکاٹ جہاں قریش کی سختی وقساوت کا آئینہ دار تھا، وہاں رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے خاندان بنو حاشم و بنو المطلب کی سخت آزمائش، صبر و عزیمت کا مظہر بھی تھا۔ اس تین سالہ طویل بائیکاٹ کے دل لرزا دینے والے واقعات تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہیں اور ہر مسلمان کیلئے درس عبرت اور مشکل حالات میں صبر وثبات کا نمونہ ہیں۔ ❶



مسجد خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

☆ دوسرا اہم واقعہ اس جگہ سے متعلق یہ ہے کہ سرورِ دوجہاں حضرت رسول پاک ﷺ فتح مکہ اور حجۃ الوداع کے موقع پر اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ اس جگہ پر تشریف فرما ہوئے، جس میں اس بات کا اظہار تھا کہ جہاں کفار ودشمنان اسلام نے اپنی عدوات کا اظہار کیا تھا آج اسی جگہ پر اللہ تعالیٰ نے اسلام اور اہل اسلام کو شوکت ودبدبہ کے اظہار کا موقع عطا فرمایا۔ ❷ یہ موقع شکر بھی تھا کہ جس شہر سے آپؐ کو نکلنے پر مجبور کیا گیا آج آپؐ اسی شہر کو اللہ کی مدد سے فتح کر چکے ہیں نیز جن لوگوں نے آپ ﷺ اور آپؐ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو اذیتیں پہنچائیں آج آپؐ ان کا بدلہ عفوودرگذر اور احسان وحسن سلوک سے دے رہے ہیں۔ ❸

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ نے فتح مکہ سے نوازا تو ان شاء اللہ ہمارے قافلہ کی منزل اس جگہ پر ہوگی جہاں کفار نے کفر پر (مسلم بائیکاٹ پر)

❶ دیکھئے شعب ابو طالب ص ،اخبار مکۃ للأزرقی ۱۶۰/۲، معجم المعالم الجغرافیہ ص ۳۱۔

❷ زاد المعاد ۴۶/۲، شفاء الغرام ۳۱۳/۱۔ ❸ فتح الباری ۱۵/۸۔

گٹھ جوڑ کیا تھا۔ ⑪

☆ جس وقت آپ غزوۂ حنین کیلئے عازم سفر تھے تو ارشاد فرمایا ''ان شاء اللہ کل ہماری منزل خیف بنی کنانہ (محصب) ہوگی جہاں کفار دعوت اسلام کے خلاف مل بیٹھے تھے۔ ⑫

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے دوران عید کے دن منیٰ میں تشریف فرما تھے کہ فرمایا: کل ہم خیف بنی کنانہ (محصب) میں قیام کریں گے، جہاں کبھی کفار مکہ کفر کی حمایت میں اکٹھے ہوئے تھے کہ بنو ہاشم اور بنو المطلب کا سماجی بائیکاٹ کیا جائے گا، نہ ان سے نکاح کریں گے نہ خرید و فروخت کا معاملہ ہوگا یہاں تک کہ (معاذ اللہ) وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ان کے حوالہ کر دیں۔ ⑬

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ (حجۃ الوداع کے دوران) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محصّب مقام پر ظہر و عصر، اور مغرب و عشاء کی نماز ادا فرمائی، پھر کچھ دیر آرام فرمایا اور بیت اللہ شریف جا کر طواف کیا۔ ⑭

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم ابطح (محصّب) کے مقام پر ٹھہرا کرتے تھے۔ ⑮ اب وہاں ایک مسجد تعمیر کر دی گئی ہے، جو مسجد محصّب کے نام سے معروف ہے۔

جموم کی مسجد فتح مرّ الظہر ان وادی سے پہلے جموم بھی ایک منزل ہے جہاں بنو سلیم قبیلہ آباد تھا اب یہ جگہ مدینہ منورہ روڈ (طریق ہجرۃ) پر مکہ مکرمہ کے شمال میں ۲۵ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے مسجد عائشہ سے اس کا فاصلہ صرف ۱۸ کلومیٹر ہے، رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ۶ ھ میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ایک گروپ کو بنو سلیم سے جنگ کیلئے روانہ فرمایا راستہ میں ایک عورت ملی جس نے قبیلہ بنو سلیم کی آبادی کی طرف رہنمائی کی چنانچہ یہ حضرات اس قبیلہ تک پہنچے، اور بہت سے مال غنیمت کے ساتھ واپس آئے۔ ⑯

☆ ۸ ھ میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کیلئے تشریف لے جا رہے تھے کہ آپ نے جموم میں رات گذاری اس وقت آپ کے ہمراہ تقریباً دس ہزار صحابہ رضی اللہ عنہم تھے جموم میں قبیلہ بنو سلیم کے بہت سے لوگ بھی آپ کے ساتھ ہو گئے۔ اسی جگہ پر حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ اسلام میں داخل ہوئے۔ ⑰

---

① صحیح بخاری، المغازی حدیث نمبر ۴۲۸۴۔ ② صحیح بخاری، کتاب المغازی، حدیث نمبر ۴۲۸۵۔

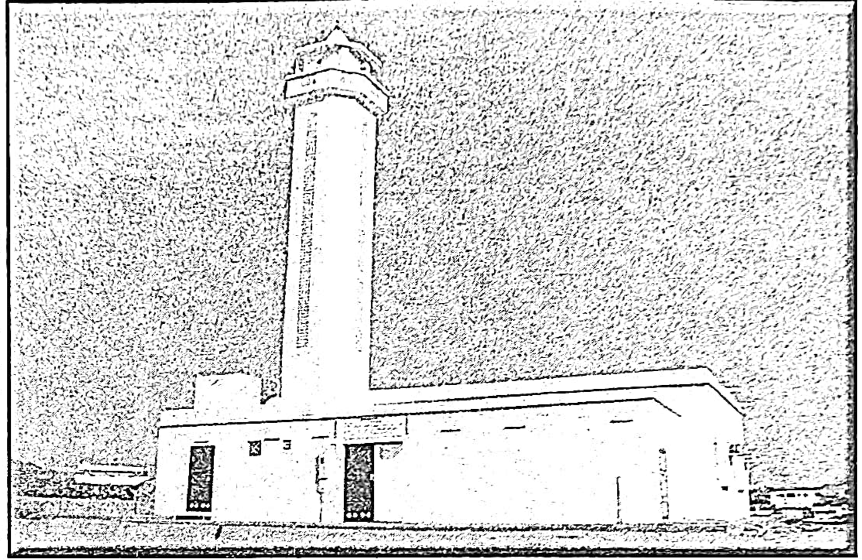
③ صحیح بخاری کتاب الحج، حدیث نمبر ۱۵۹۰، صحیح مسلم کتاب الحج حدیث نمبر ۱۳۱۴۔ ④ صحیح بخاری، کتاب الحج، حدیث نمبر ۱۷۵۶۔

⑤ جامع ترمذی کتاب الحج حدیث نمبر ۹۲۱، قال الترمذی صحیح حسن غریب۔

⑥ سیرت ابن ہشام ۶۱۲/۳، بلادنا آثار و تراث ص ۱۰۵۔ ⑦ سیرت ابن ہشام ۴۰۲/۳۔

صحیح بخاری میں ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کیلئے نکلے اور قریش کو آپؐ کی آمد کی اطلاع ملی تو تحقیق حال کیلئے ابوسفیان بن حرب، حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء مکہ سے روانہ ہوئے جب یہ لوگ مرالظہران (جموم) پہنچے تو رسول اللہ ﷺ کے حفاظتی دستہ نے ان کو دیکھ لیا اور گرفتار کر کے خدمت نبوی میں پیش کیا ابوسفیان اسی وقت حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ ⓫

☆ آپ ﷺ نے جموم میں جہاں قیام فرمایا اور نمازیں ادا کیں اسی جگہ پر ایک مسجد تعمیر کر دی گئی جو مسجد فتح کے نام سے موسوم ہے، موقع بموقع اس مسجد کی تعمیر و تجدید ہوتی رہی ہے موجودہ تعمیر ۱۳۹۷ھ میں مکمل ہوئی جس کے اخراجات شیخ حسن بکر محمد قطب نے برداشت کئے جیسا کہ صدر دروازہ پر لگے کتبہ پر کندہ ہے، مسجد کا طول قبلہ کی سمت ۲۰ میٹر اور عرض ۱۵ میٹر ہے کل رقبہ ۳۰۰ مربع میٹر ہے اس میں سے صحن کا عرض پانچ میٹر ہے، مسجد کی چھت ہال نما ہے جس کا عرض ۱۰ میٹر ہے، مسجد کے بائیں سمت ایک بلند مینار ہے، جس سے ملحق ایک کمرہ ہے، مسجد کے قریب ایک بلند و بالا پانی کی ٹینکی ہے جس سے جموم کے علاقہ میں پانی سپلائی ہوتا ہے، طریق ہجرہ سے گزرتے ہوئے اس مسجد کا سفید مینار اور پیلے رنگ کی ٹینکی نظر آتی ہے۔



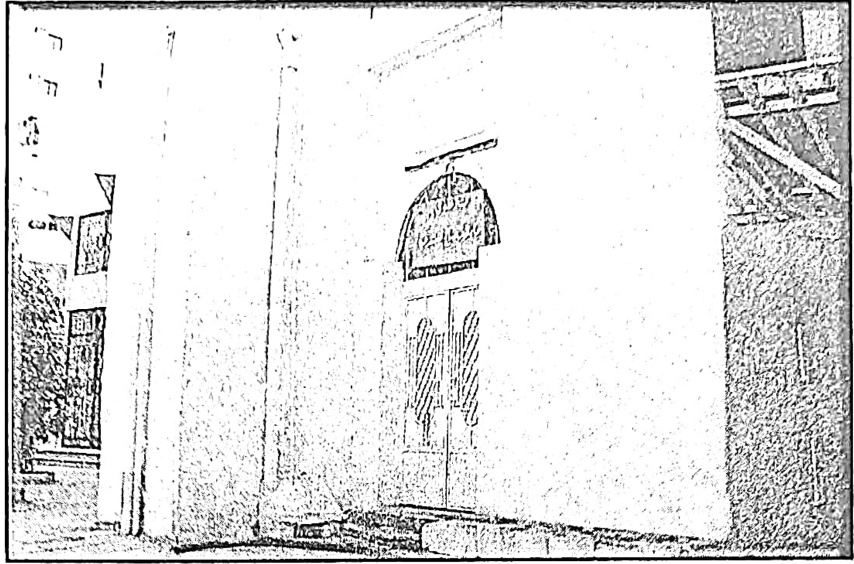
جموم میں مسجد فتح

جس خاک پہ اصحابؓ کے سجدوں کے نشاں ہیں — وہ ہے مرے اسلاف کی تاریخ کا حصہ (تائب)

ذی طویٰ یہ مکہ مکرمہ کی ایک وادی تھی آج کل صرف اس کا نام رہ گیا ہے وہ بھی ایک کنویں کی نسبت سے جو جرول محلّہ میں ''بئر طویٰ'' ⓬ کے نام سے معروف ہے، ورنہ اس وادی کا سارا علاقہ آبادی میں ضم ہوگیا ہے، اس وادی کی تاریخی اہمیت یہ ہے کہ سرور دو جہاں ﷺ نے اس میں رات گذاری، صبح اُٹھ کر اس کنویں کے پانی سے غسل کیا، اور نماز ادا فرمائی، پھر مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے، جیسا کہ بخاری کی

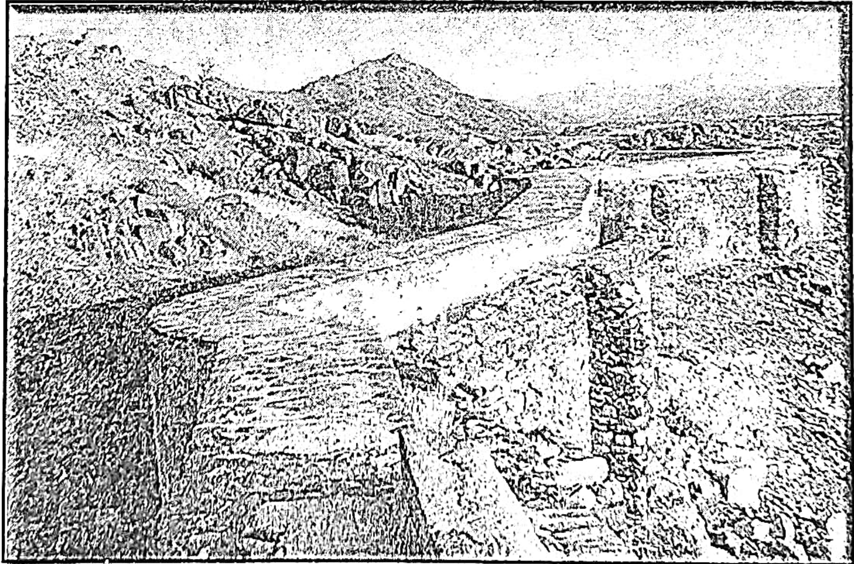
⓫ صحیح بخاری کتاب المغازی حدیث نمبر ۴۲۸۰۔ ⓬ معجم المعالم الجغرافیة ص ۱۸۸۔

روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ''ذی طویٰ'' وادی میں رات گذاری اور صبح کو مکہ مکرمہ تشریف لے گئے ❶_حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا معمول تھا کہ وہ ذی طویٰ میں رات گذارتے پھر صبح کو غسل کر کے مکہ مکرمہ داخل ہوتے،



بئر طویٰ (طویٰ کنواں)

اور فرماتے کہ رسول اللہ ﷺ ایسا ہی کیا کرتے تھے، ❷ اس کنویں کے قریب جہاں رسول اللہ ﷺ نے نماز ادا فرمائی تھی وہاں ایک مسجد تعمیر کردی گئی جس کا ذکر مسلم شریف کی ایک روایت میں بھی ہے، ❸ نیز فاکہی نے بھی اس کا تذکرہ کیا ہے اس کا محل وقوع ذی طویٰ کنویں کی طرف جاتے ہوئے راستہ کی داہنی سمت کنویں کے نزدیک ہی تھا، یہ مسجد ماضی قریب تک باقی رہی بالآخر منہدم ہوگئی، ❹ البتہ ذی طویٰ نامی یہ کنواں ابھی باقی ہے جو محلہ جرول میں مستشفی ولادہ ''ولادت ہسپتال'' کے سامنے اور جفری کی نوتعمیر بلڈنگ کے پیچھے واقع ہے۔



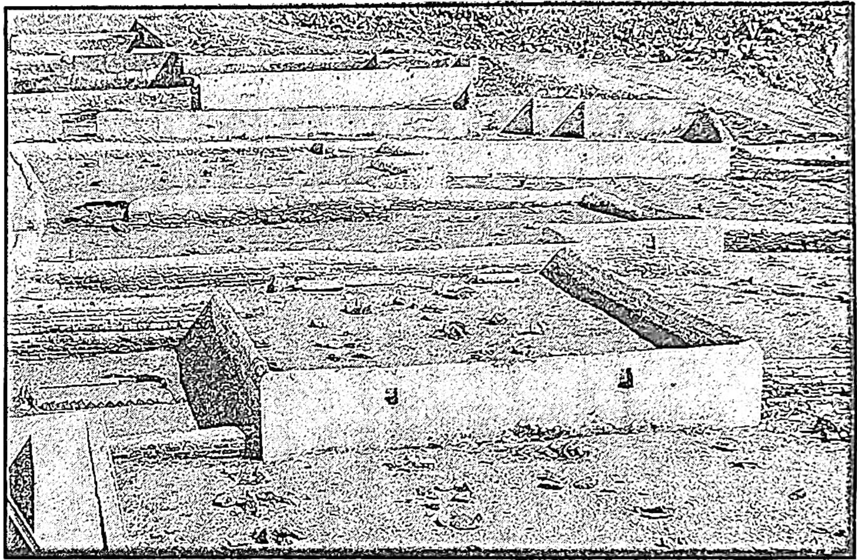
نہر زبیدہ

نہر زبیدہ یہ ایک نہر تھی جو عباسی خلیفہ ہارون رشید (متوفی ۱۷۴ھ ۷۹۱ء) کی اہلیہ زبیدہ نے جاری

❶ صحیح بخاری الحج حدیث نمبر ۱۵۷۴۔
❷ صحیح مسلم، الحج حدیث نمبر ۱۲۵۹۔
❸ صحیح مسلم، کتاب الحج، حدیث نمبر ۱۲۵۹، ۱۲۶۰۔
❹ اخبار مکۃ للفاکہی ۴/۲۷ مع حاشیہ، اخبار مکۃ للازرقی ۲/۲۰۳۔

کرائی تھی، مسجد حرام سے ۳۶ کلو میٹر کے فاصلہ پر حُنین میں واقع وادی نعمان سے شروع ہو کر عرفات اور وادی عرنہ سے گزرتی ہوئی منیٰ کے نشیبی علاقہ سے ہو کر مکہ مکرمہ پہنچی تھی، تقریبا بارہ سو سال تک اہل مکہ اس سے سیراب ہوتے رہے، مسلم خلفا و حکمران حسب ضرورت اس کی اصلاح و مرمت کراتے رہے مگر اب ایک عرصہ سے ٹوٹ پھوٹ کر ختم ہو چکی ہے (۱) ۱۴۲۱ھ میں ولی عہد شہزادہ عبداللہ بن عبدالعزیز نے ہدایات جاری کی ہیں کہ اس قدیم نہر کی تجدید و ترمیم کر کے پھر سے قابل استفادہ بنایا جائے۔

مقبرۃ المعلیٰ یہ مقبرہ مکہ مکرمہ کے تاریخی مقامات میں سے ایک ہے جو مسجد حرام کی مشرقی جانب ایک پہاڑی کی گھاٹی میں واقع ہے فاکہی کہتے ہیں کہ مکہ مکرمہ کے پہاڑوں کی گھاٹیوں کا طبعی رُخ ٹھیک قبلہ کی طرف نہیں ہے سوائے مقبرۃ المعلاۃ کی اس گھاٹی کے کہ اس کا رخ خط مستقیم سے قبلہ کی طرف ہے۔ (۲) اس مقبرہ کی فضیلت میں کچھ روایات کتب حدیث میں مذکور ہیں جن میں سے ایک روایت



مَعلی قبرستان

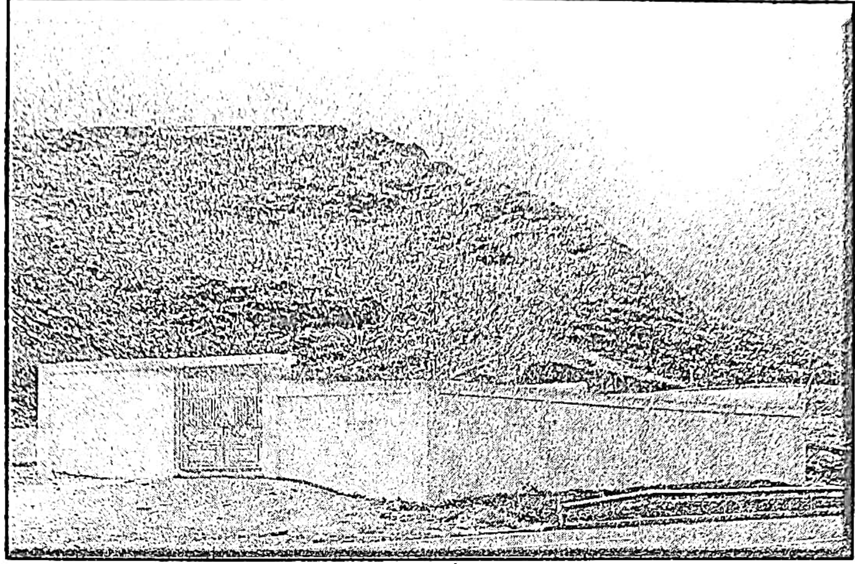
میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''یہ قبرستان کیا ہی اچھا ہے'' (حدیث حسن) (۳)
اسی قبرستان میں ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی قبر مبارک ہے نیز بہت سے صحابہ و تابعین اور بزرگان دین کی قبریں ہیں اس قبرستان کے علاوہ مکہ مکرمہ میں اور بھی تاریخی قبرستان ہیں۔

سَرِف سَرِف وہ مقام ہے جہاں رسول اکرم ﷺ نے سنہ ۷ھ میں ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا، اور کچھ دیر قیام فرمایا۔ پھر یہیں سنہ ۵۱ھ میں حضرت میمونہؓ کی وفات ہوئی، آپؓ کی قبر طریق ہجرۃ پر مکہ مکرمہ سے ۲۰ کلو میٹر پہلے داہنی جانب ہے (۴)

---

(۱) شفاء الغرام ۱/۳۴۷۔ (۲) اخبار مکۃ للفاکہی ۴/۲۷۔ حاشیہ کے ساتھ، اخبار مکۃ للأزرقی ۲/۲۰۳۔
(۳) مسند احمد (ت: ارناؤوط) حدیث نمبر ۳۴۷۲ مجمع الزوائد ۳/۲۹۷۔
(۴) سیرت ابن ہشام ۲/۳۷۰، اسد الغابۃ ۶/۲۷۲، اودیۃ مکۃ المکرّمہ ص ۱۲، صحابہ کے مکانات ص ۳۵۔

یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ حضرت میمونہؓ کی رخصتی جس مکان میں ہوئی تھی اسی میں آپؓ کی وفات ہوئی، یزید بن اصم کہتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں حضرت میمونہؓ کی طبعت خراب ہوگئی وہاں آپؓ کے عزیز و اقارب میں سے کوئی نہ تھا تو آپؓ نے فرمایا مجھے مکہ سے باہر لے چلو میری وفات یہاں نہیں ہوگی اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ تمہاری موت مکہ مکرمہ میں نہیں ہوگی، آپؓ کو سَرِف کے مقام پر اس درخت کے پاس لایا گیا جہاں آپؐ نے ان سے نکاح فرمایا تھا، یہاں پہنچ کر آپؓ کی وفات ہوگئی اور یہیں آپ کو دفنایا گیا۔ ⑪



مقام سَرف میں حضرت میمونہؓ کی قبر

اللہ تیرا شکر ہے

شکر و احسان ہے اس ذات پاک کا جس کی توفیق و فضل بے پایاں سے اس کتاب کی تکمیل ہوئی، راقم نے ہر ممکن کوشش کی ہے کہ اس کتاب کو عمدہ سے عمدہ پیرائے میں پیش کیا جائے، تصویروں اور نقشوں کے ذریعہ بھی اس مقدس و باعظمت شہر کے اہم مقامات کو واضح کر دیا ہے تا کہ اسکے مضامین کو سمجھنے میں آسانی ہو، اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کاوش کو خالص اپنی رضا کیلئے قبول فرمائے، اس شہر کی تاریخ کے متلاشی کیلئے نافع و مفید بنائے اور مزید اپنے فضل سے نوازے۔ آمین۔

قارئین کرام سے درخواست ہے کہ وہ اپنی دعاؤں میں اس ناکارہ کو بھی یاد رکھا کریں۔

مجھے زائرانِ حرم یاد رکھنا دعا کر رہا ہوں دعا چاہتا ہوں

وصلی اللہ علی نبینا محمد ﷺ وعلی آلہ وصحبہ وسلم تسلیماً کثیرا۔

⑪ معجزات النبی ﷺ ابن کثیر ص ۲۱۰۔

فہرست عناوین

آثار مؤلف

۱- تاریخ مكة المكرمة ۱۶۰ صفحہ (عربی، مطبوع)
۲- تاریخ مکہ مکرمہ ۱۶۶ صفحہ (اردو، مطبوع)
(خانہ کعبہ، حجراسود، میزاب رحمت، حطیم، غلاف کعبہ، زمزم، مقام ابراہیمؑ
صفامروہ، مسجدحرام، منٰی، مزدلفہ، عرفات، حدودحرم اور میقات کا تذکرہ۔)
۳- تاریخ مکہ مکرمہ (انڈونیشی، زیر طبع)
۴- تاریخ المسجد النبوی الشریف ۲۰۸ صفحہ (عربی، مطبوع)
۵- تاریخ مسجد نبوی شریف ۱۶۰ صفحہ (اردو، مطبوع)
(مسجد نبوی شریف کے فضائل وآداب، تعمیر و توسیع، ریاض الجنۃ
منبر و محراب، حجرہ شریفہ اور گنبد خضراء کا تاریخی جائزہ۔)
۶- تاریخ مسجد نبوی شریف (انگریزی، زیر طبع)
۷- بیوت الصحابةؓ حول المسجد النبوی الشریف ۲۰۸ صفحہ (عربی، مطبوع)
۸- مسجد نبوی شریف کے پاس صحابہؓ کے مکانات ۱۶۰ صفحہ (اردو، مطبوع)
(حجرات شریفہ، صحابہؓ کے مکانات، سقیفہ بنی ساعدہ
جنازہ گاہ، قبر سیدہ فاطمہؓ اور بقیع کا مفصّل تذکرہ۔)
۹- مسجد نبوی شریف کے پاس صحابہؓ کے مکانات (انگریزی، زیر طبع)
۱۰- المساجد الأثریة فی المدینة النبویة ۲۸۰ صفحہ (عربی، مطبوع)
۱۱- مدینہ منورہ کی تاریخی مساجد ۱۶۰ صفحہ (اردو، مطبوع)
(پینتیس تاریخی مساجد کا مفصّل تذکرہ، قرآن وحدیث میں وارد شدہ
واقعات سے ان کا ربط، موجودہ محل وقوع اور توسیع وترمیم کا بیان)
۱۲- تاریخ المدینة المنورة، قسم المساجد ۶۰ صفحہ (عربی، اردو، انگریزی۔ مطبوع)
(پینتیس تاریخی مساجد کا مختصر تعارف، محل وقوع اور ان کی رنگین تصاویر)

اے میرے اللہ یہ سب تیری ہی عنایت وتوفیق سے ہے، بس قبول کر لیجیے۔
ترا کرم ہے مری قلم پر ☆ ترے حرم پر جھکی ہوئی ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صد شکر خدا تیرا

اللہ کا گھر دیکھا ☆ معبود کا دَر دیکھا
کعبہ وصفا مَروہ ☆ ہر شام وسحر دیکھا
انوار کی بارش ہے ☆ آنکھوں سے جدھر دیکھا
رحمت کی بہاروں میں ☆ گل رنگ ثمر دیکھا
لبیک ہے ہر لب پر ☆ ہر آنکھ کو تَر دیکھا
ہر سُو ہے طلب تیری ☆ مسجد میں جدھر دیکھا
گردش میں ستارے ہیں ☆ مرکز میں قمر دیکھا
شاہوں کو گداؤں کو ☆ اِک ساتھ اِدھر دیکھا
آقا ﷺ نے جسے چوما ☆ جنّت کا حجر دیکھا
ہم سب نے اُسے چوما ☆ جب قولِ عمرؓ دیکھا
میزاب کے سائے میں ☆ رحمت کا اثر دیکھا
بابائے رسل کے دو ☆ پاؤں کا اثر دیکھا
مَروہ کی سعی کرتے ☆ ھاجر[1] کا اثر دیکھا
اعجازِ ذبیح اللہ ☆ زمزم کا اثر دیکھا
جاری ہے جو صدیوں سے ☆ وہ چشمہء تر دیکھا
معراج کی نسبت سے ☆ ھانی کا وہ گھر دیکھا
جب کوہِ صفا پہنچے ☆ ارقم کا وہ گھر دیکھا
رحمت کا حسیں مظہر ☆ اللہ کا گھر دیکھا
صد شکر خدا تیرا ☆ فیصلؔ نے یہ گھر دیکھا

محمد الیاس فیصلؔ

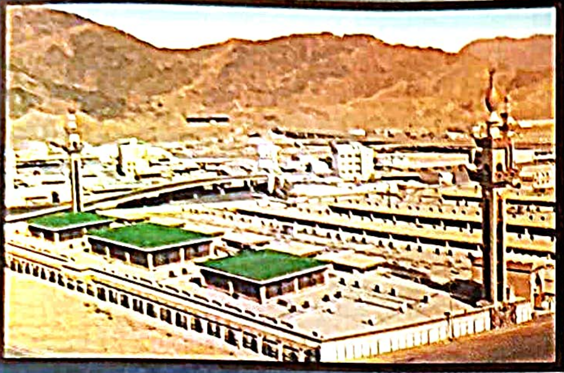
۱۴۱۳/۱۱/۲۴ھ

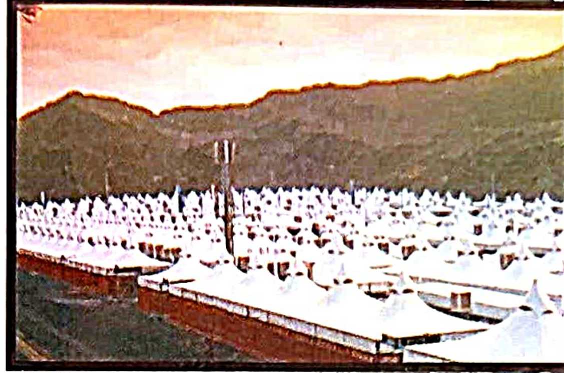
---

[1] حضرت اسمٰعیلؑ کی والدہ کا نام احادیث شریفہ میں ہاجر (آخری ہا کے بغیر) وارد ہوا ہے، اِسی وجہ سے یہاں اور بقیہ کتاب میں ناچیز نے حضرت ہاجرہؑ کی بجائے حضرت ہاجرؑ ذکر کیا ہے۔

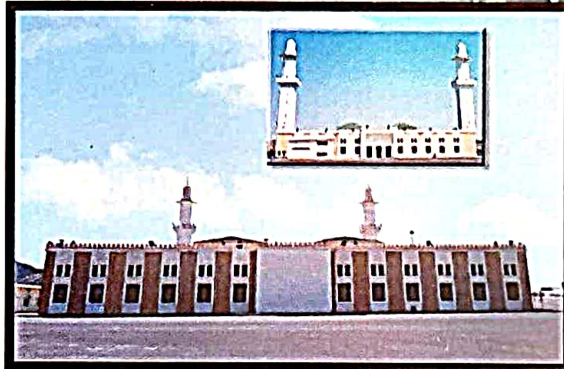


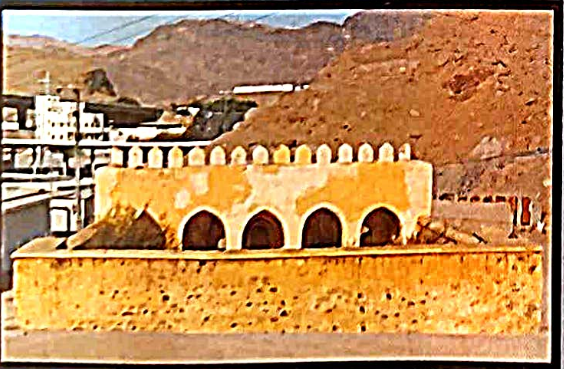






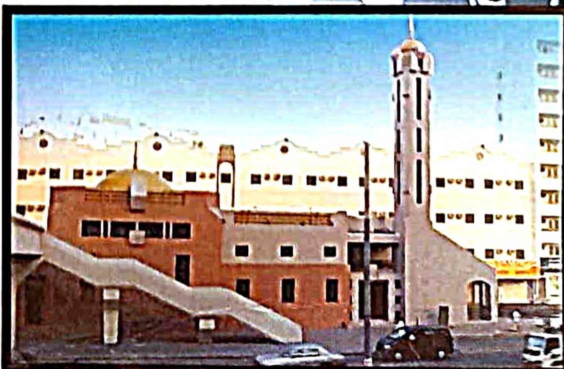












COMPUTER GRAPHIC : MALIK JAMIL AHMAD